SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

کتاب یا رسالے کا نام:

روشن تحریریں

مصنف، مؤلف:	ابوحاتم محمد عظیم
موضوع:	متفرقات
ناشر:	SABIYA VIRTUAL PUBLICATION
ڈیزائننگ اور کمپوزنگ:	PURE SUNNI GRAPHICS
سنہ اشاعت:	OCTOBER 2022 / RABIUL AWWAL 1444
صفحات:	337

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

علمی اور اصلاحی مضامین کا مجموعہ

روشن تحریریں

از قلم:

ابو حاتم محمد عظیم

ناشر:

Sabiya Virtual Publication

CONTENTS

(اس فہرست میں کسی بھی عنوان پر فقط ایک کلک کرنے سے آپ متعلقہ صفحے پر جاسکتے ہیں۔)

ایک اہم وضاحت 10

مصیبت/سزا/آزمائش 11

نمبر 1 11

نمبر 2 11

نمبر 3 12

عمر نکلتی جارہی 14

جنسی ہراسگی 15

طوائف نے جب قرآنِ کریم کی آیت پڑھی۔۔۔ 18

پرویز ھود اور مولوی صاحب 19

عنوان: مُلّاجی کا قصور 19

زندگی کی گاڑی 23

علمائے دین اور 2023 الیکشن 25

نوٹ پر سرسیّد علی گڑھی کی تصویر 29

جشنِ آزادی 29

اگست قریب ہے 31

نوحہ۔۔میں۔۔قرآنِ کریم اور اھلِ بیتِ پاک 35

کوئی نہ کوئی بہانہ 37

مُحرّام الحرام اور شادی 40

مقامِ غور 43

مزید تفصیل 44
دریائے سندھ میں تیرتی تین لاشیں۔ 46
اہم وضاحت 47
پولیس انتظامیہ توجہ فرمائیے۔ 49
چھوکرے بازی۔ 49
عورت کی بربادی کی کہانی 50
عنوان: دین کا عالم بن جائیے یا پھر دینی عالم کی مان لیجئے۔ 50
مفتی تقی عثمانی دیوبندی 53
آئیے جانتے ہیں طالبان کے عقائدو اعمال کا حال 55
راقم کا تبصرہ 57
بلوچ عورت 57
تحفظِ ناموسِ رسالت 59
عنوان۔۔۔۔ تحفظِ ناموسِ رسالت کے شرعی تقاضے 59
عالمِ مُرید 61
خون کی بُو 63
عنوان: کراچی والوں کی آواز 63
امام مسجد 66
الیاس قادری 69
پیر بھائیوں سے ایک گزارش 70
حَدیثِ دِل۔۔۔ دل کی بات 70
موضوع: علم دین اور سوشل میڈیائی تتلیاں 70

رشتے نہیں آتے 72
دردِ دل کی فریاد 73
دیوانے کا خواب 79
میسنجر پر روبی 82
قوم کی بربادی کا ذمہ دار کون۔ 84
علمائے اہل سنت کے نام ایک پیغام 85
جوش میں ہوش کھو دیتے ہیں 87
تحفظِ ناموسِ رسالت کے شرعی تقاضے 90
تحفّظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 92
عنوان: دو کرداروں کا جائزہ 92
فریقِ ثانی کے کردار کا جائزہ 96
جب پٹرول مہنگا ہونے کی خبر مذہبی نمائندوں تک پہنچی 98
درس نظامی کو درس نظامی سمجھ کر پڑھیں 101
خلاصہ حدیث 101
طالبِ علم کا مقصدِ اصلی 103
شَرحِ مائۃ عامل 104
دو اہم وضاحتیں 106
پہلی وضاحت۔۔ 106
دوسری وضاحت 106
چالیس ہزار لڑکیاں گھروں سے کیوں بھاگیں ؟ 107
الگ ہو جانے کے بعد 110

ترکی میں کچھ پاکستانیوں نے 112
انسانی علم وفن کی تاریخ اور مسٹر تعلیم یافتہ............................. 113
دیندار 116
خود کو برباد کر دینے والی ایک عورت کی سچی کہانی 118
میں نے خود سے پوچھا 119
مسلمانوں کے علم وفن میں ماہر کی کہانی 121
سائنس وٹیکنالوجی اور مسلمانوں کے بادشاہ..............................122
آزادی کا جشن منانے سے پہلے 124
مہربان انگریز 124
گوروں کا آکسفورڈ بمقابلہ شاہجہاں کا تاج محل۔ 128
آنٹیوں کی تلاش سے ہدایت تک کا سفر.....................................129
اِیک عورت کی فریاد 133
اسلامی فلاحی ریاست کب وجود میں آتی ہے؟...............................135
عنوان: غَزْوَةُ بَدْرِ الْكُبْرٰی 135
درد کے ٹیس (پاکستان کی فریاد) 139
عنوان: کبھی اِن مسائل پر بھی کمانڈوز کانفرنس بلالیا کریں...............139
ایک حدیث/علی بھائی/اور میں 141
احکاماتِ دین دو قسم پر ہیں 141
مطلوباتِ شرعی 141
ممنوعات شرعی۔..142
قرآن وسنت کے ترازو میں پیر صاحب 143
خطیب ضرور پڑھیں...145

پڑوسی ملک میں مسلمان ذبح ہورہے تھے 146
مولانا فضل الرحمان 148
فکرِ اسلامی کی روشنی میں ارتقاء کا مفھوم 150
سیاست 152
فرد کی خود کی اصلاح۔ 152
گھر کی اصلاح 152
مملکت کی اصلاح۔۔۔ 152
دینی مدارس میں مُنعقدہ ہفتہ وار بزم (حفلہ) کی اہمیت۔ 153
میں مسلمان تو تھی 156
سچے دل سے توبہ کی برکت 158
ایم کیو ایم اور زرداری معاہدہ 159
نصیب عمل کے ذریعے بند 160
پروپیگنڈہ یا حقیقت 162
عنوان: کیا بلوچوں اور سندھیوں کے حقوق پنجابی غصب کرتے ہیں؟؟؟ 162
عورت مارچ سے واپسی 165
بغاوت سے اطاعت کی طرف سفر 169
سیدنا معاویہ پاک کی سیاست کے بارے میں اھلِ حق کی رائے 172
تمھیدی کلمات۔ 173
خلیفہ کا پِیرؔ ابلیس نکلا۔ 176
عنوان: جب مُرِیدؔ نے پہلی بار اسلام پڑھا 176
علم اٹھ جائے گا 179
مسئلہ اُحُدؔ میں قمبر والے سائیں کی بڑی بڑی غلطیاں 181

پسنُد فقیر (چتن پٹی صحبت پور) بلوچستان 185
آخر مرید کی اصلاح ہوگئ 187
مناظرہ بعد میں کیجئے پہلے پیِر صاحب کو علمِ شریعت سکھائیے 190
میر اپیِر خانہ جاھلیت کی بھینٹ چڑھ گیا۔ 191
شادی میں مرد کی فطرت کا لحاظ رکھا گیا عورت کا کیوں نہیں ؟ 194
عنوان: بغیر شادی کے خوش رہنے والی خواتین کی کہانی ابوحاتم کی زبانی 196
آسان حسینیت 198
حنیف قریشی 200
سورۃُ القریش کا قریشی حنیف قمی 202
لتا منگیشکر 206
اصل حقیقت۔ 206
عورت / حقوق / میڈیا 207
مہاجروں کی پٹائی۔ 210
کرپشن (بدعنوانی) میں ترقی۔ 212
ٹنڈوالٰلہ یار سندھ 216
لٹیرے بزرگ 217
فکر رضا ہرگز نہیں 219
سندھ و بلوچستان کے دیہی علاقوں پر مافیاز کی مہربانیاں۔ 219
فکرِ اسلامی کی روشنی میں ارتقاء کا مفھوم۔ 220
مفتی اعظم پاکستان جناب مفتی منیب الرحمٰن صاحب زید مجدہُ 222
عنوان: صلح کلی کی حقیقی تعریف 222
(مرادی معنی) سکولی ماہرین کے مشورے۔ 224

ڈِکٹیٹرشِپ 226
اگر وہ چاہتے تو میلا دیوں بھی منا سکتے تھے 228
مبارک رات 229
ٹک ٹاک پر اُس کے ملینز فالورز تھے 230
آدمی سے انسان بننے کے اسباب 233
پاکستانی لوگ ذلت ورسوائی کا شکار کیوں 233
مفلسی 235
مُحافظ 238
سُن کر قلب کو صدمہ پہنچا 241
اکیلی عورت 242
عنوان: میں بھی کہتی تھی شادی کی کیا ضرورت؟ 242
کراچی میں شوہروں کی زندگی 245
نصابِ تعلیم میں تبدیلی 249
تعلیم کی اہمیت 249
بلھے شاہ، امر جلیل اور خدا 254
میری کمینگی (میں نے خدا کو لاجواب کر دیا) 259
میری قوم اور بیری کے پتے۔ 260
سخاوتِ عثمانی اور آج کی مُسلِم دنیا۔ 262
مقامِ غور 264
کرونا ویکسین اور مذہبی جماعتوں کا کردار 269
عورت کا مسئلہ 274
گندا گلاس 278

دانشور 280
عورت کا حقیقی محافظ کون ؟ 283
تلاوت کرر ہا تھا کہ سورۃ الحج 287
خود پر ظلم 288
مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے ؟ 289
آدمیوں کی بستی میں انسانیت کی تلاش۔ 291
یہ ظلم آخر کب تک ؟ 296
تنبیہ۔ 299
مذھبی تبلیغی، اصلاحی جماعتوں کی اصل پہچان کرانے والی ایک تحریر۔ 300
دلیل 301
موسمی خطیب 303
لفظوں کی آڑ میں اسلامی اقدار پر وار 306
مُنکراتِ شرعیہ اور آج کے دارالافتاء 309
جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں 314
مزاجِ شریعت اور میرا کوکب 319
سندھی رائیٹر امر جلیل کا سوال کا 323
ہماری اردو کتابیں: 326

ایک اہم وضاحت

صابیا ورچوئل پبلی کیشن مختلف ذرائع سے موصول شدہ مواد کی اشاعت کر رہی ہے۔ کئی لکھنے والے اپنا سرمایہ ہمیں شائع کرنے کے لیے ارسال فرما رہے ہیں۔ ہم ایک اہم وضاحت بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں اور رسالوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ بالکل ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے اور پھر علمائے اہل سنت کی کتابوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جارہا ہے جن کے بارے میں کسی کو کوئی شک نہیں ہونا چاہیے اور پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی وغیرہ غلطیوں کی تو جو اشاعت خاص ہماری جانب سے ہوتی ہے یعنی وہ کتابیں اور رسالے جو "**ٹیم عبد مصطفی افیشل**" کی پیشکش ہوتی ہے ان کی ذمہ داری ہم لیتے ہیں اور جو ہمیں دوسرے ذریعوں سے موصول ہوتا ہے ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے۔

ٹیم عبد مصطفیٰ آفیشل کی علمی تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہٰذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں اطلاع فرمائیں۔

عبد مصطفیٰ آفیشل

مصیبت/سزا/آزمائش

حالیہ بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے ہوئے جانی و مالی نقصان کو مصیبت/سزا/یا آزمائش میں سے کس لفظ سے تعبیر کیا جائے اس حوالے سے بحث کا سلسلہ جاری ہے ۔۔ابھی تک دانشور اور مذھبی اشخاص سیلاب کی تعبیر کے متعلق کسی نقطے پر متفق نہیں ہو سکے ۔۔

عام مسلمان اور کچھ دانشور حضرات کے مطابق حالیہ سیلاب مصیبت یا سزا ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ سب حکومتی انتظامیہ کی نااہلی و بددیانتی کا نتیجہ ہے ۔سیلاب سے بچنے کا مناسب انتظام نہیں کیا گیا اور پانی کو بروقت راستہ بھی نہیں دیا گیا اس لئے نقصان زیادہ ہوا ہے ۔

سیلاب ہو یا زلزلہ یا دیگر ناگہانی آفات ۔۔۔۔۔جب یہ رونما ہوتے ہیں تو بعض مذھبی شخصیات کے مطابق یہ عذاب یعنی سزا ہے جبکہ کچھ کہتے ہیں یہ انعام ہے کہ گناہوں کا کفارہ اور صبر کرنے کی صورت میں درجات کی بلندی کا سبب ہے ۔

بحیثیتِ مسلمان ہمیں ان ناگہانی حادثات کے متعلق کیا نظریہ اپنانا چاہئے یہ نہایت اہم ہے ۔بات کو مکمل سمجھنے سے پہلے چند اہم بات نوٹ کیجیئے ۔

نمبر1

آزمائش خیر و بھلائی کا پہلو رکھتا ہے ۔آزمائش نیک بندوں کی ہوتی ہے ۔مثال کے طور پر حق کے راستے میں انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام ،اہل بیت کرام، صحیح العقیدہ سنی علمائے کرام کو پہنچنے والی تکالیف ۔

نمبر2

مصیبت خیر اور شر دونوں پہلو رکھتا ہے ۔نیک بندوں پر بھی مصیبتیں آتی ہیں اور گنہگاروں پر بھی ۔۔۔۔نیک لوگ مصائب پر صبر کرکے اللہ کی رضا پاتے ہیں جبکہ گناہ گار بندوں پر اُن کے اعمال کی وجہ سے مصائب آتی ہیں ۔ان مصیبتوں کے ذریعے انہیں خبردار کیا جاتا ہے کہ وہ سدھر جائیں ۔اگر یہ لوگ

مصائب کے وقت صبر کریں توبہ واستغفار سے کام لیں بقیہ زندگی سدھرے رہیں تو یہ مصیبتیں اُن کے لئے گناہ مٹوانے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔۔۔۔

نمبر3

سزا یہ شر کا پہلو رکھتا ہے۔ انتہائی سخت قسم کے مجرموں کی بسا اوقات دنیا میں ہی اُن کی بداعمالیوں کی وجہ سے پکڑ ہو جاتی ہے اسے سزا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔۔۔۔

حالیہ سیلاب کو آزمائش، مصیبت یا سزا کہنے سے پہلے ایک بات بتادوں میرا اپنا گھر بھی متاثرین میں شامل ہے اگرچہ گرنے سے بچ گیا ہے۔ قریبی رشتے داروں میں سے میری بہنیں، ماموں کے گھر اور دیگر کئی انتہائی قریبی رشتے داروں کے گھر بھی بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔

اِن تین باتوں کو مکمل اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے پھر نتیجہ نکالئے کہ ہم پر یہ مصیبت کس لئے آئی؟
کیا ہم نیک ہیں، حق کی خاطر، دین کی سربلندی کی خاطر رات دن کوشاں ہیں کہ ہمیں سیلاب کے ذریعے آزمایا گیا یا پھر ہم مجرموں میں شامل ہیں جنہیں سیلاب کے ذریعے وارننگ دی گئی کہ اپنے معاملات درست کرنے کے ساتھ ساتھ سیاستدانوں، بیوروکریٹس (افسر شاہی) اور جرنیلوں کے بارے میں حتمی فیصلہ کریں کہ اس نظام کا حصہ بن کر انگریزوں کی گٹریں دھونے والوں کی غلامی میں رہنا ہے یا ان سے پیچھا چھڑانا ہے۔

قرآنِ کریم میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے "وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ" اور انہیں خدا کے دنوں کی یاد دلا۔ ہر دن یقیناً خداوندِ کریم کا ہے لیکن یہاں مراد خاص دن ہیں۔ قرآنِ کریم کتاب ہدایت ہے۔ جہاں قرآنِ کریم میں پچھلی قوموں کے انعام و سزا کا ذکر ہوا وہ محض ایک کہانی کے طور پر نہیں ہے بلکہ ہمارے لئے اس میں نصیحت و عبرت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے جیّد سنی عالم دین گزرے ہیں آپ قرآن و حدیث کے علوم میں نہایت ماہر عالم اور امام کی حیثیت رکھتے ہیں۔ الفوزالکبیر میں آپ لکھتے ہیں

ایام اللہ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ پاک نے کسی قوم کو کوئی بڑی نعمت عطا کی یا پھر مجرموں کو اس دن سزا میں مبتلا کیا۔

گناہگار تو ہم سب ہیں لیکن ہمارا سب بڑا جرم شاید کرپٹ نظام کا حصہ بن کر ظالموں کا ساتھ دینا، جیو شیر، جئے بھٹو، جئے عمران، جئے فضل الرحمان، جئے بوٹ والی سرکار کا نعرہ مارنا ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر برائی کا سرغنہ حکومتِ وقت اور اعلیٰ عہدیداران ہیں۔ جمہوری طریقے سے ہم سب کسی نا کسی طور ان بڑے مجرموں کا ساتھ دیتے ہیں اُن کے معاونین و مددگار بنتے ہیں۔ یہ لوگ ہم سے ووٹ لے کر اسمبلیوں میں پہنچ کر ہمارے دین کے خلاف فیصلے کرتے ہیں۔ LGBTQ قانون پاس کر کے معاشرے میں سرِّعام برائی کا دروازہ کھولنے کا سبب بنتے ہیں۔

اللہ پاک نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا اور عبادت صحیح معنوں میں اس وقت کی جا سکتی ہے جب بندہ فکر و فاقہ سے آزاد مالی طور پر خوشحال ہو۔ جانی، مالی ہر اعتبار سے امن میں ہو۔ خود سوچیۓ گورنمنٹ کی غلط پالیسیوں آئی ایم ایف اور دیگر غیر مسلم اداروں کی غلامی کی وجہ سے ہمیں ہر طرح کی تکلیف کا سامنا ہے۔ مہنگائی لوڈ شیڈنگ وغیرہ وغیرہ پھر بھی ہمیں سمجھ نہیں آ رہی اور مزید اِنہی کرپٹ اور انگریزوں کی گٹریں دھونے والے لوگوں کا ساتھ دے رہے ہیں تو بتائیے ہم مجرم ہیں یا نہیں۔۔۔۔

اللہ پاک آسمان سے فرشتے نہیں اتارے گا کہ وہ آکر آناً فاناً ہمارا نظام درست کر دیں گے بلکہ ہم نے اپنی دنیا اور آنے والی نسلوں کی بھلائی کے انتظامات خود کرنے ہیں پھر ان شاء اللہ اللہ کی مدد بھی آئے گی۔

حالیہ سیلاب، مہنگائی، لوٹ مار، لوڈ شیڈنگ، تباہ حال کھنڈر سڑکیں اور دیگر خرابیوں کے بارے میں سوچیۓ کہ ہم مسلمان ہیں پھر ہمارے ساتھ ایسا کیوں ہے؟

مسلمانوں کی خوشحالی اللہ کو بہت پسند ہے۔ وجہ یہ کہ اللہ کی رحمت اُس کے غضب پر حاوی ہے۔۔۔اور حدیث پاک میں کہا گیا کہ طاقتور مومن کمزور مومن کے مقابلے میں اللہ پاک کو زیادہ پسند ہے

۔۔۔تو پھر ہم اعتبار سے کمزور کیوں ہیں خدا کے دشمنوں کے غلام کیوں ہیں۔لوڈ شیڈنگ، بے روز گاری کا شکار کیوں ہیں۔اس لئے کہ دنیا دارالعمل ہے۔انسان اپنے افعال کا کاسب ہے جس طرح کے اعمال کرے گا نتیجہ بھی ویسا ہی پائے گا۔اچھے اعمال کا اچھا نتیجہ برے اعمال کا برا نتیجہ۔۔۔۔۔ہم دنیا میں ظالموں کا ساتھ دیتے ہیں اُنہیں ووٹ دیتے ہیں تو پھر نتیجتاً سزائیں ملیں گی۔

کراچی تا خیبر چلتے جائیے ہم سے ہر ایک کسی نا کسی طرح مبتلائے عذاب ضرور ہے۔لہذا توبہ استغفار کے ساتھ ساتھ اپنے اوپر مسلّط نظام سے پیچھا چھڑائیے۔ورنہ بیٹھے بٹھائے سیلاب میں ڈوب کر شہادت کا درجہ حاصل کرنے، گھر بار سے محروم ہو کر بچوں سمیت سڑک پر بیٹھ کر چلچلاتی دھوپ برداشت کرنے، سیورج زدہ پانی پی کر پیٹ اور دیگر بیماریوں میں مبتلا ہونے، سیلاب میں آئے کالے سانپوں سے خود کو ڈسوانے اور راتوں کو بڑے بڑے موٹے مچھروں سے ٹیکے لگوا کر گناہ بخشوانے اور درجات بلند کروانے کے لئے تیار رہئے۔

عمر نکلتی جارہی

سب گھر والے پریشان تھے کہ سائرہ کی عمر نکلتی جارہی ہے لیکن وہ ابھی تک رشتے کے انتظار میں بیٹھی ہیں۔استخارہ بھی نکلوایا گیا،، پیر صاحب سے کئ بار تعویذات بھی لئے گئے لیکن فائدہ کچھ نہیں ہوا۔۔ سائرہ کی اماں وظائف پڑھ پڑھ کر تھک گئ تھی پر سائرہ کے لئے کوئی بھی مناسب رشتہ نہیں ملا۔صرف سائرہ ہی نہیں بلکہ محلے میں کئ ساری اور لڑکیاں بھی مناسب رشتوں کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔۔۔۔

محلے کی مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے میں نے بڑے میاں سے پوچھا! باباجی کیا بات ہے لڑکیوں کے مناسب رشتے کیوں نہیں مل رہے۔محلے کی کئ ساری لڑکیاں بیاہ کے انتظار میں بیٹھی ہیں لیکن مناسب رشتے ہیں کہ بالکل غائب۔

بڑے میاں نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا بیٹا رشتے تو بہت آتے ہیں پر وہ پہلے سے میرڈ ہوتے ہیں، کوئ بچوں

کا باپ ہوتا ہے تو کوئی کیا۔۔۔وہ رشتے مانگنے آتے ہیں بچیوں کی مائیں منع کر دیتی ہیں۔ کہتی ہیں ہم اپنی بیٹی پر سوتن ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔۔۔۔

بیٹا دیکھو نا اگر کوئی شخص صحت مند بھی ہے اور نیک بھی ساتھ میں رزق حلال کماتا ہے۔۔۔بیوی کے حقوق اور سارے خونی رشتوں کے حقوق کو بھی جانتا ہے۔ دونوں بیویوں کو پیار و محبت سے ڈیل کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ اگر ایسے رشتے کو محض دوسری شادی کی وجہ سے منع کر دیا جائے تو زمین میں ضرور فتنہ و فساد ہو گا۔

بچیوں کی شادیاں کرانا سنت ہے اور سنت پر عمل نہ کرنے سے سخت پریشانیاں اور مصیبت آتی ہے تو لوگو ہمت کرو، اچھے،،، سلجھے ہوئے،،،، باکردار،،،، غیرت مند مرد ڈھونڈئے اور اپنی بچیوں کی شادیاں ضرور کرا دیجئے چاہے کسی میرڈ پرسن ہی سہی۔

جنسی ہراسگی

بازار میں چلتے ہوئے اگر کوئی آوارہ آدمی ہاتھ مار دے عورت جھینپ جاتی ہے۔ کوئی باؤلا کتا جنسی زیادتی کی دھمکی دے تو عورت سہم جاتی ہے۔

گھر ہو یا بازار، آفس ہو یا سکول، بس سٹاپ ہو یا کوئی فیملی۔۔۔۔۔۔بے راہ روی کی وجہ سے عورت کو کئی جگہوں پر جنسی ہراسگی کا سامنا رہتا ہے۔۔۔

خنزیر نُما شہوت پرست بھیڑیے منہ پھاڑے عزتیں نوچنے کو تیار ہیں۔ شکی مزاج شوہروں کو حقیقتِ حال بتانا، رونگ نمبر کے ذریعے تنگ کرنے والے افراد کے بارے میں بے سمجھ شوہر کو بتانا گویا خود کو زندہ زندہ جہنم میں پھینکنے کے مترادف ہے۔ اِن نازک حالات میں ایک عورت کیا کرے؟ کیسے خود کو بچائے؟ آئیے جانتے ہیں۔۔

اسلامی افواج نے جب دمشق کا محاصرہ کیا تو خبر پہنچی روم کے بادشاہ شاہِ ہرقل نے اَجْنادَین کے مقام پر

ایک بہت بڑا لشکر جمع کر رکھا ہے اور عنقریب وہ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے والا ہے۔۔۔

اجنادین میں جنگ سے پہلے اسلامی فوج کے ایک بہت ہی اہم بہادر مجاہد حضرت ضرار بن ازرو رضی اللہ عنہ اپنے 500 سو سپاہیوں کے دستے کے ساتھ رومی فوج کے 5000 کے لشکر سے جنگ کرتے ہوئے گرفتار ہو گئے تھے۔ رومی فوج حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو بیتِ لہیا کے مقام پر لے آئے قصہ مختصر! جب حضرت خالد رضی عنہ اپنے سپاہیوں کو ساتھ لے کر حضرت ضرار رضی اللہ کو چھڑانے آرہے تھے۔ اسلامی فوج انتہائی تیزی سے مسافتیں طے کرتا ہوا بیتِ لہیا کی جانب بڑھ رہا تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ سب سے آگے آگے تھے اور رجزیہ (جنگ میں بہادی ابھارنے والے پُرجوش) اشعار پڑھ رہے تھے۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ اُن کے آگے سیاہی مائل سرخ رنگ کے گھوڑے پر ایک سوار بڑی تیز سے جا رہا ہے۔

وہ سوار قدو قامت والا تھا اُس کے ہاتھ میں ایک لمبا نیزہ تھا۔ اُس نے سیاہ لباس (بلیک ڈریس) اِس طرح پہنا تھا کہ اُس کی دو آنکھوں کے علاوہ اُس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا۔ اُس نقاب پوش سوار نے گھوڑے کی باگ ڈھیلی چھوڑی ہوئی تھی اور اُس کا گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا ہوا جا رہا تھا۔ نقاب پوش سوار گھوڑے کی زین پر اِس طرح چپک کر بیٹھا تھا کہ گویا وہ گھوڑے کے جسم سے پیوست اور چِسپاں ہے۔

گھوڑے کو ایڑی مارنا، کودانا، دوڑانا اور گھوڑے کو موڑنے، پھیرنے کا اُس کا انداز اُس کی شہسواری، سُبکی، دانائی، ہوشیاری اور دلیری کی شہادت دے رہا تھا۔

شوقِ جہاد میں مضطرب و بیقرار ہو کر سب سے آگے مثل آگ کے شعلے کے جا رہا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ محوِ حیرت ہو کر اُس نوجوان کو پہچاننے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

قافلہ جب بیتِ لہیا پہچا اور رومی فوجیوں سے اسلامی فوج کا معرکۃ الآراء مقابلہ ہوا تب یہ نوجوان صفِ اول میں سب سے آگے رہ کر جنگ میں تھا۔ رومی افواج پر اُس کے حملے کی نوعیت یہ تھی کہ جس

طرح باز چڑیا کے جھنڈ پر حملہ کرتا ہے۔وہ اِس طرح رومی لشکر پر ٹوٹ پڑا اور رومی لشکر کو ہلا کر رکھ دیا۔ شیر دل بہادر نے رومی لشکر کو کچے دھاگے کی طرح توڑ کر رکھ دیا۔وہ جب جب رومی لشکر میں گھس کر حملہ کرتا ایک ہی گرداوے میں کئی رومیوں کو خاک و خون میں تڑپا کر باہر آتا۔قہرِ الٰہی کی بجلی بن کر یہ جس رومی سپاہی پر پڑتا اسے جلا کر خاک کر دیتا، اُس کے نیزے کی ضرب اتنی شدید ہوتی کہ دشمن کا سر پھاڑنا اُس کے لئے ایسے تھا جیسے تربوز کو پھاڑ رہا ہو۔

موت سے بے خوف یہ نوجوان جب اِس بار رومی لشکر میں گھسا تو صحابیِ رسول حضرت سیدنا رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سوچ رہا تھا یہ شیر دل ضرور حضرت خالد بن ولید ہے۔۔کہتے ہیں میں ابھی اسی سوچ میں تھا کہ میرے سامنے حضرت خالد آئے پوچھنے لگے اے رافع صبح سے شام ہوگئی ہے یہ نوجوان کون ہے جو اتنی بہادری سے مسلسل دشمن پر حملہ آور ہے۔

حضرت رافع کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا میں خود اسی سوچ میں تھا کہ یہ کفن بر دوش اور بقاب پوش مجاھد حضرت خالد ہیں لیکن اب آپ تو میرے پاس تو یہ بہادر مجاھد آخر کون ہے؟۔۔۔۔۔

جنگ کے آخر میں جب یہ معمہ کھلا تو پتا چلا کہ وہ خولہ بنت ازور رضی اللہ عنا ہیں جو کہ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔۔۔۔

سبحان اللہ !کیا شان ہے خواتین اسلام کی۔۔۔۔۔

اے مسلمان عورت !اگر کوئی آوارہ سرِ بازار تمھیں گھورے، رکشہ میں کوئی اوباش تمھارا پیچھا کرے، راہ چلتے کوئی تجھے سیٹی مارے، آفس میں کوئی ہراساں کرے تو مت ڈرئیے۔ہمت و بہادی سے کام لیجئے۔بہترین قسم کے سینڈل کو ہاتھ میں لے کر زورِ بازو استعمال کرتے ہوئے اُس کا منہ سوجا دیجئے۔

حضرت خولہ اور دیگر صحابیات بہادر تھیں آج کی مسلمان عورت کو ہمت و بہادری اور غیرت کا جذبہ تب ملے گا جب وہ نیک نمازی ہوگی۔علمِ دین، تفسیرِ قرآن پڑھنے، سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھنے سے شغف رکھتی ہوگی۔

جب تک مسلمان عورتیں جانو مانو کے چکر، موبائل کے ذریعے بوائے فرینڈز سے بیہودہ چیٹنگ کی بے ہودگی سے دور تھیں، تب تک وہ بہت بہادر اور ہمت و حوصلہ والی خواتین تھیں۔۔۔۔

اگر مسلمان عورت نماز سے علمِ دین سے محروم ہوگی، گناہوں، گانے باجوں، فلمیں ڈرامیں دیکھنے، ٹک ٹاک پر بیہودگی کرنے، میسنجر، واٹس ایپ اور کال پر جانو کے ساتھ گند مچاتی پھرے گی تو وہ بے حیائی اور بے غیرتی کا مجسّمہ ہوگی۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنھا اور دیگر صحابیات رضی اللہ عنھن کی زندگی مسلمان عورتوں کو درس دے رہی ہے کہ پردے میں رہ کرتم جَیمْ بھی جاسکتی ہو لیکن وہاں میوزک اور مرد نہ ہوں تب، اسٹرونگ بننے اور اپنی سیفٹی کے لئے ٹریننگ بھی لے سکتی ہو اِس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔۔۔۔

اچھے کھانے کھا سکتی ہو۔۔۔۔ یہ آلو کے چپس، یہ زنگر برگر، یہ برگر یہ پزّے وغیرہ کھانے تمھیں موٹی بھینس تو بنا سکتی ہیں پر طاقت نہیں دے سکتیں۔۔۔۔ اسلام ہی میں بھلائی ہے الحمد للہ

طوائف نے جب قرآنِ کریم کی آیت پڑھی۔۔۔

میں رخسانہ شہر لاہور کی مشہور طوائف ہوں۔ ٹک ٹاک پر میرے فالورز کی تعداد بے شمار ہے۔ شہر کے مشہور رئیس، وزیر، مشیر، منسٹر سب مجھے جانتے ہیں۔ نائیٹ پروگراموں میں حصہ لینا میرا مشغلہ ہے۔ ملک کے امیر لوگ مجھے دبئ، شارجہ، عمان کا وزٹ بھی کراتے ہیں۔

میں ایک شام شہر کے ایک بڑے امیر شخص کے ساتھ نائیٹ ریٹ فکس کر رہی تھی، سورج غروب ہو چکا تھا لیکن مغرب کی اذانیں ابھی نہیں ہوئیں تھیں کہ میرے فلیٹ کے قریبی مسجد سے مولوی صاحب کی آواز آئی۔ وہ مائیک پر اعلان کر رہے تھے!

"مسلمانو! مہنگائی، بے روزگاری، کرپشن، بدامنی بڑھ گئ ہے۔ سیلاب نے بلوچستان، جنوبی پنجاب اور سندھ کو اجاڑ دیا ہے۔ توبہ کیجئے، قرآن و سنت سے اپنا رشتہ جوڑئیے۔ ہم اُس آخری نبی کے امتی ہیں

جس نے اجڈ بدوؤں کی بھی زندگی بدل دی"

مولوی صاحب کی آواز سریلی تھی، اُن کا اعلان مُرَوّجہ اعلانات کی طرح محض اعلان نہیں تھا بلکہ اُس کے اعلان میں ایک اہم پیغام تھا۔

اعلان کے الفاظ سنتے ہی میں نے نائیٹ پروگرام کینسل کر دیا۔ کافی دیر بیٹھی سوچتی رہی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی زندگیاں کیسے بدل دیں؟

جواب تلاش کرنے کے لئے قرآن کریم کی ورق گردانی شروع کی۔ میرے پاس ترجمے والے قرآن کنزالایمان شریف کا نسخہ تھا۔ قرآنِ کریم کی جس آیت پر میری نظر پڑی وہ یہ آیت تھی "يَوْمَ لَا ينفع مال ولا بنون اِلّا مَنْ اَتَى الله بقلب سليم"

جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔

سلامت دل لے کر؟ میں چونک پڑی کہ دل کی سلامتی سے کیا مراد ہے؟۔۔۔

رات کافی بیت چکی تھی جوان ہونے کے بعد زندگی میں پہلی بار قرآنِ کریم کھول کر کچھ پڑھنے کی سعادت ملی۔۔۔

نہ جانے رات کے کس پہر آنکھ لگی۔ سوگئ تو کیا دیکھتی ہوں کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے سلامت دل سے مراد وہ دل جو کفر، بدعت، منافقت، گناہوں اور نافرمانیوں سے پاک ہو۔ آخرت میں اللہ کی رحمت سے وہی کامیاب ہوسکتا ہے جس نے دنیا میں خود کو کفر، نافرمانیوں، بدکاریوں، فراڈ، چیٹنگ وغیرہ سے پاک رکھا صبح اٹھی تو قرآنِ کریم کی آیت اور اسکی تشریح میرے دل و دماغ میں رچ بس چکی تھی میں نے توبہ کا راستہ اپنایا، اللہ کے حضور خوب گڑگڑائ اور نیکی والے راستے کو اپنا کر اپنے رب کو راضی کرنے میں لگ گئی

پرویز ھود اور مولوی صاحب

عنوان: مُلّا جی کا قصور

ویسے تو مُلکِ پاکستان میں رہنے والے افراد کے درمیان کئی لڑائیاں جاری ہیں لیکن خاص دو قسم کے طبقوں میں لفظی لڑائی پچھلے کئی سالوں سے جاری ہے۔ پہلے طبقہ والوں کو صوفی ازم (دینی طبقات) کے نام اور دوسرے طبقہ کو لبرل ازم (بے دین طبقات) کا نام سے جانا جاتا ہے۔۔۔۔

لبرل طبقہ میں شامل افراد کا نظریہ ہے کہ "پاکستان" میں ہر خرابی کا جڑ "مُلّا،،،، مولوی" لوگ ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان کی معاشی، تعلیمی، سائنس وٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی، صنعتی ترقی میں رکاوٹ "مُلّا" لوگ ہیں اگر اِن مُلّا لوگوں کو کنٹرول میں رکھا جائے تو پاکستان ترقی کر جائے گا۔

صوفی ازم یعنی دینی طبقات میں شامل مُلّا لوگوں کا کہنا ہے کہ پاکستان کی تباہی کے ذمہ دار لبرل لوگ ہیں کیونکہ یہ بے حیائی، عریانی فحاشی پھیلاتے ہیں جن میں مبتلا ہو کر ہمارے نوجوان تعلیم، سائنس و دیگر شعبوں میں ترقی نہ پاکر ملکی معیشت پر بوجھ بنتے ہیں اور یوں پاکستان ترقی کی بجائے تنزلی کا شکار ہے۔

ٹی وی، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، جمعہ کے خطبات، دروسِ قرآن وغیرہ کے ذریعے دونوں طبقات کے نظریات اور دلائل سُن یا پڑھ کر میرے جیسا ہر سوچنے والا بندہ سوچتا ہے "مُلّا اور سیکولر کی لڑائی میرا کیا بنے گا" مطلب دونوں طبقات میں سے میرے ملک کی تباہی و بربادی کا سبب کون ہے؟؟؟

اِس چومکھی لڑائی کا جواب مجھے تب ملا جب میں نے قرآن وسنت کا مطالعہ کیا۔ قرآنی علوم کی تشریح کرنے والے علمائے کرام بالخصوص امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلی، حُجۃ الاسلام امام محمد غزالی، حضرت احمد بن عبدالرحیم المعروف شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھا۔۔۔۔ پڑھنے کے بعد میں اِس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہمارے ملک کی ترقی میں رُکاوٹ نااہل حکمران ہیں۔ اور اِس جرم میں مولوی صاحب یوں شریک ہے کہ مولوی صاحب نے عوام مسلمین کو آستین میں چھپے خوبصورت سانپوں کے بارے میں آگاہی نہیں دی اور تاحال بھی مولوی صاحب چپ ہے۔ وہ عوام کو نہیں بتا رہا کہ یہ ساری پارٹیاں اور اُن کا ناجائز باپ ہم پر مسلّط ہو کر ہماری بوٹیاں نوچ گئے ہیں، ہماری تباہی کا ذمہ دار یہی لوگ ہیں لہٰذا ان کا بائیکاٹ کیا جائے۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ میرے مُلک کی ترقی میں رکاوٹ نااہل حکمران ہیں؟
مختصراً سمجھاتا ہوں۔آپ نے مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا نام تو سُنا ہوگا، اُن کا لقب فاروقِ اعظم ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کا مُبارک قول ہے
"اگر میری سلطنت میں دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا بھو کا مر جائے تو کل بروزِ قیامت مجھ سے اُس کے بارے میں پوچھا جائے"
آپ رضی اللہ عنہ کے اِس قول کی حقیقت تک پہنچنے کے لئے بھی غور و فکر اور تدبّر چاہیے جو کہ ہمارے ہاں ناپید ہے اِلّا ماشاء اللہ۔۔۔۔۔۔

میری رائے میں اِس قول کی حقیقت یہ ہے کہ سیدنا فارق اعظم رضی اللہ عنہ فرمارہے ہیں کہ سلطنت کی ترقی و تنزلی کا ذمہ دار حاکمِ وقت ہے۔۔گویا حضرت فاروق اعظم رضی عنہ کا یہ فرمان اِس بات پر "اِشارۃ النص" ہے
کہ اے حاکم تیری سلطنت میں بسنے والے عوام و خواص کی تربیت کی ذمہ داری تیری ہے۔ہر ایک کو صحت کی سہولیات، خوراک، بہترین ٹرانسپورٹ، روزگار، امن وامان دینے کا ذمہ دار تو ہے۔
جرائم پر کنٹرول کرانے کی ذمہ داری تیری ہے۔مجرموں کو سزا دے کر جرائم کا سدّباب کرنے کا ذمہ دار تو ہے۔پولیس، فوج، ڈاکٹر، وکیل، جج، میڈیا سے پوچھ گچھ کرنے، اُن کو درست طریقے سے ڈیل کرنے کی ذمہ داری تیری ہے۔
سلطنت میں عوام کو فضولیات سے بچانے، ٹک ٹاک و دیگر سوشل میڈیا سائیٹس کو پاک کرنے کی ذمہ داری تیری ہے۔بلوچ، سندھی، پختون قوم پرست لوگوں کو آدمی سے انسان بنانے کی ذمہ داری تیری ہے۔

حکومتی اداروں سے کرپشن ختم کرنے کی ذمہ داری تیری ہے۔ڈاکٹروں کے قصاب پن، وکیلوں، ججوں کے حرام پن ختم کرنے کی ذمہ داری تیری ہے۔محکمہ پولیس کو کالے بھیڑیوں سے پاک کرنے کی

ذمہ داری تیری ہے۔ بوٹ سرکار کو اپنی حد میں رہنے کے لئے کہنے کی ذمہ داری تیری ہے۔
میڈیا کے لچرپن، ٹک ٹاکیوں کے لفنگے پن ختم کرنے کی ذمہ داری تیری ہے۔ فروعی مسائل میں اختلاف کی بنا پر لوگوں کو باہم دست وگریباں کر کے منافرت پھیلانے والے خطیبوں کو پٹہ ڈالنے کی ذمہ داری تیری ہے۔ بلا دلیل محض اپنی ذاتی مفادات کی خاطر مختلف شخصیات پر گستاخی، گمراہی کے فتوے لگانے والوں کو سزا دینے کی ذمہ داری تیری ہے۔
اے حاکم یہ سارے کام اور سلطنت کے دیگر کام تو اکیلے نہیں کر سکتا تجھے کام کے لئے ایک پوری ٹیم چاہیئے لہذا جس کسی کو تو کسی متعلقہ ڈپارٹمنٹ کا ہیڈ بنائے اُسے عوام کی خدمت پر مامور کرے اگر وہ شخص یا متعلقہ محکمہ کا ہیڈ اپنا کام درست طریقے سے نہیں کرے تو اُس سے پوچھ گچھ کرنے، بمقدارِ جرم اسے سزا دینے کی ذمہ داری بھی تیری ہے۔

قارئین محترم! آپ لوگوں نے عباسی خلیفہ ہارون الرشید کا قصہ تو سُنا ہو گا انہوں نے سوئی فرش پر کھڑی کر کے دور ہٹ کر اُس کھڑی سوئی کے ناکے سے سوئیاں گزارنے والے شخص کو 10 کوڑے لگانے کا حکم محض اِس وجہ سے دیا کہ اُس شخص نے اپنا وقت ایک فضول کام میں برباد کیا تھا۔
فضول کام میں پڑنے والے کو بادشاہِ وقت 10 کوڑے لگاتا ہے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور وہ فضولیات سے بچ جائیں تو سوچو جرم کرنے پر اگر سزائیں ملنی شروع ہو جائیں تو امان وامان کیسے نہیں قائم ہو گا؟

ہارون الرشید کے واقعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت میں فتنہ وفساد کا سبب بادشاہِ وقت ہے اگر بادشاہِ وقت فتنہ وفساد پھیلانے والوں کو سزا نہیں دے گا، جرائم پر کنٹرول نہیں کروائے تو ملک کا امن وامان تباہ ہونا یقینی ہے۔۔۔۔۔
اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کو کون سمجھائے؟ کون اُسے احساسِ ذمہ داری دلائے؟
جواب۔۔۔۔۔۔

علماءِ دین ہی گورنمنٹ کو سمجھائیں گے، اُسے احساسِ ذمہ داری دلائیں گے ۔قرآنِ کریم میں اللہ پاک فرماتا ہے "لَولا ینھٰھم الربّنیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ماکانوا یفعلون۔

سمجھانے کا انداز یہ نہیں ہو کہ اپنے مسجد کی منبر پر بیٹھ کر اپنے نمازیوں کے سامنے گورنمنٹ کے بارے میں کہے !او جھلیا یہ کرو، وہ کرو وغیرہ بلکہ بالمشافہ یا بذریعہ خط یا بذریعہ سفیر حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعے گورنمنٹ کو سمجھایا جائے۔جب بادشاہِ وقت درست طریقے سے اپنی ذمہ داریاں نبھائے گا ان شاء اللہ میرا ملک ترقی کرے گا۔

زندگی کی گاڑی

ہوبی (Husband) پچھلے چار سال سے جاب لیس تھے۔مکان کا کرایہ، کچن کا خرچہ، میڈیکل کا خرچہ، بچوں کی جیب خرچی، خوشی غمی کے موقع پر کہیں آنے جانے کے لئے رقم کی ضرورت سب کچھ بھاری پڑ رہا تھا۔

گھر کی جمع پونجی سے لے کر شادی میں ملے زیورات تک 6 مہینے میں سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔بڑھتی مہنگائی، چلتی بے روزگاری نے ہماری کمر توڑ دی تھی۔اگرچہ کئی ویلفیئر ادارے لوگوں کی امداد کر رہے تھے پر زندگی گزارنے کے لئے خالی دال، روٹی، چائے، پتی، نمک، مرچ کی ضرورت تو نہیں ہوتی نا اور بھی کئی ضروریات ہیں جنہیں پورا کرنے کے لئے روپیہ پیسا پاس ہونا ضروری ہے اور ویلفیئر ادارے تو امدادی راشن دیتے تھے پیسے نہیں دیتے تھے۔۔۔۔

زندگی کی گاڑی کا پہیہ چلانے کے لئے ابتداً کچھ مہینوں سوشل میڈیا فیسبک کے ذریعے میں نے لوگوں سے امدادی رقم کی مانگ کی۔۔۔۔کئی سارے لوگوں نے امداد کا آسرا دیا پر صاحب یہ مادہ پرست دنیا ہے، سوشل میڈیا ہو یا حقیقی زندگی جوان مجبور اور وہ بھی ایک شہری عورت کی مدد پیسوں کی صورت میں

بنالالچ کے کون کرتا ہے اِلّا ماشاءاللہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ناچار مجھے اُس راہ پر چلنا پڑ گیا جہاں چمڑے کا کاروبار کرنا پڑتا ہے۔۔

اِس دلدل میں پھنسے آج چار سال ہونے کو ہیں، میرے ہوبی کو بھی سب پتا ہے کہ گھر کا خرچہ کہاں سے اور کیسے چل رہا ہے۔

بڑھتی مہنگائی کا اثر چمڑے کے کاروبار پر بھی پڑا اب یہ منڈی بھی پچھلے کئی سالوں سے مندی کا شکار ہے۔وجہ کچھ بھی ہو پر سب سے بڑا افیکٹ جو اِس کاروبار پر پڑا وہ یہ کہ خریدار کم اور مال بیچنے والے زیادہ ہو گئے ہیں۔۔۔

جائز کاروبار ہو یا ناجائز و حرام جب مال زیادہ اور خریدار کم پڑ جائیں تو ٹکوں کے دام میں بھی مال کی بولی کوئی نہیں لگاتا۔

بے عزتی بھی برداشت کی، ذلت کا راستہ بھی اپنایا، اللہ کی نافرمانی میں بھی مبتلاء ہوئی۔۔۔۔۔۔۔پر گھر کا چولھا پھر بھی بجھنے کے قریب، بے سکونی اور ٹینشن الگ۔۔۔۔

ایک دن بیٹھے سوچ رہی تھی کب تک سوشل میڈیا پر امداد کے نام پر لوگوں سے بھیک مانگتی رہوں گی، کب تک ناجائز و حرام کام کے ذریعے پیٹ کی آگ بجھاتی رہوں گی، آخر میں مسلمان ہوں، قرآنِ کریم پر میرا ایمان ہے وہ کتابِ ہدایت ہے۔کیوں نا اُس سے رہنمائی لوں کیا پتا کوئی راستہ نکل آئے۔

باوضو ہو کر بھیگے پلکوں سے جونہی قرآنِ کریم کھولنے کی سعادت پائی تو سامنے یہ آیت موجود تھی"

وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ،يَجعَل لَهُ مَخرَجًا۔وَيَرزُقهُ مِن حَيثُ لا يَحتَسِبُ۔

جو اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے لیے مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا فرمادے گا، اور اسے ایسی جگہ سے رِزق عطا فرمائے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوگا۔

میں نے دل میں کہا شوہر جاب لیس ہے، گھر بھی کرائے کا ہے، تین بچے ہیں میرے لئے رستہ کیسے نکلے؟؟۔۔۔۔۔۔۔اس بات کو سمجھنے کے لئے قریبی دارالافتاء اھل سنت چلی گئی مفتی صاحب سے حقیقت بیان کردینے کے بعد استدعا کی کہ مجھے قرآن کریم کی اِس آیت کے بارے میں سمجھائیے۔

مفتی صاحب نے فرمایا مسلمان پر لازم ہے کہ وہ خوشی غمی، تنگ دستی فراخ دستی ہر حال میں اللہ سے ڈرے، فرائض و واجبات بجالائے، اللہ پاک کی نافرمانی ہرگز نہ کرے تو بے شک اللہ پاک اس کے لئے کشادگی کے راستے کھول دے گا۔۔۔۔

بطورِ مثال سمجھاتے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا مسلمان پر آزمائش تو آئے گی ہی۔۔۔۔۔چاہے وہ نیک ہو یا بد۔۔۔۔۔۔اللہ پاک نے قرآن پاک میں فرمایا "وَلَنَبلُوَنَّکُم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں ضرور تمھیں آزماؤں گا۔۔۔۔جب آزمائش آئے تو صبر کرنا لازم ہے۔۔

اللہ اک کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کو رفقاء کار پر بھی سخت آزمائش آئی تھی۔کفارِ مکہ نے اُن کا سخت ترین سوشل بائیکاٹ کیا تھا۔مکہ کے دوکان داروں کو بھی اجازت نہیں تھی کہ وہ اُنھیں سامان بیچیں تقریبًا تین سال لگاتار یہ سلسلہ رہا۔صبر کرنے پر اللہ کی مدد پہنچی اور بالآخر پھر یہ بائیکاٹ ختم ہوا۔

قرآنِ کریم کی آیت اور مفتی صاحب کی تفہیم نے مجھے توبہ پر آمادہ کیا،،، میں نے اُسی وقت سچے دل سے توبہ کی کہ آئندہ سوشل یا نجی زندگی میں بھیک بھی نہیں مانگوں گی اور پیسے کمانے کے لئے بدکاری کا راستہ بھی ہرگز نہیں اپناؤں گی۔۔۔۔

علمائے دین اور 2023 الیکشن

یہ تحریر ملک کے اُن نامور مفتیان کرام کی بارگاہوں میں دستک ہے جنھوں نے قوم کی دینی رہنمائی کا فریضہ سنبھالا ہوا ہے۔خدا ان نفوسِ قدسیہ کو سلامت رکھے، دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے جو دن

رات عوامِ مسلمین کی دینی رہنمائی کا فریضہ نبھا رہے ہیں، اُنھیں ذِیابٌ فِیْ ثِیَابٍ کے بارے میں آگاہی دے رہے ہیں۔۔۔۔

اللہ رب العزت کو مسلمانوں کی عزت عزیز ہے رب چاہتا ہے مسلمان ہی سرفراز و کامیاب رہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے "وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسولہ والمؤمنین ولٰکِنّ الْمَنَافقین لایعلمون"

ترجمہ۔ عزت تو اللہ اور اُس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

مفتیانِ اہل سنت!

ملک کے حالات خراب ہیں، معیشت ڈوب چکی ہے۔ غیر ملکی بینکوں کے سودی قرضوں کے سہارے ملکی معیشت چل رہی ہے۔ مہنگائی کا ہوشربا طوفان اٹھا ہوا ہے۔ روزگار کے وسائل ختم انتہائی کم ہیں، عزت دار گھرانوں کی عورتیں بھی گھر کا چولھا جلانے کے واسطے اپنی عزتیں بیچ رہی ہیں۔ یقین نہ آئے تو رات یا دن میں کسی بھی برقع پوش جوان بھیک مانگنے والی عورت کے حالات معلوم کر کے یقین کر لیں۔

اسٹریٹ کرائم بڑھتے جا رہے ہیں۔ ڈکیت ڈکیتیاں کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو سرعام قتل بھی کر رہے ہیں۔

بے حیائی کا ایک بہت بڑا طوفان سیلابی ریلے کی صورت میں مسلم نوجوانوں کو اپنے بہاؤ میں بہاتی چلی جا رہی ہے۔ تعلیمی ادارے تباہ و برباد ہوتے جا رہے ہیں۔

سیاستدانوں کو وطن سے کتنی محبت ہے، مسلمانوں کی خیر خواہی، عزت اُنھیں کس قدر عزیز ہے یہ سب اُن کے کردار سے عیاں ہے۔

ایک خبر رساں ادارے کے مطابق پچھلے سال پنجاب میں شراب کی فیکٹریوں کی آمدنی میں ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔۔۔۔

ملک کے نامور جج صاحبان طلاق یافتہ عورت کی عدت کو غیر ضروری قرار دے کر مداخلت فی الدین کا مرتکب ہو رہے ہیں۔

مری میں ہوٹل مافیاز نے پاکستانی اشرافیہ کا چہرہ برے طریقے سے بے نقاب کرکے ہر ایک کو سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ کیا ہم انسانوں کی بستی میں بستے ہیں۔ الغرض کس کس صدمے کا بیان کیا جائے۔ لاتعداد مگرمچھ ہیں جو عوام مسلمین کی معاش و معیشت سمیت اُن کی جان، ایمان، عزت وآبرو تک نگلتے جارہے ہیں۔

گھوٹکی میں سندھ میں اغواء کاروں نے لوگوں سے اغواء برائے برائے تاوان کی رقم جلد لینے کے لئے اُن سے بدفعلی کرکے ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل کرنا شروع کر دیا ہے۔۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق یہ سب نحوستیں پیرِ نیچر کی تعلیم کی وجہ سے ہیں (فتاوٰی رضویہ جلد 14) اور اب تو سیاستدانوں کی پالیسی ہے کہ پیر نیچر کی تعلیم مدارس میں داخل کی جائے۔ بعض مدارس نے پیر نیچر کی تعلیم کو مدارس کے نصاب میں داخل بھی کیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اشرافیہ ملک وملت سے کس قدر خیر خواہ ہے یہ بھی آپ سب حضرات جانتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ لکھا!

"اُمَراء کو دین سے کیا کام، اللہ ورسول کے احکام سے کیا غرض، ختنہ نے انھیں مسلمان کیا اور گائے کے گوشت نے مسلمانی قائم رکھی۔ اِس سے زائد کیا ضرورت ہے، نہ انھیں مرنا ہے، نہ اللہ وحدہ قہار کے حضور جانا، نہ اعمال کا حساب دینا، اِنّا للہ وانا الیہ راجعون"۔

کاسائے گدائی لئے گوروں کے در پر کھڑے ہمارے وزیر وزراء آئی، ایم، ایف اور ورلڈ بینک کی ہر شرط ماننے کو تیار ہیں۔۔۔ حضور! گورے بُدھو (پاگل) نہیں ہیں۔ کل جب کوئی مذہبی مبلغ یورپ کے گوروں کو دینِ حق کی دعوت دے گا تو وہ گورا کہہ سکتا ہے اے پاکستانی مسلمان ہمیں پتا ہے تمھارے حکمران کیسے ہیں، تمھارے اعمال کیسے ہیں، اسلام کی عزت کی تم لوگوں کو کتنی پرواہ ہے یہ ہم سب جانتے ہیں جاؤ کہیں اور یہ چورن بیچو (معاذاللہ) بتائیے پھر اسلام اور مسلمانوں کی کیا عزت رہ جائے گی؟

برائی کی جڑ سیاسی پارٹیاں ہیں۔ شریعتِ اسلام کے مطابق ہر جرم کو روکنے، جرائم کے سدّباب کے لئے اقدامات کرنے کی ذمہ داری مسلم گورنمنٹ کی ہے جبکہ مسلم گورنمنٹ کی رہنمائی کرنا علمائے دین کی ذمہ داری ہے۔۔۔۔

حضور مفتیان کرام پاکستان !اگر آپ لوگ چاہیں تو اِن بے حیا سیاستدانوں کا ناطقہ بند ہو سکتا ہے۔آئین کا آرٹیکل نمبر 20 بھی اِس بات کی اجازت دیتی ہے کہ ہم بلا روک ٹوک اسلام کی تبلیغ کریں۔

عوامِ مسلمین اِنہی سیاستدانوں کو ووٹ دے کر اپنے اوپر مسلط کرتی ہے۔ہم نے تینوں جمھوری پارٹیوں اور اِن کے اتحادیوں کو آزمالیا۔۔اب 2023 میں پھر سے تینوں پارٹیاں اور اِن کے اتحادی ہمیں دوبارہ ڈسنے کو تیار ہیں جبکہ حدیث پاک میں ہے "لایلدغ المؤمن بجحر مرّتین "مومن ایک ہی سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا۔

احمد بن عبدالرحیم المعروف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے الفوز الکبیر فی اصول التفسیر آیاتِ واقعات کے ضمن میں ارشاد فرمایا کہ اصل مقصود یہ واقعات نہیں ہیں بلکہ اِن سے حاصل ہونے سبق اصل ہے اور قرآن کریم میں پچھلی قوموں کے واقعات کو بار بار ذکر کر کے ارشاد فرمایا "وفی ذٰلك ذکرٰی للذاکرین "اور اِس میں نصیحت ہے نصیحت والوں کے لئے

حضرات علمائے کرام! لایلدغ والی حدیث ،اور شاہ صاحب کے بتائے گئے اصول کو ملاکر آپ سب سوچئے کہ اِن تینوں پارٹیوں اور اِن کے اتحادیوں کا ساتھ دینا کیسا ہے ؟۔۔۔

ملک وملت کی بھلائی کی خاطر حق کی صدا بلند کیجئے اور عوام کو بتائیے کہ اِن پارٹیوں کو ووٹ دینا معاونت علی الاثم ہے اور معاونت علی الاثم از روئے قرآن حرام۔

ارشاد فرمایا "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان "گناہ اور زیادتیوں والے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

وما علیّ الا البلاغ

نوٹ پر سر سیّد علی گڑھی کی تصویر

سُنّی بھائی حیرت واستعجاب میں ہیں کہ 75 روپے کے نوٹ پر سر سیّد علی گڑھی کی تصویر کیسے گاڑ دی گئی۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟

جناب ہم سے سنئے !جس طرح کانگریس کے مقابلے میں مسلم لیگ نے اپنے پاور شو کرانے کے لئے اہل سنت کا ووٹ بینک حاصل کرنے کے لئے اسلامی ریاست کے حصول کا نعرہ لگا کر علمائے کرام و مشائخ اہل سنت کی تائید حاصل کی، سنیوں کے ووٹ سے مسلم لیگ کی سیٹیں جیتنے میں کامیاب ہوگئ جس بنا پر پاکستان بھی بن گیا، اُسی مسلم لیگ نے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفراللہ قادیانی کو لگایا۔۔۔۔

اسی مسلم لیگ نے جن کرتا دھرتاؤں کو سنی حنفی ثابت کرنے کے لئے آپ کے اور میرے کچھ بڑوں نے کوئلے کا دھندا شروع کر دیا ہے اُسی مسلم لگی نے پاکستان کا پہلا وزیر قانون وانصاف جوگیندر ناتھ منڈل ہندو کو مقرر کیا۔۔۔۔۔۔ یہ تین سال تک وزیر قانون وانصاف رہے۔

آپ کے پیر اور خطیب منبر پر بیٹھ کر مسلم لیگ کے فضائل گنواتے ہیں اور پاکستان کو مدینہ ثانی کہنے کے لئے دور کی کوڑیاں ملا کر کہتے ہیں پرچم کا رنگ سبز اور سفید گنبد خضراء کا رنگ بھی سبز ۔۔۔۔۔۔لیکن وہ آپ کو یہ کیوں نہیں بتاتے کہ مسلم لیگ نے ہم سے ووٹ لے کر ملک بن جانے کے بعد ایک کرسچین کو آٹھ سال تک ریاستِ اسلامیہ المعرف مدینہ ثانی کا قاضی القضاۃ یعنی چیف جسٹس بنائے رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جس طرح ماضی میں اسلامی چَچ دے کر اپنے کام سیدھے کئے گئے ۔۔۔۔ٹھیک ایسے ہی زمانہ موجودہ کے سیاسی لوگوں نے اسلامی چَچ دے کر اپنا الو سیدھا کر کے علی گڑھی کی تصویر نوٹ پر گاڑ دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بات ختم

جشنِ آزادی

عنوان: مجموعہ تعزیراتِ پاکستان کے متعلق استاد و شاگرد کے درمیان گفتگو

شاگرد: استاد جی ہدایہ شریف پڑھتے ہوئے ہم نے اسلامی حدود و تعزیرات کے متعلق بہت کچھ پڑھا ہے۔ ابھی چودہ اگست قریب ہے عنقریب ہر طرف سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آزاد کر ہو کر معرضِ وجود میں آنے کی خوشیاں منائیں جائیں گی۔ کیا مجموعہ تعزیراتِ پاکستان بھی عین اسلامی حدود و تعزیرات ہیں؟؟؟؟؟؟

استاد: نہیں بیٹا ایسا نہیں ہے۔ کہنے کو پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے پر تعزیراتِ پاکستان اصل میں مجموعہ تعزیراتِ ہند سے لیا گیا ہے۔

شاگرد: استاد جی مجموعہ تعزیراتِ ہند کو کس نے ترتیب دیا؟

استاد صاحب: بیٹا مجموعہ تعزیراتِ ہند کے قانونی دفعات کو ایک انگریز نے انگریزی دورِ حکومت میں ترتیب دیا تھا۔

1947 میں پاکستانی گورنمنٹ نے بھی اِنہی انگریزی قانونی دفعات کو برقرار رکھا بعد میں 1973 کے آئین کے مطابق اُس میں بعض اسلامی دفعات بھی شامل کئے گئے تھے۔

شاگرد: استاد جی جب تعزیرات کے دفعات انگریز نے ترتیب دیئے تو اسلام کے نام پر بنے ملک میں اِنہیں نافذ کیوں کیا گیا۔

استاد صاحب: بیٹا اُس میں اسلامی دفعات شامل کئے گئے، دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں اسلامی ٹچ دیا گیا تاکہ سنی عوام (جنہوں 47 عیسوی میں مسلم لیگ کو ووٹ دیا تھا جس بنا پر یہ ملک بنا) چپ رہیں اور خوش بھی۔۔۔۔

شاگرد: استاد جی پھر ملک کے بڑے بڑے مذہبی رہنما اِسے مدینہ ثانی کہتے کیوں نہیں تھکتے؟

استاد صاحب: بیٹا میں بہت کمزور اور نادار انسان ہوں، سمندر میں رہتے ہوئے مگرمچھوں کو دعوتِ مبازرت نہیں دے سکتا لہذا آپ مجھ سے اِس سوال کے جواب کی توقع نہ رکھیں۔۔۔

شاگرد: استاد جی حیرت ہے اسلامی جمہوریہ کا نظامِ حکومت چلانے کے لئے قوانین انگریزی رکھے

گئے کیا اسلام نے ملک چلانے کے لئے قوانین عطا نہیں کئے تھے؟

استاد صاحب: بیٹا اگر ملک عین اسلامی قوانین کے مطابق چلایا جاتا تو ہم ذلیل و خوار نہ ہوتے یہ ذلت و خواری فقط اسلامی احکامات سے منہ موڑنے کا نتیجہ ہے

شاگرد: استاد جی اِس کو اگر منطقی نظر سے دیکھ کر نتیجہ نکالا جائے تو بات باآسانی سمجھی جا سکتی ہے کہ پاکستان کا نظام انصاف ابتر کیوں؟ آپ ذرا اس پر روشنی ڈالئے۔

استاد صاحب: بیٹا ہر اہلِ علم جانتا ہے قیاس کی تقسیم باعتبارِ مادہ اگر پہلا قضیہ دلیلِ برھانی اور دوسرا قضیہ دلیلِ جدلی پر مشتمل ہو تو نتیجہ دلیلِ جدلی آئے گا اور یہ بات تو بچہ بچہ جانتا کہ دلیلِ جدلی محض وہمیات پر مشتمل ہوتا ہے۔

اگر قیاس کی تقسیم باعتبارِ صورت ہو تو دونوں قضایا میں سے جو اخس ترین ہو گا نتیجہ میں بھی وہی آئے گا مثال کے طور پر اگر کلیہ اور جزئیہ کو ملا کر نتیجہ نکالیں تو نتیجے میں جزئیہ آئے گا جو کہ کلیہ کے مقابلے میں اخس ہے، کم ہے۔

موجبہ اور سالبہ ملا کر نتیجہ نکالیں تو نتیجہ سالبہ کی شکل میں آئے گا جو کہ موجبہ کے مقابلے میں اخس ہے اب سمجھئے۔۔۔۔۔۔دفعات و قوانین انگریزی تھے اُس میں اسلامی دفعات شامل کئے گئے تو نتیجہ وہی آیا جو ہم سب دیکھ رہے ہیں۔انگریزی دفعات و قوانین اخس ترین ہیں اسلامی دفعات اعلیٰ ترین۔۔۔۔تو نتیجہ یہ نکلا کہ نظام انصاف ابتر، حقداروں کو حق نہیں مل رہا۔گستاخوں کو سزا نہیں دی جا رہیں اور ادارے سنجیدہ دکھائی نہیں دے رہے۔

اگست قریب ہے

اگست قریب ہے۔۔۔جشن آزادی اور قیام پاکستان کے متعلق کسی بھی بڑے سے بڑے سنی مفتی صاحب کو سننے سے پہلے میرا یہ کالم ضرور پڑھیئے۔

عنوان: اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے وہ اسباق جو ہم سمجھ نہیں پائے یا سمجھنا ہی نہیں چاہتے

ملکِ پاکستان اقوامِ متحدہ کے رکن ممالک میں سے ہے ۔اقوامِ متحدہ کی Charter of democracy یعنی جمہوریت کا منشور اِس معاھدہ کو ماننے کے تحت پاکستان کو آزادی ملی اور ایک الگ وطن قرار پایا۔

جمہوریت کی Definition (تعریف) امریکی صدر ابراہیم لنکن (1809 تا 1885ء) نے اِن الفاظ میں کی تھی!

" Democracy is a Government of the people by the people and for the people "

جمہوریت عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے اور عوام کے لئے ہوتی ہے ۔۔

اسلامی عقائد کے مطابق ہمارے لئے نظام صرف اسلام ہے ۔اسلام نظام حکومت میں حاکم کا انتخاب دو طریقوں سے کیا جاتا ہے۔

نمبر 1

اہل رائے کے باہمی مشاورت

نمبر 2

سابق حاکمِ اسلام کا اپنی صوابدید پر کسی اہل شخص کو امارت کے لئے منتخب کرنا۔۔۔

اِن دو طریقوں کے ذریعے مختلف دور میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے امیر کا انتخاب کیا۔۔۔۔ نبی کریم صلی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "علیکم بِسُنّتِیْ وَسُنَّۃِ الخلفاء الراشدین المھدیین"

کیا جمہوری طریقہ سے حاکم کا انتخاب صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقہ کے مطابق ہے ؟

ہم لوگ اہل سنت و جماعت کہلاتے ہیں ۔محراب و منبر کے ذریعے سُنّیت کے لئے بطورِ دلیل حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ جز پیش کیا جاتا ہے "ما انا علیہ واصحابی "۔۔۔۔

سوال یہ ہے کہ سُنیت صرف عقائدِ حقہ اپنانے کا نام ہے یا عقائد واعمال کے مجموعہ کا نام سُنّیت ہے ؟ ریاست کے اندر ریاست قائم کرنا یا بغاوت کرنا یہ ایک الگ چیز ہے۔ اسلام اِسکی اجازت نہیں دیتا لیکن کسی غیر اسلامی نظام کو اسلامی نظام کہنا اور دھوم دڑھکے سے اُس کا حصہ بننا یہ ضرور محلِ نظر ہے۔

اسلام فتنہ، سرکشی، بغاوت کی بیخ کنی کرتا ہے لیکن کسی غیر اسلامی نظام کے تحت رہتے ہوئے اسلامی عقائد و نظریات پر پختگی سے قائم رہنے اور زمانہ کے حالات کی رعایت کرتے ہوئے اسلامی نظام کی سربلندی کے لئے کوششیں کرنے کا حکم ضرور دیتا ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام اھل سنت نوّراللہ مرقدہ کی تحقیق کے مطابق برّصغیر کی سیاسی ہلچل اسلامی نظام کی سربلندی کے لئے ہرگز نہیں ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد 15 صفحہ 160)

مجھے حیرت ہے اُن لوگوں پر جو ہر سال 14 اگست کو جشن آزادی کے پروگراموں میں مذہبی اسٹیجوں پر کہتے ہیں " 1946ء کی منعقدہ سُنی کانفرنس میں قیام پاکستان کے لئے پانچ ہزار علمائے کرام پانچ سو مشائخ کرام اور دو لاکھ عوام نے شرکت کی ۔۔۔۔۔

اتنا کہنے کے بعد عوام بھی خوش کہ دیکھو جی ! ہمارے اسلاف نے پاکستان کے لئے قربانیاں دیں۔ میں ایسے لوگوں سے گزارش کرتا ہوں کہ اِس بار جب چودہ اگست کو اسٹیج سجے اور آپ اسٹیج پر جلوہ فرما ہو کر پھر وہی بات پانچ ہزار علمائے کرام، پانچ سو مشائخ عظام اور دو لاکھ عوام کی گردان دہرائیں تو اُس سنی کانفرنس میں محدث اعظم ہند مولانا کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کا خطبہ صدارت بھی پڑھ کر سنائیں اور خطبہ صدارت کا یہ حصہ ضرور پڑھیں "

میرے دینی رہنماؤ! میں نے عرضداشت میں ابھی ابھی پاکستان کا لفظ استعمال کیا ہے اور پہلے بھی کئ جگہ پاکستان کا لفظ آچکا ہے۔ ملک میں اِس لفظ کا استعمال روز مرہ بن گیا ہے۔ در و دیوا پر پاکستان زندہ باد، تجاویز کی زبان میں پاکستان ہمارا حق ہے، نعروں کی گونج میں پاکستان لے کے رہیں گے، مسجدوں، خانقاہوں میں، بازاروں میں، ویرانوں میں لفظ پاکستان لہرا رہا ہے۔ اِس لفظ کو پاکستان کا یونینسٹ لیڈر

بھی استعمال کرتا ہے اور ملک بھر میں ہر لیگی (مسلم لیگی) بھی بولتا ہے اور ہم سنیوں کا بھی یہی محاورہ ہو گیا اور جو لفظ مختلف ذہنوں کے استعمال میں ہو اُس کے معنیٰ مشکوک ہو جاتے ہیں، جب تک بولنے والا اُس کو واضح طور پر نہ بتا دے۔

یونینسٹ کا پاکستان وہ ہو گا جس کی مشینری سردار جوگندر سنگھ کے ہاتھ میں ہوگی۔ لیگ کے پاکستان کے متعلق دوسری قومیں چیختی ہیں کہ اب تک اُس نے پاکستان کے معنیٰ نہ بتائے اور جو بتائے وہ الٹے پُلٹے ایک دوسرے سے لڑتے بتائے۔ اگر یہ صحیح ہے تو لیگ کا ہائی کمانڈر اُس کا ذمہ دار ہے لیکن جن سنیوں نے لیگ کے اس پیغام کو قبول کیا ہے اور جس یقین پر اِس مسئلے میں لیگ کی تائید کرتے پھرتے ہیں، وہ صرف اِس قدر ہے کہ ہندوستان کے ایک حصہ میں اسلام کی، قرآن کی آزاد حکومت ہو۔ جس میں غیر مسلم ذمیوں کے جان ومال، عزّت وآبرو کو حسبِ شرع امن دی جائے۔ اُن کو، اُن کے معاملات، اُن کے دین پر چھوڑ دیا جائے۔ وہ جانیں اُن کا دھرم جانے۔ اُن کو اَتِمّوا الیھم عھدھم سنا دیا جائے اور بجائے جنگ وجدل کے صلح وامن کا اعلان کر دیا جائے۔ ہر انسان اپنے پر امن ہونے پر مطمئن ہو جائے۔ اگر سنیوں کی اِس سمجھی ہوئی تعریف کے سوا لیگ نے کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا تو کوئی سنّی قبول نہیں کرے گا۔ (خطبہ صدارت صفحہ نمبر 23)

محدث اعظم ہند کے مطابق کہ لیگ نے پاکستان کے جو معنیٰ بتائے ہیں وہ الٹ پلٹ ہیں یعنی قیام پاکستان کے لئے سنی ووٹ بینک کو دیکھ کر لیگ کی ظاہر حالت کچھ اور تھی جبکہ لیگیوں کی باطنی نیت کچھ اور تھی۔۔۔۔۔۔

لیگ کا عمل پاکستان کے بنتے ہی ظاہر ہو گیا کہ وہ پاکستان سے کیا مراد لے رہے تھے یہ اُن کے عمل سے ظاہر ہوا۔ ملک کا پہلا چیف جسٹس جوگندر ناتھ منڈل، پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی، پاکستان کے پہلے دو آرمی چیف انگریز۔۔۔۔۔۔ اور Constitution (آئین) کے مطابق اِن عھدوں پر اب بھی یعنی 2022 میں بھی کسی بھی غیر مسلم تعینات کیا جاسکتا ہے۔

قیام پاکستان کے وقت ہمارے بزرگوں کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھایا گیا،علمائے کرام، مشائخ عظام کا اعتماد حاصل کیا گیا لیکن وہ پاکستان کچھ اور تھا جس کے لئے ہمارے اسلاف نے قربانیاں دیں۔علمائے کرام سادہ مزاج ہی ہوتے ہیں حدیثِ پاک میں ہے "المؤمن غر کریم والمنافق خب لئیم "
ہمیں اپنے اسلاف والے پاکستان کے لئے بہت زیادہ جدوجہد کی ضرورت ہے ۔سنی مدارس کے منتظمین گورنمنٹ کے ساتھ کچھ لو کچھ دو کی پالیسی اپنانے کی بجائے اپنے اکابرین کے طریقہ تعلیم کو فالو کریں ۔دینی مدارس کے نصاب میں وحشتناک تبدیلیاں لانے سے گریز کریں ۔طلباء کرام کو ریاضی ،توقیت، جغرافیہ، سیاسیات کا علم درسیات کے طور پر پڑھائیں ۔عربی وانگلش لینگویج سکھائیں کمپیوٹر کی تعلیم لازماً دیں اور اپنے اسلاف کا طریقہ سیاست ہرگز نہ بھولیں۔

نوحہ۔۔میں۔۔قرآنِ کریم اور اھلِ بیتِ پاک

مُحرّم الحرام کی ابتداء ہو چکی تھی ۔۔۔شہر میں جگہ جگہ سبیلِ حسین کے اسٹال لگ چکے تھے ۔۔۔نوحہ خوانی، منقبت خوانی کے لئے مختلف چوکوں پر بڑے بڑے اسپیکرز بھی لگ چکے تھے ۔ہر طرف تھپ تھپ کی ماتمی شور سنائی دے رہی تھی۔
آفس کے کاموں سے فارغ ہو کر مارکیٹ جانے کا سوچا۔ارادہ تھا کہ میموری کارڈ میں نوحے بھروادوں ۔۔۔اتفاق ایسا ہوا کہ دورانِ ڈیوٹی آفس میں ایک ناصبی سے بحث ہوگئی ۔ناصبی نے کہا دیکھو پرویز بھائی ! محرّم شریف کی ابتداء ہو چکی ہے ۔اِس مہینے میں آپ لوگ عبادت اور ثواب کی نیت سے اھلِ بیتِ پاک کے مظلوموں کے لئے نوحے پڑھتے ہیں،،،،ماتم کرتے ہیں یہ جائز تو نہیں ہے۔ بلکہ اھلِ بیتِ پاک کی طرف بے صبری کی نسبت والے مضامین پر مشتمل نوحہ خوانی، سینہ کوبی اور ماتم کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔
حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے "اِنّیْ تارك فيكم الثقلين كتاب الله وعترتی ما ان

تمَسّکم بھما لن تضلوا ابدا" میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیت۔۔۔۔جب تک تم انہیں تھامے رہو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔

پرویز بھائی ! قرآنِ کریم اور اہل بیتِ پاک دونوں کی تعلیمات پر لازماً عمل کرنے کا حکم ہے۔۔۔۔۔اہلِ بیت پاک کا کوئی بھی عمل کبھی قرآن مجید کے خلاف نہیں ہوا بلکہ عملِ خیر کی خیرات مانگنے، قرآنی علوم جاننے کے لئے دوسرے لوگوں کو اہلِ بیتِ پاک کے در پر جانے کا حکم ہے۔۔۔۔ نوحوں میں پڑھا جاتا ہے بی بی زینب کہتی ہے میں لٹ گئی بابا۔۔۔۔۔۔۔۔اِسی طرح مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ حضرت علی کی طرف نسبت کر کے کہا جاتا ہے "نہ روز ینب نہ رو میرے جگر کے ٹکڑے نہ رو" وغیرہ وغیرہ یہ سب تمھارے مجتہدین، ذاکرین کے ڈھکوسلے ہیں۔ اہلِ بیت پاک اس طرح کی بے صبری سے پاک ہیں۔

پرویز بھائی! آج ایک کام کرنا۔۔۔۔۔۔۔گھر جا کر اھلبیتِ پاک کی تعلیمات کو سمجھنے کے لئے قرآنِ کریم کھول کر دیکھنا۔۔۔۔

ناصبی کی ناصبیانہ گفتگو سن کر میں شش و پنج میں پڑ گیا۔ مارکیٹ جانے کی بجائے گھر آ کر تھوڑا آرام کیا۔ فریش ہونے کے بعد قرآنِ کریم کھولا تو سامنے آیت موجود تھی

"وَلنبلونّکم بشئ من الخوف والجوع و نقص من الاموال والانفس والثمرات وبشّرالصابرین ۔الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون،اولئك علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واؤلئك ھم المھتدون "

اور ضرور ہم تمھیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے۔۔۔۔ اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنائیے اُن صبر والوں کو کہ جب اُن پر مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہمیں اُس کی طرف پھرنا

۔۔۔۔۔یہ لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی
لوگ راہ پر ہیں۔۔

قرآنِ کریم کا نصیحت آموز پیغام پڑھ کر جب میں نے حدیثِ رسول "میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں قرآن اور اہل بیت۔۔۔۔۔"مکمل حدیث پر غور کیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ محبتِ اہل بیت کے نام پر ہم لوگ اہلِ بیت پاک کی گستاخیوں کا مُرتکب ہو رہے ہیں۔ اہل بیتِ پاک کی طرف، بے صبری اور ماتم کی نسبت کر کے بی بی پاک اور حضرت علی کو ناراض کر رہے ہیں۔
یقیناً اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر عمل مطابقِ قرآن تھا۔جس قرآن میں اللہ فرمائے کہ مصیبت پر صبر کرنے والے ہدایت پر ہیں، اُن پر اُن کے رب کی طرف سے درود اور رحمتیں ہیں اور صبر والوں کے لئے خوشخبری ہے کہ وہ ہر حال میں خود کو خدا کے سپرد کر دیتے ہیں۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ اہلِ بیتِ پاک نے قرآنِ کریم کے اِس حکم پر عمل نہ کیا ہو اور بے صبری کا مظاہرہ کیا یا ماتم کیا ہو

استغفر اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

قرآنِ کریم نے میری آنکھیں کھول دیں۔جہالت کی وجہ سے میں اہلِ بیت کی طرف ماتم کی نسبت کرنے کی گستاخی اور گمراہی میں مبتلا تھا۔توبہ تائب ہو کر میں نے پکا ارادہ کیا آج کے بعد کسی بھی ماتمی جلوس میں شرکت نہیں کروں گا۔کسی بھی قسم کا نوحہ ہرگز نہ پڑھوں گا نہ سنوں گا۔

کوئی نہ کوئی بہانہ

محترمہ آپ کی پاس ڈگری بھی ہے، سفارش بھی ہے، میرٹ پر بھی آپ پورے اتر رہے ہیں۔ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اِس ڈیپارٹمنٹ میں آپ جیسے محنتی اور قابل افراد کی ضرورت ہے لیکن یہاں اتنے بڑے اہم پوسٹ پر جاب کے لئے آپ کو جسم بھی دینا پڑے گا۔
22ویں گریڈ کے افسر کے منہ سے یہ الفاظ سن کر وہ لڑکی بولی سر! میں اگر بُوائے ہوتا، جاب کی شرائط بھی

کمپلیٹ ہوتیں ،صرف لڑکی نہ ہونے کی وجہ سے جسم پیش نہیں کرتا تو کیا آپ پھر بھی مجھے یہ جاب نہیں دیتے۔

افسر نے کہا محترمہ! کون سی دنیا میں رہتی ہیں آپ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اعلیٰ پوسٹ پر جاب حاصل کرنے کے لئے لوگ اپنی بہن، بیٹیاں، بیویاں پیش کرنے تک کو تیار ہیں۔اِس پوسٹ پر جاب کے لئے جسم مَسْٹ ہے۔

سر! جب میں نے یونیورسٹی کے پیپرز دیئے تو میرے نمبرز پورے تھے مگر پروفیسر صاحب نے کہا اگر ہوٹل کے کمرے میں مجھ سے ملنے آؤ گی تو 5 نمبر بڑھا کر دوں گا ورنہ آپ کو لٹکا کر رکھوں گا۔ سر نمبرز پورے کرانے کے لئے جسم تو میں پہلے ہی پیش کر چکی ہوں اب اور کتنا گرنا ہے یہ بتا دیجئے۔

افسر نے کہا وہ آپ کا میٹر تھا مجھے اِس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔آپ میرا کام کر دیجئے اور کل سے ڈیوٹی جوائن کیجئے۔سر! کیا آپ کو اللہ کا خوف محسوس نہیں ہوتا۔کیا آپ کو نہیں لگتا کہ آپ نے مرنا ہے ۔اچھے ،برے اعمال کا حساب دینا ہے۔

محترمہ! یہ بھاشن اپنے پاس رکھئے اور راستہ ناپئے۔آپ کی سمجھ میں میری بات نہیں آئے گی۔جائیے آپ واپس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ کہتے ہوئے وہ صاحب غصے میں آفس سے باہر چلے گئے۔

گھر سے لے کر بازار تک، انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک، خاندانی معاملات سے لے کر ملکی معاملات تک ہم لوگ دن میں کئی مرتبہ شریعت کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہیں اگر کوئی سمجھا جائے تو اُسے بھی ڈانٹ پلا دیتے ہیں۔

اگر شوہر کو کہا جائے جناب! اپنے بیوی کے حقوق پورے کیجئے، اُسے سب کے سامنے بے عزت مت کیجئے۔دنیا کی نظروں میں اُسے رسوا مت کیجئے تو جواب ملتا ہے جائیے اپنا کام کیجئے بڑے آئے حق کی بات کہنے والے۔

اگر بیوی کو کہا جائے شوہر سے بدتمیزی مت کیجئے۔اُس کے ماں باپ کو برا مت کہئے۔گھر کے ماحول کو

خوشگوار رکھنے کے لئے گھر کی صفائی ستھرائی کیجئے۔ شوہر کا دل خوش کرنے کے لئے زیب و زینت میں رہئے تو جواب ملتا ہے سارے حقوق شوہروں کے ہیں ہم تو انسان ہی نہیں ہیں۔ ہمارے حقوق کے بارے میں اسلام نے کیا کہا وہ بھی تو۔ ہمارے شوہروں کو بتائیے۔

مسجد میں جمعہ کے دن آنے والے نمازیوں کو اگر کہا جائے غفلت سے باز آئیے، جھوٹ، غیبت، بہتان، گالم گلوچ، لڑائی جھگڑوں سے پرہیز کیجئے۔ کسی کی پراپرٹی پر ناجائز قبضہ مت کیجئے۔ سیاست کے چکر میں گلی کا ماحول خراب مت کیجئے تو جواب ملتا ہے مولوی خود کون سے سدھرے ہوئے ہیں جو ہمیں نصیحتیں کرتے ہیں۔

نوجوان لڑکے لڑکیوں کو کہا جائے عشق بازی، بوائے فرینڈ، گرل فرینڈ کے چکر سے باز آئیے۔ جواب ملتا ہے یہاں سب چلتا ہے۔

اگر مولوی صاحب کو غلط کام، کرپشن، بدعنوانی میں مبتلا دیکھ کر کہا جائے حضرت آپ بھی ۔۔۔۔۔۔ جواب ملتا ہے کیا ہم انسان نہیں ہیں۔ کیا ہم غلطی نہیں کر سکتے۔ کیا ہم بہک نہیں سکتے۔

اور تو اور غمِ حسین منانے والوں سے کہا جائے نوحہ خوانی جائز نہیں، ماتم حرام ہے، شریعت نے ایسے کاموں سے منع کیا ہے تو جواب ملتا ہے یہ ہمارے مذہبی فرائض میں شامل ہے۔۔۔

انّا للہ وانا الیہ راجعون

ہم میں سے ہر ایک پاس اللہ کی نافرمانی، شریعت کی خلاف ورزی، گناہوں میں پڑنے کا کوئی نہ کوئی بہانہ ضرور ہوتا ہے۔ اِلّا ماشاء اللہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کوئی سمجھائے تو ہم جھوٹی عذر تلاش کر کے دل کو منا لیتے ہیں کہ خیر ہے کوئی بات نہیں ۔۔۔۔۔۔ یا پھر کہہ دیتے ہیں یہ سب مولویوں کے گھن چکر ہیں خدا کا دین بہت آسان ہے۔

جو لوگ جھوٹی عذر خواہیاں تلاش کرتے ہوئے گناہوں، نافرمانیوں میں پڑتے ہیں، سمجھانے والوں کی بات کو جھٹلا دیتے ہیں ایسوں کو جب فرشتے بروزِ قیامت دردناک عذاب میں مبتلا دیکھیں گے تو پوچھیں

گے "اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَذِیۡرٌ"
تمھارے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا تھا۔۔۔۔۔۔تو وہ لوگ جواب دیں گے
"قَالُوۡا بَلٰی قَدۡ جَآءَنَا نَذِیۡرٌ ،فَکَذَّبۡنَا وَ قُلۡنَا مَانَزَّلَ اللہ من شئٍ
ترجمہ: کہیں گے :کیوں نہیں ! بے شک ہمارے پاس ڈر سنانے والے تشریف
لائے، پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ نہیں اتارا۔
اللہ کریم ہم سب کو نفس کے مکر و فریب سے بچائے، شیطان کے پھندوں سے محفوظ رکھے، قرآن
وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

مُحرّام الحرام اور شادی

لوگ کہتے ہیں عاشورا کے دنوں منبر پر یہ مسئلہ کیوں بیان کیا جاتا کہ محرّم میں شادی جائز ہے
۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ غم کا مہینہ لہذا اِس مہینے میں شادی کی باتیں نہ کی جائیں۔
علمائے اہل سنت نے منبر پر محرّم شریف میں شادی جائز ہے ،،،،،،، کا مسئلہ کیوں بیان کیا آئیے جانتے
ہیں۔
جب افرادِ معاشرہ میں جاہلانہ رسم و رواج اِس قدر رواج پا جائیں کہ لوگ اُنھیں دین کا حصہ سمجھنے
لگیں اور اُن رسوم رواج کے خلاف عمل کرنے والوں کو بُرا خیال کرنے لگیں تب علمائے دین کی ذمہ
داری بنتی ہے کہ اُن تمام جاہلانہ رسومات کے خلاف تحریری، تقریری اور فعلی ردِ اِس حد تک کریں کہ وہ
تمام جاہلانہ رسوم اپنی موت آپ مرجائیں (یعنی جن جاہلانہ رسوم کو لوگ دین کا حصہ سمجھ رہے تھے وہ
سب رسم ختم ہو جائیں)
قرآنِ کریم کی بے شمار آیات معاشرے میں پائے جانے والی قبیح رسومات کی مذمّت پر مشتمل ہیں۔
ویسے تو قرآنِ کریم علوم کا بحرِ ذخّار ہے۔علومِ قرآنیہ کے ناپید اکنار سمندر کی تہہ تک پہنچنا ہم جیسوں کے

بس کی بات نہیں ہے لیکن قرآنی آیات بطورِ خاص جن پانچ علوم پر ظاہراً دلالت کرتی ہیں اُنہیں سمجھنا ہر ایک مسلمان کے لئے قدرِ آسان ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیفِ لطیف الفوز الکبیر في اصول التفسیر میں لکھتے ہیں !قرآنی آیات بطورِ نص جن پانچوں علوم پر دلالت کرتی ہیں اُن میں سے ایک آیاتِ احکامات بھی ہیں۔

آیاتِ احکاماتِ کے نزول کے سبب کے متعلق شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ معاشرے میں بسنے والے بندگانِ خدا میں برے اعمال، قبیح رسومات کا پایا جانا اور اُن کے معاملات کا اَن بیلنس ہونا آیاتِ احکامات کے نزول کا سبب ہے۔

قرآنی آیات کے متعلق امام المفسرین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "الاِتقان" میں لکھتے ہیں! اَلْاِعْتِبَارُ لِعُمُوْمِ الالفاظِ لَا لِسَبَبٍ خَاصٍ یعنی آیاتِ قرآنیہ سے ثابت شدہ حکم میں عموم کا اعتبار ہے سببِ خاص کا اعتبار نہیں۔

دونوں مُفَسّرین علومِ قرآنیہ کو جاننے میں مہارت تامّہ رکھتے ہیں، اِن دونوں حضرات کی جلالتِ قدر اور اُن کی شخصیات کا غیر متنازعہ ہونا تمام مکاتب فکر کے نزدیک مُسلّم ہے۔

تفسیرِ قرآن سے متعلق اِن دونوں حضرات کے بیان کردہ اصولوں کو پیش نظر رکھ کر محرّم شریف میں شادی کی کلیر یفکیشن کرنے کے لئے ہم دو آیاتِ قرآنیہ اور ایک حدیث سے استدلال کرکے اپنی بات مکمل کریں گے اِن شاءاللہ عزوجل

برائی جس درجہ بڑی ہو، رسوم جس قدر اپنے اندر قباحت رکھتے ہیں اور لوگ اپنی جھالت کی وجہ سے اُسے حکمِ دین سمجھتے ہوں تو علمائے دین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اُن برائیوں کا رد کریں، شریعت کے حکم کو بے غبار کرکے لوگوں کو حق بتانے کا کام بھی وہ اسی اہتمام کے ساتھ کریں تاکہ لوگ شیطان کے پھندوں، نفس کے مکروفریب سے بچ کر اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزارنے میں کامیاب ہوجائیں۔

محرّم الحرام میں شادی کو برا جاننا، اور صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو اِس مہینے میں شادیاں کرنے کی وجہ سے طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے والے افراد دو قسم کے ہیں۔

نمبر1

مقاصدِ شریعت سے ناواقف لوگ

نمبر2

اہلِ حق سے تعصّب رکھنے والے لوگ

سُنی اسٹیجوں پر محرم الحرام شریف میں شادی کے جواز کا مسئلہ چھیڑنا، یا کسی صحیح العقیدہ سنی مسلمان کا اِس مہینے میں شادی کرنا، کرانا محض اِس وجہ سے ہے کہ بعض لوگ محرم شریف میں شادی کرنے کو ناجائز و حرام سمجھتے ہیں، اس غلطی میں اچھے خاصے اہلِ علم سمجھے جانے والے خطیب اور پیر حضرات بھی مبتلا ہیں۔۔

سنی علمائے کرام کا محرم شریف میں شادی کے جائز ہونے کا مسئلہ منبر پر بیان اہلبیت پاک سے دشمنی ہرگز نہیں ہے۔

کسی شئ کو حلال قطعی یا حرام قطعی قرار دینا یہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام ہے۔فروعی مسائل میں کسی شئ کو مضبوط دلائل کی بنیاد پر حلال ظنی یا حرام ظنی قرار دینا یہ علمائے کرام و مجتھدین عظام کا کام ہے۔

محرم الحرام شریف میں شادی کو شرع شریف نے حلال وجائز قرار دیا ہے۔جس شئ کو شرع شریف جائز قرار دے اور لوگ اپنی من پسند ترجیحات کی بنیاد پر اگر اُس شئ کو ناجائز قرار دیں تو یہ اللہ ورسول پر تہمت ہے۔

علمائے دین کا کام شریعت کے مسائل کو بے غبار بیان کرنا اور حق واضح کرنا ہے۔اگر کوئی عالم اپنے آس پاس برائیاں، قبیح رسومات اور دیگر چیزیں دیکھتے ہوئے بھی چپ رہے گا تو وہ گناہگار کہلائے گا۔

محرّم الحرام میں شادی کو اس بات سمجھیں۔ عرب کے معاشرہ میں لوگ اپنے مُتَبَنّٰی (منہ بولے بیٹوں) کو حقیقی بیٹا سمجھتے تھے۔ جس طرح طلاق کے بعد عدت مکمل ہونے یا بیٹے کے وفات پاجانے کی صورت میں حقیقی بہو سے سسر کا نکاح ناجائز ہے اسی طرح لوگ اپنے مُتَبَنّٰی (منہ بولے بیٹے) بیٹے کی بیوی سے بھی عدت گزر جانے کے بعد نکاح کو ناجائز سمجھتے تھے۔

مُتَبَنّٰی کو حقیقی بیٹا سمجھنا اور اُس کی بیوی سے عدت گزر جانے کے بعد نکاح کو ناجائز سمجھنا یہ شریعت اسلام پر تہمت تھا۔ اللہ پاک نے شریعتِ اسلام سے اس تہمت کو دور فرمانے کے لئے جس ہستی کا انتخاب فرمایا اُن کی شان وعظمت سے سارے لوگ واقف ہیں۔

معاشرے میں ایک جاھلانہ رسم ختم کرنے اور شریعت سے تہمت دور فرمانے کے لئے اللہ پاک نے اپنے معصوم، گناہوں سے پاک نبی، محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب فرمایا۔

اگر کوئی عالم دین محرم الحرام شریف میں شادی کو حرام وناجائز سمجھنے سے لوگوں کو بچانے، شریعت سے تہمت دور فرمانے کے لئے کہہ دیتا ہے کہ محرم شریف میں شادی جائز ہے یا وہ عملی طور پر اِس قبیح رسم کی بیخ کنی کرتے ہوئے محرّم شریف میں اپنے کسی عزیز کی شادی کرتا ہے تو اُس میں کیا برائی ہے؟۔

مقامِ غور

"فلما قضٰی زید منہا وطرا زوجنٰکہا" یہ محکم آیات میں سے ہے، اِس آیت کا حکم منسوخ بھی نہیں ہے۔ دو شرعی مسئلے اِس آیت کے ذریعے سمجھائے گئے ہیں کہ منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا مت کہئے اور اُس کی بیوی سے پردہ وغیرہ رکھئے حقیقی بہو مت سمجھئے۔

قرآنِ کریم کی جملہ آیات کے بارے میں اہلِ اسلام کا نظریہ ہے کہ یہ آیات محض حکایات نہیں ہیں بلکہ اِن میں مسائلِ شرعیہ، احکامات، وعظ ونصیحت اور عبرتیں پوشیدہ ہیں۔

اگر علمائے کرام اجازت دیں تو میں یہاں ایک علمی نکتہ بیان کروں وہ نقطہ یہ ہے کہ سورہ احزاب کی اِس آیت میں اِن دو مسائلِ شرعیہ کے سمجھانے کے علاوہ بطورِ اشارۃ النص یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب

معاشرے میں کوئی خراب رسم جڑ پکڑ جائے اور لوگ اپنی پسندیدہ ترجیحات کی بنا پر حلال کو حرام کر دیں تو ایسے وقت میں حاملانِ شریعت پر فرض بنتا ہے کہ اپنا فرضِ منصبی ادا کرتے ہوئے شرعی مسئلہ کی وضاحت ڈنکے کی چوٹ پر کریں۔

علمِ دین پڑھنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ علمائے دین اِس دینِ متین کی تعلیمات کے اندر غالیوں کے غلو اور جاہلوں کی تاویلات کو جدا کر کے درست دینی مسائل کی وضاحت کریں۔

صحیح حدیث میں ارشاد ہوا "یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاهلین۔

بعض لوگ کہتے ہیں شادی ہے تو جائز لیکن بالخصوص محرم الحرام کے دس دنوں تک خوشی کا اہتمام نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ کربلا کا واقعہ پیش آیا۔

ایسے لوگوں کو مقصد ہے کہ اُس غم کو محسوس کیا جائے۔ وہ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ غم کو تازہ کرنا ہے اور تجدید حزن یعنی غم کو تازہ کرنا حرام ہے۔۔

مزید تفصیل

کسی خاص شئ کی خاطر ایک حلال شئ سے خود کو روک لینا یہ بھی منع ہے۔ سورۃ التحریم میں اللہ پاک اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرما کر ارشاد فرماتا ہے "یآایها النبی لم تحرّم مآاحلّ الله لك، تبتغی مرضاتَ ازواجك"۔۔۔

اے غیب بتانے والے (نبی) تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمھارے لئے حلال کی، اپنی بیبیوں کی مرضی چاہتے ہوئے۔

سورۃ التحریم کی مذکورہ آیت کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تعلق سے اُس خصوصی واقعہ کے ساتھ ساتھ عمومی طور پر دیگر لوگوں کے لئے احکامات میں سے ایک حکم یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ وہ کسی کی رضا اور کسی خصوصیت یا اپنے ذہنی رجحانات کی وجہ حلال، جائز چیز کو برا نہ سمجھیں۔

ہم نے آیتِ کریمہ سے مذکورہ حکم کا استدلال حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بتائے گئے اصول "آیاتِ احکامات کے نزول کا مقصد افرادِ معاشرہ میں پائی جانے والی برائیوں اور قبیح رسومات کا پایا جانا بھی ہے" سے کیا ہے۔

مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی مصیبت جہالت ہے، سیانے کہتے ہیں عقل نہ ہو تو موجاں ہی موجاں فقیہِ افخم، اِمامُ الآئمہ حضرت نعمان بن ثابت المعروف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذِ محترم کل مکاتب مسلمانوں کے متفقہ امام حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پوتے سیدنا امام جعفر صادق نوّر اللہُ مرقدہ الشریف ارشاد فرماتے ہیں!

"لَا عَدُوَّ اَضَرَّ مِنَ الْجَهْلِ"

یعنی مسلمانوں کے لئے جہالت سے بڑھ کر نقصان دینے والا دشمن اور کوئی نہیں ہے۔

محرّم الحرام میں شادی کو قبیح سمجھنا اور اِس مہینے میں صحیح العقیدہ سنیوں کے ہاں ہونے والے شادیوں کو شہیدانِ کربلا و اہلِ بیتِ کرام سے دلی عداوت و دشمنی سمجھنا بھی جہالت کا شاخسانہ ہے۔ کوئی بھی ذی علم شخص محرّم الحرام میں کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان کے ہاں خوشی کی تقریب دیکھ کر یہ نہیں کہے گا کہ یہ ساری تقریب و اظہارِ خوشی اہلِ بیت کرام کینعداوت و بغض پر دال ہے۔

اگر جہلِ مُرکّب کا شکار کوئی شخص حقیقتاً جاہل ہوتے ہوئے بھی خود کو عالم، پیر اور مُربّی سمجھے اور صحیح العقیدہ سنیوں کو ناصبی خیال کرے تو یہ بعید بھی نہیں ہے۔

اہلِ حق سے تعصّب رکھنے والے لوگ بھی محرّم الحرام میں شادی کو قبیح فعل سمجھتے ہیں۔۔۔ تعصّب ایک ایسی بلا ہے جو انسان کی نور بصیرت کو سلب کر لیتا ہے۔

مُتَعَصِّب شخص کے نزدیک مُتَعَصَّب گروہ، فرد کی ہر خوبی بھی خامی بن جاتی ہے۔

فتاوٰی رضویہ شریف میں ہے "التعصّبُ اِذَا تملّك اهلك"

تعصب جب کسی پر غالب آئے تو اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

صحیح العقیدہ رہتے ہوئے دفاعِ حکم شریعت کرنا اب جرم بن گیا ہے جیسے کسی زمانہ میں محبّ اھلِ بیت بننا جرم تھا۔

ہمارے آئمہ کرام نے متقتضٰی حال کے مطابق مختلف اوقات اور حالات میں عقائد واعمال حقہ کی تحفظ کا کام بخوبی سرانجام دیا۔۔

حضرت محمد بن ادریس المعروف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت میں ناصبیت کی بیخ کنی کرتے ہوئے اھلِ بیتِ کرام کی عظمت و محبت کو اجاگر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا "اگر محبِّ اھلِ بیت ہونا رفض ہے تو جنّ واِنس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

آج ہم دفاعِ ناموسِ صحابہ، دفاعِ حقِ شریعت کا جرمِ عظیم کرتے ہوئے رافضیوں اور تفضیلیوں نیز اُن کے ہمنواؤں سے کہتے ہیں "قبیح رسومات کی بیخ کنی کرتے ہوئے حکمِ شرعی واضح کر کے محرّم میں شادی کرنا اور دفاعِ ناموسِ صحابہ کا کام۔ کرنا اگر ناصبیت ہے تو جنّ وانس گواہ رہیں کہ ہم ناصبی ہیں"

هذا ما عندی والعلم من الله۔

دریائے سندھ میں تَیرتِی تین لاشیں۔

سوشل میڈیا پر ایک ویڈیو گردش کر رہی ہے ملک میں جاری حالیہ سیلابوں کی وجہ سے دریائے سندھ میں روہڑی پل کے قریب پچھلے تین دن سے تین لاشیں پھنسی تیر رہی ہیں۔

سکھر انتظامیہ کہہ رہی ہے یہ پل ہمارے حدود سے باہر اس لئے ہم یہ لاشیں نہیں نکالیں گے اور روہڑی شہر کی انتظامیہ کہہ رہی ہے یہ پل ہمارے حد کے اندر نہیں ہے سو ہم یہ لاشیں نہیں نکالیں گے۔

مقامی لوگوں کے مطابق روہڑی پل کے آس پاس دریا میں 23 لاشیں دیکھی جا چکی ہیں انتظامیہ نے صرف 6 لاشیں نکالیں ہیں باقی پانی کی نظر ہو گئیں۔

دریائے سندھ میں روہڑی، سکھر کے پاس تین دن سے تیرتی یہ تین لاشیں ہم سب کی اجتماعی مُردہ

ضمیری کا منہ چڑا رہی ہیں۔ حکمرانوں کو اپنی کرسی کی فکر ہے۔ میڈیا کو بھی کوئی فکر نہیں ہے۔۔۔۔
پچھلے دنوں میں نے ایک کالم لکھا تھا جس میں مذہبی دنیا سے تعلق رکھنے والے پیِر اور مُرید کی گفتگو بیان کی گئی تھی آج دوبارہ وہی کالم یہاں کوڈ کر رہا ہوں۔ پڑھئیے میری اور اپنی نعش کو گِدھوں سے نوچوانے کا انتظار کیجئے۔۔۔۔

اہم وضاحت

کالم میں کسی خاص پیِر یا مُرید کی طرف اشارہ مقصد نہیں ہے بلکہ اجتماعی طور پر مذہبی دنیا سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی حالت بیان کرنا مقصد ہے کہ اُن میں سے اکثریت کس قسم کے لوگ ہیں۔
عالمِ مُرید اپنے پیر صاحب کو عید کی مبارکبادی دیتے ہوئے عرض گزار ہوئے حضور بندہ نواز!
دریائے سندھ میں پچھلے تین سے تین لاشیں تیر رہی ہیں۔اِدھر بلوچستان تباہ ہو چکا۔اُدھر تجارتی شہر مکمل طور پر تباہی کے دہانے ہے۔Law and Order کی صورتحال بھی خراب ہے۔
شہر کی تاجر برادری جو پورے ملک کے مساجد، مدارس، فلاحی اداروں کے بجٹ اپنے ڈونیشن سے پوری کرتی ہے۔وہ بھی سخت گھبراہٹ میں ہیں۔
ادارے کرپشن کی نظر ہو چکے ہیں، ٹھیکیداروں کی بے ایمانی کی وجہ شہر کی سڑکیں کھنڈر بن چکی ہیں، عوام سخت اذیت میں مبتلا ہیں۔
فقہِ اسلامی کے مطابق تمام مسائل کی جڑ نااہلِ گورنمنٹیں ہیں۔اگر گورنمنٹ صحیح ہو تو تو مسائل نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔
جمعہ شریف قریب ہے، شہر کی جامع مسجد کی امامت و خطابت کی ذمہ داری میری ہے، نیٹ کے ذریعے پورا ملک میری اِس اہم تقریر کو سن سکتا ہے
میں چاہتا ہوں عوام کو آگاہی دوں کہ جن لوگوں نے ملک تباہ کیا، سودی قرضوں میں ملک کو جکڑا، شہروں کے انفرااسٹرکچر کو جنھوں نے تباہ کیا، عوام اُنھیں دوبارہ ووٹ مت دیں۔

امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتاویٰ رضویہ شریف جلد 14 صفحہ 150 پر تحریر فرمایا ہے "شرعی احکام اہلِ اسلام پر ظاہر فرمانا اور اُن کو ذیاب فی ثیاب کے شر سے بچا کر راہِ حق کی طرف بلانا، سُنّی عالم کا جلیل فرضِ مذہبی و کارِ منصبی و بجا آوریٔ حکمِ خدا و نبی ہے "

آپ دعا فرمائیے حق تعالیٰ مجھے "اُدۡعُ اِلٰی سبیلِ ربّک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ" پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، حق کو میری زبان پر جاری فرما کر عوامِ مسلمین کے لئے ہدایت کا سامان بنائے۔

اِس سے قبل کہ پیر صاحب دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائیں پیر صاحب کی دائیں آنکھ پھڑک اٹھی یعنی اُن کا خلیفہ خاص بول پڑا۔ حضور! ایسا مت کیجئے، تیرا یہ مرید مجھے بھٹکا ہوا لگتا ہے، اِسکی باتوں میں مت آئیے یہ جتنے بھی سیاسی لوگ ہیں ایک فون کال پر ہمارے ہزار کام کر دیتے ہیں۔ یہ ہمارا کام ہی نہیں ہے اس لئے آپ دعا مت فرمائیے۔

خلیفہ خاص کی باتیں سن کر عَالِم مرید پیر صاحب کے قدموں میں بیٹھ کر عرض کرنے لگے۔ حضور! خلیفہ خاص کی تفہیم فرمائیے، اِنہیں بتائیے کہ سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ اظہار الحق الجلی میں در مختار کے حوالہ سے فرماتے ہیں "علماء پر واجب ہے کہ بادشاہ کو نصیحت کریں کہ وہ حکم نہ کرے جسے ہم نہ مانیں تو تیرا غضب ہو اور مانیں تو خدا کا غضب ہو"

سرکار خلیفہ خاص اگرچہ بڑا ہے در مختار میں یہ مسئلہ طاعۃ الامام واجبۃ کے تحت ذکر ہوا۔ ہم اپنے امام کی پیروی کرتے ہوئے خلیفہ خاص کو بھائی بندی میں یہ نصیحت کئے دیتے ہیں جناب ہم پر ایسے قانون مت لاگو کیجئے جنہیں ہم نہ مانیں تو جماعت کے نزدیک مورد الزام ٹھہریں اور مانیں تو خدا و رسول کے نافرمان کہلائیں۔ سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فهل افسد الدين الا الملوك

واهبار سوء و رهبانها

لوگوں کا دین برے بادشاہوں، علمائے سوء و پیرانِ باطل پرست نے ہی بگاڑا۔

پولیس انتظامیہ توجہ فرمائیے۔

چھوکرے بازی۔

معاشرے کے ناسوروں میں سے ایک ناسور چھوکرے بازی (یعنی خوبصورت لڑکوں کے ساتھ بدفعلی بھی) ہے۔۔

شہروں اور دیہاتوں میں خبیث الفطرت لوگ خوبصورت ، بے ریش لڑکوں کو بہلا پھسلا کر اُن سے دوستیاں کرتے ہیں اور پھر اُن لڑکوں کی نادانی سے فائدہ اٹھا کر اُن کے ساتھ غلط کام کرتے ہیں۔

لڑکوں کے ساتھ جبراً بدفعلی کے واقعات تو میڈیا اور معاشرے کے سامنے ظاہر ہوجاتے ہیں لیکن رضامندی کے ساتھ بدفعلی والے واقعات بہت کم سامنے آتے ہیں۔اِس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں فریقین کی رضامندی ہوتی ہے اِس لئے یہ واقعات لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں ہوتے۔۔۔

آج کے یہ خوبصورت لڑکے ہمارے مستقبل کا معمار ہیں۔

جب کسی لڑکے میں بدفعلی کرانے کی عادت پڑجائے تو اسے تب تک آرام نہیں ملتا جب تک اس کے ساتھ وہ کام نہ کیا جائے۔

سوچیے! جس لڑکے میں یہ عادت پڑ جائے. اُس کی پوری زندگی تباہ وبرباد ہوجاتی ہے ، اُس کی ساری صلاحتیں ضائع ہوجاتی ہیں۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے آج سے ٹھیک 13 سال پہلے میں نویں کلاس کا طالب علم تھا۔ رمضان کا مہینہ تھا رات کو تراویح پڑھ کر میں اپنے ایک پڑوسی کے ساتھ گھر کی طرف آرہا تھا۔اُن کی عمر 42 سال تھی۔ساتھ چلتے ہوئے وہ بار بار میرے آگے کے مقام کی طرف ہاتھ بڑھانے کی کوشش کررہا تھا میں جھینپ سا گیا کہ رات کا وقت اور سناٹا اور پھر اس کی یہ حرکت۔۔۔۔آخر کیا معاملہ ہے وہ خود ہی کہنے لگا میرے ساتھ وہ کرو جو ایک مرد اپنے بیوی کے ساتھ کرتا ہے۔

میں نے کہا مجھے ایسا کچھ کرنا نہیں آتا یہ کہہ کر میں نے اک دم دوڑ لگائی اور بھاگتے بھاگتے گھر پہنچا۔۔

بعد میں جب وہ ملا تو اُنہوں نے اپنی پوری کہانی سنائی کہ میں جب چھوٹا تھا تب کسی نے میرے ساتھ یہ غلط کام کیا چونکہ میری اُس غلط کام والے سے دوستی تھی تو یوں مجھے یہ بدعادت پڑگئی۔

اسی طرح آج سے دو سال پہلے میں کراچی کورنگی کراسنگ کی طرف ایک شادی کی تقریب میں شرکت کرنے گیا ہوا۔ تقریب ختم ہوجانے کے بعد رات کافی ہوچکی تھی تقریبًا ایک بج چکے تھے اور میں سٹاپ پر کھڑا تھا۔ ایک شخص جسکی عمر تقریبًا 45 سال تھی، موٹر سائیکل پر آرہا تھا میں نے اُن سے لیفٹ لی اور بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر گزری کہ وہ بار بار پیچھے کی طرف سرکے،، سرکتے سرکتے وہ بالکل میرے جسم سے متّصل ہوا کہنے لگا آپ بھی میری طرف زور لگاؤ۔

میں سمجھ گیا کہ اِس بے چارے کے ساتھ بھی غلط ہوا ہے جس کی وجہ سے یہ آج تک ذلیل ہو رہا۔ میں نے اُن سے کہا گاڑی روکیئے۔ میں نے اتر کر کہا معذرت میں آپ کے ساتھ سفر نہیں کر سکتا۔۔۔۔

پولیس انتظامیہ سے گزارش ہے کہ برائیوں کو روکنا آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے، شہر ہو یا گاؤں، ہوٹل ہو یا کوئی پارک، چبوترہ ہو یا کوئی اور جگہ۔۔۔۔۔۔ جہاں جہاں کسی خوبصورت لڑکے کے ساتھ کسی بڑے آدمی کو دیکھیں اُن کو تنبیہ کردیں اُن سے سختی کے ساتھ سوالات کریں، خوب تفتیش کریں یہ آخر کیوں خوبصورت بچے کے ساتھ چپک کر بیٹھا ہے۔

یہ گندی دوستیاں ایسے ختم نہیں ہوں گی معاشرے سے اِس ناسور کو ختم کرنے کے لئے اہم اقدامات کی ضرورت ہے۔ اپنی ذمہ داریاں نبھائیے اور خوبصورت لڑکوں کے مستقبل کو بچائیے

عورت کی بربادی کی کہانی

دینی کاموں میں ایکٹو ایک مذھبی عورت کی بربادی کی کہانی۔

عنوان: دین کا عالم بن جائیے یا پھر دینی عالم کی مان لیجئے۔

عقیدت کے پودے کی اگر قرآن و سنت کے علم سے آبیاری نہ کی جائے تو یہ جہالت کا وہ تناور درخت بن

جائے گی کہ جسکے کانٹے انسان کی جان، مال، ایمان، عزت کے لئے اتنے خطرناک بن جائیں گے کہ بندہ پکار اٹھے گا اَلْاَمَان والحفیظ۔

یہ حقیقی کہانی ایک ایسی عورت کی ہے جو پنج وقتہ نمازی ہونے کے ساتھ ساتھ تہجد گزار بھی تھی۔ شرعی پردہ کو اُس نے حرزِ جاں بنا رکھا تھا۔ عورتوں کے مذہبی پروگراموں میں شرکت کرنا، اُن کی تربیت کرنا اُس کے معاملات میں شامل تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن وہ دینی علم سے محروم تھی۔۔۔۔

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی مصیبت دین سے جھالت ہے۔

ہر مرد اور عورت دین کا مکمل عالم بنے یہ ضروری نہیں پر قرآن وسنت کی تعلیمات میں سے ہے کہ مسلمان اپنے فرائضِ دینیہ ضرور سیکھیں اور زندگی کے معاملات میں اہلِ علم مشورہ ضرور کریں، اُن سے آگاہی حاصل کریں۔

وہ عورت ایک مدرسہ میں ناظم الامور کے فرائض بھی سرانجام دیتی تھی۔ سیلری بھی اچھی تھی۔ اُن کی ایج 33 سال تھی۔ ازدواجی اعتبار سے خلع یافتہ تھی لیکن رشتے کے تلاش میں تھی۔۔۔۔

مدینۃ المنّورہ سے وہ بہت محبت کرتی تھی۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعتیں سننا، پڑھنا اُس کا مشغلہ تھا۔

اُس کی بربادی کی ابتداء اُس وقت ہوئی جب اُس کے لئے بیک وقت دو رشتے آئے۔ ایک پاکستان سے اور دوسرا بھی پاکستان سے لیکن وہ دوسرا آدمی مدینہ شریف میں کسی جگہ چوکیداری کی جاب کرتا تھا۔

پاکستان سے آنے والا رشتہ ایک عالم دین، برسرِ روزگار نوجوان کا تھا اور مدینہ شریف میں رہنے والا عمر اعتبار سے 59 سال کا تھا اور دینی ودنیاوی علم کے اعتبار سے انگوٹھا چھاپ تھا۔۔۔۔۔۔ پاکستان میں بھی وہ کسی بڑے شہر کا رہنے والا نہیں تھا بلکہ سندھ کے شہر مورو کے ایک گاؤں کا رہنے والا تھا جسے اردو بھی صحیح سے نہیں آتی تھی۔۔۔

مدینہ شریف سے اُس عورت کو حد درجہ عقیدت تھی۔ شادی کے بعد مدینہ شریف میں رہوں گی اِس شرط پر وہ زادی کے لئے راضی ہوگئ۔

ایک عام چوکیدار اپنی فیملی سمیت بیرون ملک کیسے رہے گا۔ گھر کا خرچہ وغیرہ اخراجات کیسے مینیج کرے گا اُس عورت نے یہ سوچا تک نہیں۔۔۔۔ خیر شادی بھی ہوگئ بمشکل 8 ماہ گزرے کہ دوبارہ اُنہوں نے خلع کے لئے درخواست دائر کردیا۔ جدائ کی درخواست میں مؤقف اُس نے یہ اپنایا کہ یہ آدمی حقِ زوجیت ادا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا لہذا میں اِس کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ وہ جس ادارے سے وابستہ تھی ایک اچھا نام اور امیج رکھتی تھی اُس کے شوہر نے وہاں بھی اسے بدنام کردیا۔

اُس عورت کے حالات دیکھ مجھے یہ حدیث یاد آتی ہے "اگر تمھیں ایسے شخص کی طرف سے پیغام نکاح ملے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے تو شادی کرلو اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ وفساد رونما ہوگا"

لوگ اسلام سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت تو رکھتے ہیں کاش اسلامی ضروری علوم بھی سیکھ لیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک فرامین کو سمجھ کر اُن پر عمل کرنے والے بھی بن جائیں تو معاشرہ بد سے بہتر ہوجائے گا، ان شاء اللہ۔

رشتہ کے معاملے میں اسلامی حکم ہے کہ دینداری کو ترجیح دی جائے۔۔۔۔ بندہ یا بندی چاہے مدینہ شریف میں رہیں یا واشنگٹن میں یہ میٹر نہیں کرتا اگر دیندار ہیں تو بہت اچھی بات ہے۔

شادی کرتے وقت فریقین کا صحت مند یا بیمار ہونا بھی دیکھ لیا جائے۔ بوڑھے سے شادی کریں یا جوان سے اگر وہ صحت مند ہیں تو ٹھیک ورنہ خالی جائیداد کے لالچ میں آکر کسی ایسے بوڑھے سے شادی کرنا جو حقِ زوجیت کی ادائیگی سے محروم ہو فتنہ وفساد کا سبب بن سکتا ہے۔

اسی طرح شادی کرتے وقت فریقین کا ایک دوسرے کے خاندان کو جاننا پہچاننا بھی ضروری ہے۔ بعض عورتیں اجنبی انجان فیکٹری ورکر یا کسی کمپنی کے جاب ہولڈر سے بنا سوچے سمجھے شادی کر بیٹھتی ہیں۔ ایک

دو بچے پیدا ہونے کے بعد پتا چلتا ہے کہ وہ بندہ شہر ہی چھوڑ گیا اور پھر یہ عورت اُن بچوں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے لوگوں کے رحم وکرم کے محتاج بن جاتی ہے۔

مفتی تقی عثمانی دیوبندی

مفتی تقی عثمانی دیوبندی اپنی ٹیم کے ہمراہ پاکستانی گورنمنٹ کی طرف سے TTP تحریک طالبان پاکستان سے مذاکرات کرنے افغانستان گئے ہوئے ہیں۔ تحریک طالبان دو ہیں ایک کا تعلق خالص افغانستان سے اور دوسرے کا تعلق افغانستان اور پاکستان دونوں سے ہے۔۔۔۔۔

امارت اسلامیہ افغانستان۔۔۔۔۔۔جب تحریک کی حکومت نئی نئی بنی تھی اِس حوالے سے ہم نے کچھ لکھا تھا آج دوبارہ شیئر کر دیتے ہیں۔آپ بھی پڑھئیے۔۔۔۔

کالم کا عنوان تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسٹوڈنٹس یعنی طالبان کے بارے میں صَحِیْحُ الْعَقِیْدَہ سنی فاضلین کی پریشانی دور کرنے والی ایک تحریر

پاک وہند کے صَحِیْحُ الْعَقِیْدہ نیو فاضلینِ مدارس اسٹوڈنٹس (طالبان) کے حوالے سے پریشان ہیں کہ ہمیں اُن کے بارے میں کیا مؤقف اپنانا چاہئے آیا وہ خارجی ہیں یا صحیح العقیدہ سنی ؟۔۔۔

فاضلینِ مدارس کی یہ پریشانی اپنی جگہ درست ہے پریشانی کی متعدّد وجوہات میں سے چند وجوہ درج ذیل ہیں۔۔۔

نمبر1

عرصہ دراز سے خارجیوں کا جہاد کے نام پر دہشت گردی پھیلا کر اسلام کو بدنام کرنے کے ساتھ ساتھ عام مسلمانوں کا قتلِ عام کرنا۔

نمبر2

سُنّی فاضلین کا تاریخ اور دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کے بارے میں خبروں اور تجزیوں کے پڑھنے

سے دور رہنا۔

ہمارے فاضلینِ مدارس تاریخ اس وجہ سے نہیں پڑھتے کہ شیوخُ الْحدیث صاحبان نے کہہ رکھا ہے کہ تاریخ میں جھوٹ کی بہت آمیزش ہے اور خبریں تہمت و غیبت پر مبنی ہیں لہذا تقویٰ کا تقاضا ہے ایسے کاموں سے دور رہا جائے

حاشیتی اضافہ

یہ شک نہیں کہ تاریخ میں جھوٹ کی بہت آمیزش ہے لیکن ہمارے اکابرین نے ہمیں کسی بھی شئ کو پرکھنے کے لئے اصول بتائے ہیں۔۔

جرح و تعدیل کی کتب ہمارے پاس، اصولِ عقائد کی کتابوں کا ذخیرہ ہمارے پاس۔۔۔۔

عقائد کی کتابوں سے اصول پڑھ لینے اور اُن اصولوں پر قائم رہ کر نیز جرح و تعدیل کے قواعد کی روشنی میں تاریخی کتابوں کا مطالعہ کر کے صحیح و غیرِ صیحیح کی چھان بین قدرِ آسان ہے تو طلباء کو تاریخ کے کتابوں کے مطالعہ سے محروم رکھنا چہ معنی دارد؟

ہمارے فاضلینِ مدارس حالات حاضرہ سے متعلق خبریں اور تجزیے اس لئے نہیں پڑھتے کہ یہ تقویٰ کے منافی ہے، لایعنی کام ہے اور مومن کو لایعنی کاموں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

حاشیتی اضافہ

حالات حاضرہ سے متعلق خبروں اور تجزیوں کو لایعنی اور تقویٰ کے منافی کہہ کر خواص و عوام سب کو اِس سے روکنا ایک لاٹھی سے ساری بھینسیں ہانکنے کے مترادف ہے۔

عام آدمی خبروں، تجزیوں سے دور رہے اسی میں اُس کی بھلائی ہے جبکہ امامانِ مسجد، وارثینِ منبر و محراب، مدرسین اور اہم دینی رہنماؤں کا حالاتِ حاضرہ سے آگاہ رہنا ضروری ہے۔۔

اگر خواص اہل علم بھی حالات حاضرہ سے متعلق خبروں اور تجزیوں کے پڑھنے سے اس لئے دور رہیں گے کہ تقویٰ نہ صلب کر دی جائے تو اِس کا نتیجہ محراب و منبر پر کچھ اس طرح ظاہر ہو گا کہ کہ دنیا 7 ستمبر کے

دن قادیانیت کی شرارتوں سے متعلق آگاہی پارہی ہوگی اور ہماری مسجدوں کے منبروں سے آواز آرہی ہوگی "آج خطاب کا موضوع ہے امامِ بخاری کے فضائل و مناقب "

خیر کلام طویل ہوگیا لیکن فائدے سے خالی بھی نہیں ہے آتے اصل موضوع کی طرف۔

شیخ المشائخ علامہ پیر محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت جیّد سنی عالم دین گزرے ہیں۔اُنہوں نے سن 2002 میں ایک مَعْرکۃالآراء کتاب(الفداء والجھاد فی الاسلام مع خوکش حملوں کی شرعی تحقیق)لکھی جس میں طالبان کے بارے میں درست معلومات وشواہد کافی وشافی طور پر درج ہیں۔

آئیے جانتے ہیں طالبان کے عقائدواعمال کا حال

اہم نوٹ۔

واضح رہے مفھوم وہی جو مصنف علیہ الرحمہ نے لکھا ہے قارئین کی سہولت کے پیش الفاظ میں نے اپنے اعتبار سے استعمال کئے ہیں۔۔۔۔۔

اسٹوڈنٹس (طالبان) میں شامل افراد کی تین کیٹیگریاں ہیں۔

نمبر1

وہ افراد جو ہمیشہ اپنے ملک میں رہے وہیں کے مدارس سے تعلیم پائی۔یہ لوگ سنی صحیح العقیدہ حنفی ہیں۔

قسمِ اوّل کے سنی حنفی ہونے کی تائیداِس خبر سے بھی ہوتی ہے۔

سن 2011 جب میں ڈیرہ اللہ یار بلوچستان میں درجہ ثانیہ کا طالبعلم تھا ہمارے استاذِ محترم جناب عبدالجبار خجک پٹھان نے مفتی علی اصغر صاحب کا حوالہ دے کر بتایا کہ مفتی صاحب نے فرمایا ایک مشہور پاکستانی صحافی نے انہیں بتایا کہ جب میں ملّا عمر سے انٹرویو کرنے گیا تو اُن کے کمرہ خاص کے دیوار اپر نقشِ نعل پاک بنا دیکھا۔

نمبر2

وہ افراد جنھوں نے پاکستانی مدارس میں غلامانِ امامِ اھل سنت رضی اللہ عنہ کی شاگردی و صحبت اختیار کی

اور تکمیلِ درسیات کیں۔ یہ تعداد آٹے میں نمک برابر ہے۔

نمبر3

وہ افراد جنھوں نے نانوتا کے ایمان کُش جراثیم سے متاثر افراد کی شاگردی اختیار کی اور علم حاصل کیا۔
1996ء میں جب یہ تینوں قسم کے افراد اسٹوڈنٹس کی شکل میں غالب ہوکر امارتِ اسلامیہ کی قصرِ سفید بنانے میں کامیاب ہوئے تو اِدھر سے پاکستانی مدارس سے دہلوی و نانوتائی جراثیم سے متاثر افراد کی مزید کُمک امارتِ اسلامیہ کے جھنڈے تلے جہاد کے نام پر افغانستان پہنچی۔
اِس نئی کُمک میں اور پرانے نانوتا جراثیم سے متاثر افراد نے حکمت و تدبّر کو بالائے طاق رکھ کر بندوق کے زور پر افغانستان میں اسلامی احکامات نافذ کرنے چاہے جس بنا پر امریکہ اور عالمی طاقتوں کے ہاتھوں ایک مُہرہ لگا اور اُنہوں نے اِسے دلیل بناکر امارتِ اسلامیہ افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔
ملّا عمر اور دیگر رہنماؤں سمیت سادہ لوح خالص اسلامی مزاج اور افغان مدارس سے تعلیم حاصل کرنے والوں نے نانوتائی ایمان کُش جراثیم سے متاثرین کا حال نہ جانا، اُنہیں خالص اسلامی جہاد والا سمجھا اور اہم ذمہ داریاں سونپ کر اپنے لئے عالمی برادری میں مشکلات کھڑے کئے۔
مصنف کے اِس بات کی تصدیق امریکہ وزیرِ خارجہ مِس ہیلری کلنٹن کے اُس بیان سے بھی ہوتی ہے جس میں وہ کہہ رہی ہے کہ دہشت گردی کو پروموٹ کرنے کے لئے ہم نے وہابی مدارس کو فنڈز فراہم کئے اُنہیں دہشت گردی کی تربیت بھی دی۔ مِس ہیلری کلنٹن کا یہ بیان یوٹیوب پر موجود ہے۔
مصنف لکھتا ہے جب 2002 میں پشاور میں اسٹوڈنٹس اور افغانستا ن کی صورتحال کے متعلق حکومت اور سیکورٹی اداروں کے زیرِ کمان علماء کی میٹنگ بلائی گئی تو میں نے اپنی کانوں سے سنا، آنکھوں سے دیکھا کہ وہ پاکستانی مذہبی رہنماء جنھوں نے 2000 اور 2001 میں جھاد کے نام لوگوں سے فنڈ لئے، مدارس کے طلباء کو افغان امریکہ لڑائی میں بھیجا اب وہی لوگ امارتِ اسلامیہ اور اسٹوڈنٹس سے بیزاری کا اظھار کررہے تھے۔

راقم کا تبصرہ

نانوتا اور دہلوی جراثیموں کی افزائش خاص اسلامی عقائد و اعمال بگاڑنے اور اسلام کو بدنام کرنے کے لئے کی گئی۔

ملّا عمر اور دیگر رہنماؤں کی چاہت امارتِ اسلامیہ کا عروج تھی اور ہے بشرطیکہ کہ نانوتا کی نحوست و پھٹکار سے اسٹوڈنٹس محفوظ رہیں تو عروج ممکن ہے

بلوچ عورت

ابھی میں پیدا بھی نہیں ہوئی تھی کہ نانی اماں نے کہہ دیا! میں اپنی ہونیوالی پہلی نواسی کو اپنے فلاں پوتے سے منسوب کر دیتی ہوں۔۔

دنیا میں آنے سے پہلے ہی بلوچی رسم کے مطابق میرا رشتہ طے کیا گیا۔ میرے دادا اپنے بیٹے یعنی میرے ابو کے لئے جب رشتہ مانگنے نانا ابو کے گھر آئے تو بلوچی رواج کے مطابق نانا ابو نے کہہ دیا "یکءِ ظاہر سنگءِ ایں دو لاف "۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مطلب اپنی بیٹی کا رشتہ تب دوں گا جب آپ بدلے میں اپنی بیٹی میرے بیٹے کے لئے دو گے اور میری بیٹی کے ہاں پیدا ہونے والی پہلی دونوں بیٹیاں بھی ہماری ہیں ہم جہاں چاہیں گے اُن کے رشتے طے کریں گے۔

میرے پیدا ہونے تک ایک نئی رسم بھی شروع ہو چکی تھی۔ یعنی بیٹی سے شادی کے عوض لڑکے والوں سے ٹھیک ٹھاک رقم لینے کا رسم۔۔۔۔۔

پڑھ لکھ کر جب بڑی ہوئی تو پتا چلا کہ شادی کے بارے میں میرا اختیار مجھ سے میرے پیدا ہونے سے پہلے ہی چھین لیا گیا۔

اماں جی نے ٹھیک ٹھاک مزاحمت کی۔ اماں جی نے کہہ دیا تھا" میں اپنی بیٹی پر کسی کی مرضی نہیں چلنے دوں گی۔ جہاں اچھا خاندان، سلجھا ہوا لڑکا ملے گا میں اپنی بیٹی کی شادی وہاں کراؤں گی"

اماں تو میری طرح نازک جان عورت تھی وہ ظالم سامراج سے کب تک لڑتی بالآخر پیڑوں ،میڑوں کے فیصلوں کے آگے ہم لوگ پسپا ہو گئے۔

نانا ابو تو کب کے انتقال کر گئے ، داد جان بھی اِس دنیا میں نہیں رہے ۔ دونوں کے انتقال سے ساتھ میں شرم و حیا، ننگ و ناموس کی حفاظت بھی آنجہانی ہو گئے۔

خاندان کے ہر تقریب میں ماموں جان اپنی مونچھوں کو تاؤ دے کرامی سے کہتے ہیں "وسی حق روش ٹک غوگراں" ۔۔۔۔۔۔۔ ماموں جان کی دھمکیوں سے لگتا ہی نہیں تھا کہ میری اماں اُنکی بہن ہے۔

لوگ تو اپنے بہنوں کا سہارا بنتے ہیں ، بھانجیوں پر جان چھڑکتے ہیں پر یہاں معاملہ الٹا تھا ۔ ماموں جان کے رویے سے ایسے لگتا تھا جیسے ہم شودر ذات ہیں اور ماموں والے برہمن کہ ہندو برہمن ذات سے تعلق رکھنے والے شودر ذات کو ہیچ سمجھتے ہیں، اُن سے نفرت رکھتے ہیں۔

کہنے کو تو ہم مسلمان تھے ۔ کچہریوں میں جب پگ دار لوگ بیٹھتے تھے تو قرآنِ کریم پر فیصلے کرتے تھے ۔ پیڑ ، میڑ مسلمان ضرور تھے پر اُن میں مسلمانیت نہیں تھی۔

میں پوچھتی ہوں اُن میروں سے ، پگ داروں سے جو لوگوں کے فیصلے کرتے ہیں اور کہتے ہیں عورت سَت قرآن برابر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا میں اس لئے پیدا ہوئی کہ مجھ پر زبردستی کی جائے، جس کے ساتھ میرا ذہن ہی نہیں ملتا میرے پیدا ہونے سے پہلے ہی مجھے اُس سے منسوب کیا گیا کیا یہ انصاف ہے ۔۔۔۔۔ کیا میں اس لئے پیدا ہوئی کہ شادی کے نام پر مجھے بیچ کھایا جائے۔

جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہو اُس نبی کی شریعت نے مجھے اختیار دیا ہے کہ شادی سے پہلے میری رضامندی معلوم کی جائے۔

اُس نبی کی شریعت کا حکم ہے کہ جہاں میری شادی طے کی جائے اُن سے کسی بھی قسم کا پیسا اپنے لئے نہ لیا جائے۔

مونچھوں کو تاؤ دے کر خود کو میڑ کہلوانے والو! مجھے انصاف چاہیئے ۔ کچہریوں میں بلوچی رواج کہہ کر شادی

کے نام پر مجھے مت بیچ کھائیے۔کمزور سمجھ کر مسل نہ دیجئے۔اُس خدا سے ڈریئے جسکی لاٹھی بے آواز ہے ۔جاھل جن کو صحیح سے کلمہ پڑھنا بھی نہیں آتا مجھے ایسے ظالم کے ساتھ منسوب کر کے میری زندگی کا چراغ گل مت کرائیے۔مجھے انصاف دیجئے،مجھے انصاف دیجئے۔

مسجد کے مولوی صاحب،مدرسے کے مہتمم صاحب،دربار کے پِیرؒ صاحب آپ بھی کچھ مت کہئے ۔سماج کے اندر پنپتی بدعات،لوگوں کو جھالت کی تاریکیوں میں ڈوبتا دیکھ کر آپ لوگ چُپ کا روزہ مت توڑئیے۔معمولی باتوں پر خاندانوں،برادریوں کو لڑتے،کٹتے،مرتے دیکھ کر اپنی آنکھیں خوب موند لیجئے ۔صدقے کی روٹیاں توڑ کر،لسی پی کر سو جائیے اور مصلا بچھا کر خوب ماتھے رگڑئیے شاید خداوند کریم جنت کا دروازہ کھول دے۔۔

تحفظِ ناموسِ رسالت

مَسْلَکُ الاِعْتدالِ بینَ الاِفْراطِ والتفریطِ

عنوان۔۔۔۔تحفظِ ناموسِ رسالت کے شرعی تقاضے

اسلام وہ کامل دین ہے جو اپنے ماننے والوں کو ہر زمانہ،ہر حالت میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔۔ اسلام کے مُسلّمہ اصول بے جا جذباتیت،بے اعتدالیت سے پاک ہیں۔محض حقائق پر مبنی ہیں۔یہ الگ بات ہے کہ کوئی شخص اپنے بے جا جذبات کو اسلام کا رنگ دے اور لوگوں کو اپنا ہم آواز بنانے کے لئے محراب و منبر،اشاعت کتب کا سہارا لے کر اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرے۔۔۔

پاک و ہند کے معاشرہ کو تحقیق دشمن معاشرہ کہا جائے تو یہ جھوٹ نہیں ہوگا۔یہاں کے لوگ محقق و مُدَبّرؒ علمائے دین کو ذہنی،مالی،جانی اعتبار سے اتنا پریشرائز کرتے ہیں کہ بندہ سوچنے پر مجبور ہو جائے کہ میں نے تحقیق میں سر کھپا کر بہت غلط کیا دو چار جذباتی باتیں یاد کر کے اِنہیں سناتا اور پوری زندگی انہی کے توّوں پر روٹیاں سیک کر گزارا کرتا تو بہت اچھا تھا۔۔۔۔

آمدم برسرِ مطلب۔

معاملہ حفاظت دین کا ہو یا خاص الخاص ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمارے منبر کے خطیبوں کے نزدیک اِس کا ایک حل ہے "جہاد بالسیف "یعنی اسلحہ لو اور ٹوٹ پڑو۔۔۔۔۔خدا ایسے خطیبوں کو ہدایت دے

ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا سلطنتِ اسلامیہ پر حملہ کرنے والے ممالک یا اشخاص، یا صلیبی ویہودی تنظیمات پر مسلحہ ہو کر حملہ کرنے کی شرطِ اوّل یہ ہے کہ دنیا کے کسی خطے میں اسلامی حکومت کا وجود ہو اور مجاہدین اسی حکومت کے زیرِ کمان رہ کر جنگ کر رہے ہوں۔۔۔۔۔علامہ پیر محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ بخاری شریف جلد اول کتاب الجھاد صفحہ نمبر 398 کی حدیث "اِنّما الاِمامُ جُنۃ یقاتل من ورائہ ویُتّقٰی بہ" سے اخذ کیا۔۔۔۔

اگر اسلامی حکومت قائم نہ ہو تو عوام پر واجب نہیں ہے کہ وہ خود سے اسلحہ اٹھا کر حملہ آور ہوں۔

منبر کے خطیب قرآن کریم میں غور وفکر نیز سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے موتیاں چننے کے علاوہ باقی سب کام کرتے ہیں۔

منبر کے خطیب عوام کالانعام کے سامنے جذباتی باتیں کر کے خود کو مجاھد فی سبیل اللہ سمجھنے کی بجائے اگر محقّقین علمائے اہل سنت کی کتابیں پڑھیں تب بھی درست ہے۔۔۔۔۔

"وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التھلکۃِ "اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو" کے تحت علمائے کرام نے لکھا ہے کہ دشمن کی طاقت کا پیشگی اندازہ لگائے بغیر کسی بھی قسم کا حملہ کر دینا جائز نہیں ہے۔

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکمل اِس بات کی عکاس ہے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بھی کسی کافر سے مقابلہ کا ارادہ کیا یا دفاعی اقدام فرمایا تو سب سے پہلے دشمن کی طاقت کا اندازہ لگایا اس کے بعد اگلا لائحہ عمل اپنایا۔۔

منبر کے خطیب جس کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا واقعہ سنا کر عوام کو اکساتے ہیں کہ گستاخ رسول

جہاں ملے اسے قتل کرو۔

اگر وہ لوگ اِس قتل کا پورا واقعہ سیرت کی کسی کتاب سے پڑھ لیتے تو کبھی ایسی بچکانہ بات کر کے نوجوانوں کی زندگیاں برباد کرنے کا سبب نہ بنتے۔

کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا حکم سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا نیز محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ جن تین صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اپنے ساتھ منتخب کیا سب سے پہلے انہوں نے کعب بن اشرف سے دوستی گانٹھ لی پھر کئی ایک بار اُن سے اناج لیا، اسلحہ لیا مکمل اسے اپنے رنگ میں اتار کر پھر اُس کا کام تمام کیا۔۔۔۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ریاستِ مدینہ کے سربراہ تھے۔آپ کے حکم پر یہودی قتل ہوا۔اور یہودی کو قتل کرنے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے مکمل حکمتِ عملی سے کام لیا نیز اگر صحابہ کرام پر کوئی افتادِ اِس اقدام کے وقت آتی تو اُن کی حفاظت کے لئے پوری اسلامی ریاست حرکت میں آتی۔۔۔۔۔منبر کے خطیبوں کو اِن تمام مقاصد سے کوئی غرض نہیں۔۔۔۔۔سچ کہا کسی شاعر نے

اِذا کان الغرابُ دلیلَ قومٍ

سیہدیھم الی دارالھالکین

کو اجب کسی قوم کا رہنما بن جائے تو انہیں ہلاک کر کے ہی دم لیتا ہے۔

بغیر سوچے سمجھے، شرعی احکامات کے فلسفے کو سمجھے بغیر عوام کے جذبات کو اکسا کر انہیں مشتعل کرنے والو،،،،، نوجوانوں کے جذبات کو استعمال کر کے انہیں شہید کرا دینے والے خطیبو! """""" خدا کا خوف کرو، جوشیلی باتیں کر کے خود کو بچا کر دوسروں کے گود و سہاگ مت اجڑوائیے۔۔۔۔

پہلے اسلامی حکومت قائم کیجئے و پھر اُس کے زیر کمان رہ کر گستاخوں سے بدلے لیجئے۔۔۔۔

عالِمُ مُرید

عالمِ مُرید اپنے پیر صاحب کو عید کی مبارکبادی دیتے ہوئے عرض گزار ہوئے حضور بندہ نواز!

تجارتی شہر مکمل طور پر تباہی کے دہانے ہے۔Law and Orderکی صورتحال بھی خراب ہے۔
شہر کی تاجر برادری جو پورے ملک کے مساجد، مدارس، فلاحی اداروں کے بجٹ اپنے ڈونیشن سے پوری کرتی ہے۔وہ بھی سخت گھبراہٹ میں ہیں۔
ادارے کرپشن کی نظر ہو چکے ہیں، ٹھیکیداروں کی بے ایمانی کی وجہ شہر کی سڑکیں کھنڈر بن چکی ہیں، عوام سخت اذیت میں مبتلا ہیں۔
فقہِ اسلامی کے مطابق تمام مسائل کی جڑ نااہلِ گورنمنٹیں ہیں۔اگر گورنمنٹ صحیح ہو تو تو مسائل نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔
جمعہ شریف قریب ہے، شہر کی جامع مسجد کی امامت وخطابت کی ذمہ داری میری ہے، نیٹ کے ذریعے پورا ملک میری اِس اہم تقریر کو سن سکتا ہے
میں چاہتا ہوں عوام کو آگاہی دوں کہ جن لوگوں نے ملک تباہ کیا، سودی قرضوں میں ملک کو جکڑا، شہروں کے انفرااسٹرکچر کو جنھوں نے تباہ کیا، عوام اُنھیں دوبارہ ووٹ مت دیں۔
امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتاوٰی رضویہ شریف جلد 14 صفحہ 150 پر تحریر فرمایا ہے "شرعی احکام اہلِ اسلام پر ظاہر فرمانا اور اُن کو ذیاب فی ثیاب کے شر سے بچا کر راہِ حق کی طرف بلانا، سُنّی عالم کا جلیل فرضِ مذہبی و کارِ منصبی و بجاآوریٔ حکمِ خداونبی ہے"
آپ دعا فرمائیے حق تعالیٰ مجھے "اُدْعُ اِلٰی سبیلِ ربّك بالحكمة والموعظة الحسنة" پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، حق کو میری زبان پر جاری فرماکر عوامِ مسلمین کے لئے ہدایت کا سامان بنائے۔
اِس سے قبل کہ پیر صاحب دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائیں پیر صاحب کی دائیں آنکھ پھڑک اٹھی یعنی اُن کا خلیفہ خاص بول پڑا۔ حضور! ایسا مت کیجئے، تیرا یہ مرید مجھے بھٹکا ہوا لگتا ہے، اِسکی باتوں میں مت آئیے یہ جتنے بھی سیاسی لوگ ہیں ایک فون کال پر ہمارے ہزار کام کر دیتے ہیں۔یہ ہمارا کام ہی نہیں ہے اس لئے آپ دعا مت فرمائیے۔

خلیفہ خاص کی باتیں سن کر عَالِم مرید پیر صاحب کے قدموں میں بیٹھ کر عرض کرنے لگے۔ حضور! خلیفہ خاص کی تفھیم فرمائیے، اِنہیں بتائیے کہ سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ اظھار الحق الجلی میں در مختار کے حوالہ سے فرماتے ہیں "علماء پر واجب ہے کہ بادشاہ کو نصیحت کریں کہ وہ حکم نہ کرے جسے ہم نہ مانیں تو تیرا غضب ہو اور مانیں تو خدا کا غضب ہو"

سرکار خلیفہ خاص اگرچہ بڑا ہے در مختار میں یہ مسئلہ طاعۃ الام واجبۃ کے تحت ذکر ہوا۔ ہم اپنے امام کی پیروی کرتے ہوئے خلیفہ خاص کو بھائی بندی میں یہ نصیحت کئے دیتے ہیں جناب ہم پر ایسے قانون مت لاگو کیجئے جنہیں ہم نہ مانیں تو جماعت کے نزدیک مورد الزام ٹھہریں اور مانیں تو خدا و رسول کے نافرمان کہلائیں۔

سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فهل افسد الدين الا الملوك
واهبار سوء و رهبانها

لوگوں کا دین برے بادشاہوں، علمائے سوء و پیرانِ باطل پرست نے ہی بگاڑا۔

خون کی بُو

عنوان: کراچی والوں کی آواز

ڈیڑھ صدی پہلے جب بٹوارہ (Partition) ہوا تو ہمارے گاؤں والے بھی پریشان ہو گئے تھے کہ اب کیا ہو گا۔ بھارت کی راجدھانی (Capital city) دِلّی کے قریبی گاؤں سے ہمارا تعلق تھا۔ چند ہی دنوں میں ہندو بنیوں کی طرف سے ہمیں نوٹس ملا کہ گاؤں خالی کر دیجئے ورنہ بھیانک انجام کے لئے تیار رہئے۔

گاؤں کے مکھیا (Head of village) کے مشورے (Advise) سے لوگ صرف تن کے

کپڑے اور سر بچاکر راتوں رات نکل پڑے۔ آشیانے کا پتا ہی نہیں تھا کہ کہاں جائیں گے۔
آزادی ملنے پر ہر کوئی خوش ہوتا ہے اے میرے ربّا! یہ کیسی آزادی تھی کہ پنچھی کو اپنا آشیانہ ہی چھوڑنا پڑ رہا ہے۔
راستے میں ہر جگہ بلوائیوں (Terrorist) کے ناکے لگے ہوئے تھے۔ دن کے اجالے میں ہم لوگ چھپ جاتے جب رات کا اندھیرا چھا جاتا تو چل پڑتے۔ سفر کی صعوبتیں ناقابلِ برداشت تھیں مستورات (Ladies) اور بچے (Kids) بھی بے حال ہو گئے تھے۔
میلوں پیدل چلنے کی وجہ سے پاؤں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ ایک دن اچانک دوپہر کو بلوائیوں کے ایک قافلے نے ہم پر دھاوا بول دیا۔ تھکے ماندے، بے سروساماں مسافر ظالم ناختنہ شدہ بنیوں سے کیا لڑتے، لمحہ بھر میں ہندو بنیوں نے ہمارے مسلمان بھائیوں کو تہ تیغ کر دیا مستورات اور بچوں کو اٹھا کر لے گئے پورے گاؤں میں صرف میں ہی وہ بدنصیب تھا جو بچ گیا۔ سر کی آنکھوں سے نوجوان کے تڑپتے لاشے اور مستورات (عورتوں) کی لٹتی عزتیں دیکھیں۔
حالات کے مارے اُن کئی لوگوں میں سے ایک میں بھی تھا جو پاکستان پہنچا۔ میری عمر اُس وقت کم وبیش 14 سال تھی۔ پاکستان آنے کے بعد کئی مہینوں تک سرکاری کیمپ میں رہا۔ بھارت سے لٹے پٹے قافلے آتے رہے۔ زندگی کے 10 سال تو روتے ہوئے گزرے۔ لڑکپن سے جوانی کی دہلیز میں قدم رکھنے کے بعد کراچی چلا آیا۔
لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں کو تیار مال ملا تھا۔ خدا گواہ ہے کہ جب ہم پاکستان پہنچے تو راجہ داہر کی ناجائز اولاد سرکاری اراضیوں پر پہلے ہی قبضہ کر چکی تھی۔ ہم نے محنت کر کے ہی اپنے گھر بسائے۔ کراچی کا صدر بازار، ملیر کی لیاقت مارکیٹ، لانڈھی کی ریلوے اسٹیشن ہمارے محنت سے گرے پسینے کی گواہ ہے۔
زندگی گزر گئی، شادی کی، بچے ہوئے، جوڑ جوڑ کر کچھ پیسے بچاتا گیا۔
میرا کراچی ایوب خان کے ون یونٹ والے زمانے میں بھی کسی کا محتاج نہیں تھا، بھٹو صاحب کے روٹی،

کپڑا اور مکان کے نعرے سے بھی بے پراوہ تھا، ضیاء کے اسلامائزیشن کے دور میں بھی اپنی مثال آپ تھا۔۔۔ہاں ضیاء کے دور میں کراچی کے سپوتوں کے پُتلے جلائے گئے، سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نورانی میاں کے خلاف ریلیاں نکالی گئیں، نوارنی میاں کی تحریک جمعیت علمائے اسلام اور شاہ تراب الحق کی جماعت جماعتِ اھل سنت کا ووٹ بینک توڑنے کے لئے ضیاء کے دور میں لسانی فسادات کے ذریعے بھائی لوگوں کی جماعت بنائی گئی۔

میرا کراچی آہستہ آہستہ مذہبی ولسانی فسادات کا مرکز بنتا گیا۔ رائیونڈیوں کو بڑے بڑے مراکز ضیاء کے دور میں ہی الاٹ کئے گئے تھے جس کی وجہ سے اھل سنت وجماعت کے کئی مساجد پر قبضے ہوئے۔

پاٹیشن کے وقت ناختنہ شدہ ہندوں بنیوں نے ہمارے عزیزوں کے کو ذبح کیا۔ پارٹیشن کے بعد ضیاء دور سے آگ کی خون کی ہولی کھیلنے کا سلسلہ شروع ہوا۔

جن بچوں کو پال پونس کر بڑا کیا، زندگی کے ارمان تھے کہ عمر بھر قریبی رشتے داروں میں سے کسی سے اُنسیت نہیں پائی اس لئے کہ پارٹیشن کے وقت گاؤں کا گاؤں شہید ہوا، اپنے بچوں، اُن کے بچوں یعنی پوتے پوتیوں سے ہنس کھیل کر ماضی کے بیٹے ایّام کا مداوا کروں گا لیکن ضیاء کے دور سے آگ وخون کی ہولی نے کبھی پٹھان مہاجر فسادات کی صورت میں زخم دیئے، کبھی سندھی، مہاجر فسادات کی وجہ سے لاشوں کو کندھا دینا پڑا تو کبھی سپاہِ صحابہ اور سُنّی تحریک کی لڑائی میں ہم جیسے قسمت کے مارے کام آئے۔

لاشیں گرتی رہیں ہم کندھوں پر اٹھاتے رہے پھر بے انصاف کا دور آیا ہم خوش تھے کہ اب حالات بدلیں گے لیکن یہ تو پہلے والوں سے بھی بدتر نکلا۔ زندگی کی جمع پونجیاں لگاکر جن مکانات کا ہم نے آشیانہ بنایا۔ بڑھاپے کی دہلیز میں قدم رکھتے ہی اب آشیانے بھی ہم سے چھینے جارہے ہیں۔ ہندو بنیوں نے جب ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری مستورات (عورتوں) کی بے حرمتی کی تب بھی دکھ ہوا تھا، مارے غیرت کے ہم دانتے پیستے رہ گئے لیکن اب کلمہ گو حکمران ہمارے آشیانے گراکر عورتوں کو بے حرمت کررہے ہیں یہ زخم پر نمک چھڑکنے جیسا نہیں ہے۔

مولوی صاحب آپ سے بھی پوچھا جائے گا کیونکہ سیاسی، عدالتی، فلمی، کھیل کی دنیا سے ریٹائر لوگوں کو آپ بھی اپنی جماعت میں رکھتے ہیں،اِن افراد کے ذریعے اپنے مسلک کو مضبوط کرتے ہیں لیکن اِن کی بے انصافیوں، ظلم وزیادتیوں پر آپ اُف تک نہیں کہتے فَالَی اللہِ الْمُشْتَکیٰ۔

ہمارا جرم یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ مقاصد شرع تو پانچ ہیں اور مولوی صاحب آپ حاملِ شریعت کہلاتے ہیں۔ اسلام کے نام پر بنے اِس ملک میں ایمان محفوظ ہے نہ جان، مال محفوظ ہے نہ عزت ۔۔۔۔مجھے بتائیے ہمارے گلی محلوں سے خون کی بُو کب ختم ہوگی۔کب میرا کراچی نکھرا ستھرا پُرامن شہر بنے گا۔کچھ آپ ہی ہمت کیجئے شاید بخت یاوری کرے۔

امام مسجد

پنجاب کے ایک دور دراز گاؤں سے میں صرف کراچی پڑھنے کے لئے چلا تھا۔سنا تھا بڑا شہر ہے ،بڑے مدرسے ہیں بڑے اساتذہ ہیں پڑھ لکھ کر اچھا مسلمان بنوں گا، علم و عمل کا پیکر بن کر دین کی خدمت کروں گا۔

ابھی درسِ نظامی (عالِم کورس) کے ابتدائی درجات تھے کہ ایک ٹیوشن پڑھانے کو مل گئی۔ٹیوشن کیا ملی میری تو چاندی ہوگئی۔کچی لسی کے ساتھ نوالہ تر کر کے حلق میں اتارنے والے کو اگر کراچی جیسے شہر کے پوش ایریا میں ٹیوشن یا ٹیوشنز مل جائیں اُس کی تو سمجھو چاندی ہوگئی۔

میرے گاؤں اور اڑوس پڑوس کے شہروں کے کئ سینئیر ز بھی اُس مدرسے میں پڑھ رہے تھے۔اُن کی مہربانیوں سے ایک جگہ امامت کی ترکیب بھی بن گئ۔

منصبِ امامت کیا ہے، اسلام میں مسجد کی کیا اہمیت ہے، مسجد کے ذریعے معاشرے کو کیسے سدھارا جاسکتا ہے اِس بارے میں مجھے تب بھی پتا نہیں تھا آج بھی کُچھ پتا نہیں ہے حالانکہ امام بنے ہوئے مجھے 14 سال ہوگئے ہیں۔۔۔۔۔بس سینئرز نے ایک بات سکھائ تھی مسجد کمیٹی سے بنا کر رکھو۔

کمیٹی سے بناکر رکھنے کی کئ صورتیں ہیں بعض صورتیں جائزاور اکثرناجائزو حرام ہیں۔کمیٹی اراکین کتنے ہی اجھل ترین کیوں نہ ہوں مجھے اُنہیں ڈیل کرنااور اُن سے کام نکلوانا آتا ہے۔

مسجد کے جنرل سیکرٹری اور خزانچی سے تو ایسی پکی دوستی ہے کہ اگر محلے میں میرے کرپشن کے متعلق، میری بداخلاقی کے متعلق کوئی نمازی چوں وچرا کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے تو۔ یہ دونوں مُرِید اُسے ایسے چپ کروادیتے ہیں گویا چوں وچرا کرنے والے سانپ سونگھ گیا ہو۔۔۔۔

مسجد کی تعمیرات کا کام پچھلے 12 سال سے جاری ہے ۔تعمیرات کی تمام اِنْ پُٹ، آؤٹ پُٹ ایکٹیوٹیز میں نے اپنے ہاتھ میں لے رکھی ہیں۔ جیسے ہی تعمیرات کا کام شروع ہواساتھ ساتھ میں نے شہرِکراچی اور گاؤں میں اپنے پلاٹس لینے بھی شروع کئے آج میرے تین ذاتی پلاٹس صرف شہرِکراچی میں ہیں۔

میں ہر کام میں مسجد کے جنرل سیکرٹری اور خزانچی کو اعتماد میں لیتا ہوں۔ حدودِ مسجد سے باہر کی ایکٹیوٹیز میں جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنا، جھوٹ بولنا، تو تکار وغیرہ یہ میرا معمول ہے، جنرل سیکرٹری اور خزانچی اِس بات سے واقف ہیں لیکن مجال ہے کہ کچھ بولیں۔

میں نے روپیہ کمانے کی ابتداء ٹیوشن سے کی۔ آج میرے پاس صرف امامت کا منصب ہے بظاہر میری سیلری 25+ ہے لیکن میں تین گھروں کا خرچہ چلارہا ہوں۔

میری رہائش جس گھر میں ہے وہ ٹائیل ماربل سے بناہواکسی لیگژری اپارٹمنٹ کی فلیٹ سے کم نہیں ہے ۔گھر میں دو اے سی لگے ہیں۔ گھر کا ایک پورا کمرہ راشن کے بوروں سے بھرا ہوا ہے ۔ یہ راشن کے بورے کہاں سے آئے اس کی ایک الگ کہانی ہے۔

مہنگے ترین چار موبائیلز گھر میں موجود ایک میرا دو بیٹیوں کے اور ایک وائف کا۔۔۔۔۔وائے فائے کی بھی سہولت ہے (وائے فائے کا خرچہ مسجد کے فنڈ سے ادا کیا جاتا ہے) بچوں کو وقتاً فوقتاً زنگر برگر یا پزا کی خواہش تو صرف آرڈر کی دیر ہے ڈلیوری گھر کے دروازے پر موجود ہوتی ہے۔

میری علمی پوزیشن اتنی بہترین ہے کہ جب نماز میں تکبیرِ تحریمہ کہتا ہوں تو مسجد بھر جاتی ہے اس سے پہلے کوئی بھی ذی ہوش شخص میری تقریر سننا گوارا نہیں کرتا۔۔۔

میں نہ مکمل عالم ہوں نہ مفتی ۔۔۔۔۔البتہ میرے نام کے ساتھ یہ سابقے لاحقے ضرور لگتے ہیں ۔بہترین زندگی، عوام کے خون پسینے کی گاڑھی کمائی سے مستفید ہو کر میں سمجھتا ہوں کہ میں دین کی بہترین خدمت کر رہا ہوں۔

مہنگائی بڑھے یا زلزلہ آئے، طوفان ہو یا آندھی مجھے کوئی پرواہ نہیں بلکہ یہ مواقع میرے لئے گویا 27 رمضان ہیں۔ منبر و محراب سے تعلق رکھنے والے بڑے بڑے بھی ایسے مواقع پر کہہ اٹھتے ہیں "اِس ہوشربا مہنگائی میں اپنی مسجد کے امام صاحب کا خیال رکھئے"

میرے حق میں کراچی کے منبر و محراب سے اٹھنے والی یہ آواز "اِس ہوشربا مہنگائی میں اپنی مسجد کے امام صاحب کا خیال رکھئے" بلوچستان، خیبر پختونخوا، انٹیریئر سندھ کے آئمہ مساجد کے حق میں نقار خانہ میں طوطی کی مثل ہے۔۔۔۔۔۔۔۔وہاں کے امام کو نکاح پڑھانے پر ملتے ہیں 1500 مجھے ملتے ہیں 15000 ۔۔۔۔۔میری (کراچی اکثر آئمہ کی) سیلریاں 25+ اور اُن کی سیلریاں 10 ۔۔۔۔۔۔پھر بھی ھل من مزید۔۔۔۔گویا ہمارا نعرہ ہے شکمِ فقیراں تغارِ خدا ہر چہ آید فنا در فنا۔۔۔۔

اسے کہتے ہیں مذھبی بیورو کریسی (افسر شاہی)۔۔۔۔۔۔میرے جیسوں کے لئے یہ ڈیپارٹمنٹ اردو کے محاورہ "ہینگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا آئے" کی مثل ہے۔

قارئینِ محترم! شاید آپ کو لگے میں افسانہ سنا رہا ہوں۔ یہ افسانہ نہیں حقیقت ہے۔۔۔(البتہ میں اِس حقیقت کا مصداق نہیں ہوں الحمدللہ)

ایک سوال چھوڑے جا رہا ہوں کل صبح آپ جس امام کے پیچھے نماز پڑھیں اُس سے صرف اتنا پوچھئے کہ محکماتِ قرآن اور محکماتِ دین کیا ہیں اِن سے کیا مراد ہے۔۔۔۔۔

اگر وہ کہے کسی عالم دین سے پوچھیئے تو آپ کہہ دیجئے جب آپ کو محکماتِ قرآن و محکماتِ دین ہی نہیں معلوم

توپھر آپ ہمارے مذھبی رہنما(امام مسجد) کیسے بن گئے۔۔۔۔

الیاس قادری

سال 2011 درجہ ثانیہ۔۔۔۔۔جامعات المدینہ کے فارغ التحصیل مدنی علمائے کرام کی دستار بندی کا سلسلہ تھا۔اُس وقت دستار بندی اجتماع ربیع الثانی میں منعقد ہوا کرتا تھا اور وہ بھی صرف عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ کراچی میں۔۔۔۔۔

پورے پاکستان سے جامعات المدینہ سے وابستہ علمائے کرام،طلبائے کرام کراچی حاضر ہوتے تھے ہم لوگ بھی بلوچستان سے تین دن کے لئے کراچی آتے تھے۔

دستار بندی اجتماع کا دوسرا دن تھا۔آف ایئر مدنی مذاکرے کا سلسلہ تھا۔آف ایئر مدنی مذاکروں کا بھی اپنا ایک مزہ ہے کسی سوال کے جواب کے سلسلے میں امیر اھل سنت نے ضمناً ارشاد فرمایا کہ اہلِ علم میں سے کسی نے ایک پروگرام میں کہہ دیا کہ الیاس قادری عنقریب نبوت کو دعویٰ کردے گا ۔۔۔۔معاذاللہ

آپ نے یہ فرمایا بات مجھ تک بھی پہنچ گئی۔سن کر سخت صدمہ پہنچا۔کسی قسم کی دل آزاری پر اتنا دل نہیں دکھا جتنا یہ خبرِ جانکاہ سن کر دل آزاری ہوئی۔۔۔۔۔۔

چندماہ بعد اُسی مقرر سے میری ملاقات ہوگئی۔میں نے پوچھا آپ نے میرے بارے میں ایسا ایسا کہا ہے ۔یہ سنکر وہ مقرر اِدھر اُدھر کی باتیں ہانکنے لگا۔اپنی غلطی ماننے کی بجائے جان چھڑاتے کہا وہ تو فلاں شخص نے ایک نجی محفل میں کہہ دیا تھا میں نے حکایتاً عوامی جلسہ میں کہہ دیا۔۔

بات مکمل کرنے کے بعد آپ نے فرمایا! میں نے اُس مُقَرِّر کو کہا کہ اللہ پاک کی خفیہ تدبیر میرے بارے میں کیا ہے میں نہیں جانتا پر اتنا ضرور ہے کہ معاذاللہ اگر میں نے ایسا دعویٰ کر بھی دیا تو میرے آس پاس کے لوگ ہی مجھے ٹھکانے لگادیں گے تم لوگوں کو آنے کی ضرورت نہیں پڑے گی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔اِس لئے کہ میں نے اپنے متعلقین کو عشقِ رسول کے جام بھر بھر کر پلا دیئے ہیں۔۔۔۔

پیر بھائیوں سے ایک گزارش

پیر پرستی، تحریک پرستی، شرک فی الرسالت جیسے الزامات لگانے والوں کو کمنٹس مت دیجئے۔ جو لوگ پیر صاحب کے متعلق اتنی بڑی گستاخی کی بدگمانی کر سکتے ہیں اُن کے نزدیک ہم کیا ہیں۔۔۔۔۔۔

بولنے والوں کو بولنے دیجئے۔ ویسے بھی بے حیا لوگوں کے متعلق نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان موجود ہے "اذالم تستحیی فاصنع ماشئت" جب تمھیں حیا نہ ہو تو جو چاہے کرو۔

ایک صاحب پچھلے ایک ہفتے سے بیّن میں مصروف ہے کہ پیر پرستوں نے مجھے گالیاں دیں، جہنم کی وعیدیں سنائیں۔۔۔ میں نے کمنٹس چیک کئے تو ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ کسی نے بھی اُسے اِس طرح کے کمنٹ نہیں دیئے۔

خاموشی سے اپنا کام کیجئے۔ کسی کو کمنٹس مت دیجئے چاہے اگلا بندہ کچھ بھی کہے۔۔۔۔

حَدیثِ دِل۔۔۔دل کی بات

موضوع: علم دین اور سوشل میڈیائی تتلیاں

فاضلینِ مدارس اور طلبائے علمِ دین کے لئے کتابوں کا مطالعہ آکسیجن کی حیثیت رکھتا ہے۔ بغیر آکسیجن زندہ رہنا محال ہے اِسی طرح بغیر مطالعہ علمی زندگی جینا بھی محال ہے۔

سوشل میڈیا کی دنیا میں تتلیوں کی کثرت ہے۔ مختلف رنگے برنگے Attractive ڈی پیز سجائے تتلیاں نوجوان سے خیالات کے تبادلوں میں مصروف ہیں۔۔۔۔

اَلجِنسُ یَمیل الی جنسہ کی مانند فاضلین اور طلبائے کرام مذہبی تتلیوں کے اکاؤنٹس کے آس پاس بکثرت منڈلاتے نظر آرہے ہیں۔۔۔۔

میرے بھائیو! تتلیاں کچے پھولوں کا بہت نقصان کرتی ہیں اور ہاتھ بھی نہیں آتی۔ لہذا اپنے قیمتی

اوقات تتلیوں کو دینے کی بجائے کتابوں کا دیا کریں ان شاء اللہ دل کی کلیاں علم و معرفت کی پانی سے کھِل اٹھیں گی۔

2019/11/1 کو موبائل کے تعلق سے ایک آرٹیکل لکھا تھا اِسے پڑھیئے اور تتلیاں پکڑنے کا خیال دل سے نکال دیجئے۔

5 سال کے طویل عرصہ کے بعد ربیع الاول کی چاندرات سے امامِ غزالی کو دوبارہ پڑھنا شروع کیا۔ غزالی سے دوری کی وجہ موبائل بن گئی تھی۔ قریبًا کوئی ساڑھے تین سال میں نے کسی بھی مُصنف کو نہیں پڑھا۔ دن رات فضولیات ولغویات میں گزرہے تھے۔ اسی بنا پر میرے طالبعلمی کے 2.5 سال ضائع ہوگئے۔۔ درجہ سادسہ کی دوسری شش ماہی سے تا دورۃ الحدیث میں سوائے کلاس میں حاضر رہنے کے اور کچھ بھی نہ کرسکا جس کا افسوس مجھے تادمِ زیست رہے گا۔۔۔ وہ طلباء جو موبائل یا دیگر فضولیات میں وقت ضائع کرتے ہیں یقین مانئے وہ بہت پچھتائینگے۔۔۔

آج سے کوئی ڈیڑھ سال پہلے دل عربِی کے اس مقولہ،،،،، کُلُّ شَئٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہ،،،، کی مِثل واپس کتابوں کی طرف لوٹا۔ تواللہ پاک کے کرم سے ہم نے بھی دل کھول کر پڑھنے میں سخاوت کردی۔

اِن ڈیڑھ سالوں میں دنیائے تدریس کے تاجدار استاذالعلماء علامہ عطاء محمد چشتی بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کی تصنیفات کو پڑھا۔۔ آپ کے مشہور تلِامذہ میں سعیدِ ملت علامہ غلام رسول سعیدی، اشرف العلماء فاتح مناظرہ جھنگ علامہ اشرف سیالوی، جامع المعقول والمنقول علامہ پیر محمد چشتی چترالی رحمھم اللہ علیھم اجمعین شامل ہیں۔۔۔اِن رَاسِخُ العِلْم وَالْعَمَل علماء کی تصنیفات نے عقل وفھم کو نئی جھتیں عطاکیں۔

چاندرات شروع ہونے سے کچھ گھنٹے پہلے سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطالعہ جب اختتام پزیر ہوا تو سوچا دوبارہ غزالی کو پڑھا جائے۔۔۔ تین دن سے امام غزالی کی آخری تصنیف میرے

ہاتھ میں ہے۔۔۔

ابھی صبح چائے پیتے ہوئے پڑھ ہی رہا کہ امام غزالی کی ایک بات نے دل کے تار ہِلا دیئے ۔ سوچا شئیر کروں۔۔۔۔وہ بات گویا کہ ایک سوال کا جواب بھی ہے۔۔۔

سوال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رب کریم کی بار گاہ میں حاضری سے محروم کون ؟؟؟؟..

امام غزالی لکھتے ہیں۔

اللہ پاک نے قرآن کریم سورۃ النور آیت نمبر30 میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے ایمان والوں کوارشاد فرمایا "قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ۔۔۔۔۔۔الی آخرہ

ترجمہ۔۔اے حبیب! اہلِ ایمان سے کہو کہ اپنی نظر جھکائے رکھیں۔۔

امام لکھتے ہیں کہ،،،،،، ضیغہ یَغُضُّوْا،،،، کے ذریعے اللہ پاک کا حکم بیان ہو رہا ہے ۔۔۔کہ اپنی نظر جھکاؤ۔۔۔۔۔توغلام پرلازم ہوجاتا ہے کہ آقا کے حکم کی تعمیل کرے اور اس کے بتائے ہوئے آداب کو بجالائے ورنہ بے ادبوں میں شمار ہو گا اور بے ادب غلام کو آقا کی مجلس میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں ملتی اور نہ وہ آقا کے سامنے آنے کے لائق ہوتا ہے۔

اللہ اکبر۔۔۔۔

رب کریم ہمیں قرآن مجید کے جملہ احکامات پر دل وجان سے عمل کی توفیق دے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

رشتے نہیں آتے

سب گھر والے پریشان تھے بانو کی شادی کی عمر نکلتی جا رہی تھی۔

ایسا نہیں تھا کہ بانو آپی کے لئے رشتے نہیں آتے تھے، رشتے تو بہت آتے تھے پر اماں جی کہتی تھی میری بانو کے نصیب ہی ایسے ہیں کوئی ڈھنگ کا رشتہ ہی نہیں ملتا کہ میں اپنی بچی کے ہاتھ پیلے کر دوں۔

رشتے ڈھنگ کے آتے تھے یا نہیں مجھے اِس بارے میں تو نہیں معلوم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر آخری بار جو رشتے آیا وہ دو بچوں کا باپ تھا اُن کی بیوی انتقال کر گئی تھی ۔ اپنا گھر، اچھی جاب اور آدمی کے ایج بھی زیادہ نہیں تھی ۔ بانو آپی کی ایج بھی 38 تھی ۔۔۔۔

وہ لوگ جب رشتہ دیکھ کر واپس گئے تو اماں جی رشتے والی آنٹی سے کہنے لگی میری بچی کنواری ہے میں اپنی بانو کی شادی دو بچوں کے باپ سے ہر گز نہیں کروں گی ۔

یہ افسانہ ہی سہی لیکن آپ کو ایسی بہت ساری بانوئیں ملیں گی جن کے ماں باپ روتے ہوں گے کہ بچی کا رشتہ نہیں مل رہا ۔۔۔ ایسی بہت ساری آپیز ہوں گی جو آفیسز اور کمپنیوں میں جاب تو کرتی ہوں گی لیکن عزت سے شادی کر کے گھر بیٹھ کر گھر کی ملکہ اور شوہر کے دل کی مالکن بننے کا نہیں سوچتی ہوں گی اللہ کریم ہر بہن، بیٹی کے نصیب اچھے ۔ میں کسی کا مذاق نہیں اڑا رہا پر بہت سارے لوگ اپنی بیٹیوں کے رشتوں میں خود ہی رکاوٹ ہیں ۔۔۔۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے تقدیر کا مالک اللہ ہے لیکن انسان بے اختیار نہیں ہے ۔ انسان جیسے اعمال کرے گا اپنے اعمال کے مطابق ہی نتیجہ پائے گا ۔ کوئی عورت رشتوں پر رشتے رجیکٹ کرتی جائے اور بولے کہ میرے نصیب بند ہیں ۔ اُسے میری طرف سمجھا دیجئے کہ آپ کے رشتے آپ کی وجہ سے بند ہیں ۔ اگر آپ کسی مناسب رشتے کو دل و جان سے قبول کریں گی تو ان شاء اللہ آپ کے نصیب بھی کھل جائیں گے ۔

دردِ دل کی فریاد

قبلہ ڈاکٹر صاحب

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے ۔

اللہ پاک آپ کو شاد و آباد رکھے ، اہلِ سنت وجماعت والوں پر آپ کا سایہ تا دیر خیر وعافیت کے

ساتھ سلامت رکھے، خوب خوب تعلیماتِ رضا کی چاردانگ عالَم میں ڈنکے بجانے کی توفیقِ رفیق مرحمت فرمائے۔آمین

اَللھمّ نَوِّرْ قلوبَنَا بِالْقُرْآنِ وَزَیِّنْ اخلاقَنَا بالقرآنِ۔

ڈاکٹر صاحب آپ کی ذات جماعت کے لئے سرمایہ ہے۔آپ اہلِ سنت وجماعت کے ثقہ علمائے کرام میں شمار کئے جاتے ہیں۔

آپ نے مسلکِ حقہ کی ترجمانی کا حق ادا کرتے ہوئے قربانیاں دیں،

سختیاں برداشت کیں، اپنوں کی طرف سے بھی آپ کو گھاؤ ملے، غیروں کی تیروں کا بھی آپ نشانہ بنے ہیں لیکن آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔

اللہ پاک آپ کے جملہ خدماتِ دینیہ قبول فرمائے، اللہ پاک کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ والا آپ سے راضی رہیں یہی ہماری دعا ہے۔

ڈاکٹر صاحب! عالمی اور ملکی حالات سے آپ بخوبی واقف ہیں۔

اندونِ ملک اور بیرونِ ملک اسلام کے خلاف اٹھنے والی شورشوں کے بارے میں بھی آپ جانتے ہیں کہ ایک طرف انڈین سپریم کورٹ میں 26 آیاتِ قرآنیہ کے خلاف پٹیشن دائر کی جارہی ہے تو دوسری طرف ہمارے ملک کی نیشنل اسمبلی میں وقف ایکٹ بل منظور کرکے مدارس، مساجد حکومتی تحویل میں لینے کا پلان کیا جارہا ہے یہ سب آپ بھی جانتے ہیں۔

تیسری طرف رمضان المبارک کی آمد سے پہلے پہلے کروناوائرس کا بہانہ کرکے مساجدِ ومقدّس مقامات بند کردینے کا سلسلہ بھی شروع کیا جاچکا ہے۔

چوتھی طرف سماجی خدمت کے نام پر وجود میں آنے والی این جی اوز معاشی طور پر تباہ حال عوام کو اپنے دامِ تزویر میں پھنسا کراُن کے ایمانوں کا سودا کررہی ہے۔

8 مارچ خواتین ڈے کے نام پر جو طوفانِ بدتمیزی مچائی گئی، اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے وطن میں

جو جو گستاخیاں سرعام کی گئیں وہ بھی آپ کو معلوم ہیں۔

کالجوں، یونیورسٹیوں میں تعلیم کے نام پر مسلم قوم کے نوجوانوں میں بے حیائی والحاد و زندیقیت کی جو بیج بوئی جارہی ہے اس گھمبیر صورتحال سے بھی آپ واقف ہیں۔

ٹی وی ڈراموں، کمرشل ایڈورٹائز منٹس نیز انٹرنیٹ کے ذریعے بے حیائی سے بھرپور شہوت ابھارنے والے شارٹ کلپس جس طرح ملکی ٹیلی کمیونیکیشن کی زیرِ سایہ چل رہی ہیں اور ہماری نوجوان نسل اِن فتنوں سے کس قدر متاثر ہوکر اخلاق باختہ بنتی جارہی ہے یہ بھی آپ کے علم میں ہے۔

ڈاکٹر صاحب! ان سارے فتنوں کے سیلاب کے آگے راسخ العلم والعمل علمائے کرام بند ہیں وہ اِن فتنوں کی سرکوبی کر کے عوام کے دین وایمان کے تحفظ کا سامان کرتے ہیں۔

راسخ العلم والعمل عالمِ دین دینی سرحد کی چوکی پر کھڑا وہ سپاہی ہے جو ہر وقت دشمن کی نظر میں ہے۔

دشمن جانتا ہے جب تک یہ سپاہی یہاں موجود رہے گا، لوگوں کا اس پر اعتماد رہے گا تو میں اپنے ناپاک مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ صحیح وسالم سپاہی غیرت میں جوش کھاکر مجھے کچا چبا جائے گا۔

اوّلاً دشمن کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ میں کسی طرح اس سپاہی کو بہلا پھسلا کر اپنا ہم خیال کرلوں اور اپنے عزائم کو مکمل کرسکوں۔

اگر دشمن اپنے اس اوّلین وار میں ناکام گیا تو اب دوسری اُس کی یہی کوشش ہوگی کہ میں اِس سپاہی کو جان سے ماردوں۔

اگر دوسرے مقصد میں بھی دشمن ناکام ہوا تو اب تیسری اور آخری کوشش اُس کی یہی ہوگی کہ میں کسی طرح اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک سازش رچاکر عوام کی نظروں میں اِس سپاہی کی اہمیت گرادوں، اِس عوام دوست سپاہی کو دشمنِ عوام مشہور کردوں تاکہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوجاؤں۔

ڈاکٹر صاحب! غور کرنے سے ہم اِس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ آپ کے ساتھ بعینہ ہے یہی معاملہ ہوا ہے۔ دشمن نے اپنے ناپاک مقاصد کی تکمیل کے لئے آپ کی ذات کو برابنا کر پیش کرنے میں ایڑی چوٹی کا

زور لگایا ہے۔
دشمن نے پانی کی طرح پیسہ بہاکر بڑے بڑوں کی بولیاں لگوائیں ، خرید وفروخت ہوا اور سگانِ دنیا نے خوب مزے لے لے کر دینِ اسلام کو بدنام کیا۔
ڈاکٹر صاحب ! ہم آپ کی مجبوریاں بھی جانتے ہیں کہ عین جنگ میں بارڈر پر کھڑا سپاہی کس قدر مجبور ہوتا کہ اُس نے ایک طرف اپنا ایمان بچانا ہے تو دوسری طرف عوام کا۔

فدک کے مسئلہ میں ایک طرف ناموسِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا معاملہ تھا تو دوسری طرف سیدہ کائنات رضی اللہ عنھا کی ناموس کا معاملہ تھا آپ نے جو تشریح کی اور ۔۔۔۔۔۔۔خ۔۔۔۔۔۔سے جو مراد آپ کی تھی یعنی خطائے اجتھادی وہ آپ کے نزدیک دلائل کے اعتبار سے اگرچہ درست ہے لیکن دشمن نے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے اسی معاملے کو ڈھال بنالیا ہے۔۔
آپ کی بعد کی وضاحتیں ، اور پہلے والے الفاظ کو مِنۡ وجہٍ واپس لینا بعضوں نے اگرچہ قبول کرلیا لیکن بعض لوگ ابھی بھی تشویش میں ہیں جس کی وجہ سے اب تک شورش برپا ہے۔
ڈاکٹر صاحب ! مناظروں، چیلنجز کے نام پر سوشل میڈیا کے ذریعے جو طوفانِ بدتمیزی مچائی گئی وہ سارے کا سارا صرف اس لئے تھا کہ ایک سچے عالم دین کو بدنام کیا جائے نیز مناظروں کے چینلجز والے کلپس مختلف گھٹیا ناموں سے اپ لوڈ کر لوگوں کو دکھا دکھا کر علمائے کرام کی اہمیت کو ختم کیا جائے۔
مختلف کمپنیوں میں کام کرنے والے نیز این جی اوز اور تعلیمی اداروں سے رلیٹڈ افراد کو اِن مناظروں اور چیلنجز کے کلپس دکھا دکھا کر اُن افراد کا ذہن خراب کیا جائے اور علماء کو جاھل کہہ کر اپنے مقاصد حاصل کئے جائیں۔
ڈاکٹر صاحب ! نہ آپ گستاخ تھے نا ہیں لیکن بدخواہوں نے کم علموں کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دی ہے کہ معاذاللہ آپ گستاخ ہیں۔
ڈاکٹر صاحب !آپ قابلِ عزت و قابلِ قدر ہیں یقیناً جو مسئلہ آپ نے بیان کیا وہ اہلِ علم کے نزدیک

قابلِ قبول ہے لیکن آپ کی بار گاہ میں ایک عرض ہے کیا ہر حق والے مسئلہ پر ڈٹ جانا ہی مزاجِ اسلام ہے؟

اگر کسی مسئلہ شرعیہ میں حق پر ڈٹ جانے کی وجہ کم علم لوگ مفسدوں کی فساد کا شکار بن کر صحیح العقیدہ لوگوں کے بارے بدگمانیوں کا شکار ہو رہے ہوں تو کیا پھر ہم کسی طرح گنجائش نہیں نکالیں گے تاکہ کم علم لوگوں کے ذہن بھی صاف ہو جائیں۔

قرآنِ کریم صاف ارشاد فرمارہا ہے " ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحُکُمْ "اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمھاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہی گی "آگے فرمایا" واصبروا انّ اللہ مع الصّٰبرین " اور صبر کرو بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

ڈاکٹر صاحب! کیا آپ کو نہیں لگ رہا کہ آپ کے صرف ایک لفظ سے لوگ اپنے مطلب کی بات کشید کر کے اہلِ سنت و جماعت کو ہی آپس میں دست و گریباں کر کے اُن کی جمعیت کا شیرازہ بکھیر رہے ہیں؟

قرآنِ کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہوا " وَاعْتَصِمُوْا بِحبل اللہ جمیعا ولا تفرّقوا " اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔

ڈاکٹر صاحب! کیا آپ کو نہیں لگتا کہ آپ کے ایک لفظ کی آڑ لے کر چمن زمان جیسے شاطر دماغ لوگ سندھ و بلوچستان کے سادہ لوح سادات کرام کی سادگی کو ڈھال بنا کر تفرقہ پھیلا رہے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب! کیا آپ کو نہیں لگتا کہ دیہاڑی دار خطیب آپ کے ایک لفظ کا سہارا لے کر اپنی روٹیاں سیک رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب! ہر حق پر اپنی ہی بات منوالینا کیا یہ درست ہے؟

حق والوں کے نبی اللہ کے پیارے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع 1400 صحابہ کرام علیہم الرضوان حدیبیہ کے موقع پر بغیر عمرہ کئے واپس تشریف لائے باوجود یہ کہ کافر اُس وقت کمزور تھے پھر بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر عمرہ کئے واپس تشریف لائے

کیاصلح حدیبیہ کا واقعہ اس بات کی دعوت نہیں دے رہا کہ آپ ایک مختصر کلپ بنائیں اور یہ ارشاد فرمائیں "فدک کے معاملہ میں میری تحقیق و دلائل کے مطابق مجھے یہی سمجھ آیا ہے کہ سیدہ پاک رضی اللہ عنہا اجتھادی ۔۔۔۔۔۔۔خ۔۔۔۔۔۔۔پر تھیں ۔اس سے قبل میں نے جو الفاظ سیدہ پاک کی طرف منسوب کئے اُس میں بھی میری مراد اجتھادی۔۔۔۔۔خ۔۔۔۔۔۔۔ہی تھی لیکن میں نے میں بغیر اجتھاد کی قید لگائے یہ کہا کہ سیدہ اس معاملہ میں ۔۔۔۔۔خ۔۔۔۔۔۔۔پر تھیں جس پر لوگوں کو تشویش ہوئی لہذا میں اپنے اُن الفاظ سے رجوع کرتا ہوں۔۔۔۔۔

ڈاکٹر صاحب! مفسدوں کی فساد اور اُن کی بوسیدہ دوکان بند کرانے کے سلسلے میں آپ کے یہ الفاظ نہایت کارگر ثابت ہوں گے۔ان شاء اللہ تعالٰی

ڈاکٹر صاحب! اس وقت شورشیں بہت اٹھ رہی ہیں بعض کم علمی کی وجہ سے اور بعض شورشیں دیدہ ودانستہ اٹھائی گئیں ہیں آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ شورشوں کی زد میں آکر انسان تعمیری کام نہیں کرپاتا جیسے کہ خلافت راشدہ کے زمانے میں ہوا۔

خلافتِ راشدہ کی مدت کے تیس سالوں میں تقریبًا 20 سال تک اسلام کی سرحدیں وسیع سے وسیع تر ہوتی رہیں لیکن آخری دس سالوں میں ابن سبا اور دیگر مجوسیوں، عیسائیوں، یہودیوں کی برپا کی گئی فتنوں کی وجہ فتوحات کا سلسلہ رک گیا پھر جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بادشاہِ اسلام بنے تب دوبارہ فتوحات کا آغاز ہونے لگا۔

اگر غور کریں تو آپ کے ساتھ بھی ابنِ صبا کی اولادوں نے وہی کیا کہ آپ کے ایک لفظ کی وجہ سے اُن لوگوں نے فتنہ اٹھایا اور تب سے اب تک آپ اُن کے خلاف علمی میدانوں میں جو کام کررہے تھے وہ رک گیا۔

اپنی فتوحات کو برقرار رکھنے اور مزید علمی میدانوں میں دشمنوں کو دھول چٹانے کے لئے وہ لفظ واپس لے لیجئے تاکہ دشمنوں کے پاس آپ کے خلاف ایک بھی ہتھیار استعمال کرنے کے لئے باقی نہ رہے۔

شورش کو تھمانے کا ایک یہی حل ہے کہ آپ بڑے پن کا ثبوت دیتے ہوئے وہ الفاظ واپس لے لیجئے۔

دیوانے کا خواب

صحابہ کرام علیہم الرضوان یمامہ کی طرف گئے۔الیاس قادری اپنے مراکز بچا رہا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے زہر کا پیالہ پیا لیکن بادشاہ منصور کی طرف سے عہدہ قبول نہیں کیا ۔الیاس قادری کے مریدین تو حنفی ہونے کے باوجود آئے روز سیاسی لوگوں کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں۔امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے پیٹھ پر کوڑے کھائے الیاس قادری تو ہتھکڑی سے بھی ڈرتا ہے۔

مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر بادشاہ کو للکارا۔الیاس قادری نے کبھی بھول کر بھی کسی وزیر اعظم کو نہیں للکارا۔

علامہ کفایت علی کافی شہید نے نعت پڑھتے پڑھتے پھانسی کا پھندا چوم لیا۔پھانسی کا پھندا چومنا تو دور کی بات الیاس قادری نے کبھی جیل کی ہوا بھی نہیں کھائی۔

علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ باطل کو للکارتے رہے ۔الیاس قادری تو قفلِ مدینہ پر عمل پیرا ہے۔

مولانا الیاس قادری اور اُن کی جماعت کے متعلق اِس طرح کی باتیں آپ لوگوں نے بھی بہت سُنی ہوں گی۔

تنقیدِ بے جا کرنے والے لوگوں میں سے اکثر کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ الیاس قادری بَلی کا بکرا بنے، اِس کی تحریک اپنے اہداف و مقاصد چھوڑ کر حکومتِ وقت سے بِھڑ جائے۔ظالموں کے ہاتھوں الیاس قادری کی تحریک کو تہس نہس ہوتا دیکھ ہمارے سینوں میں ٹھنڈ پڑے۔۔۔

ایسے تمام لوگوں سے میری گزارش ہے کہ خواب دیکھتے رہیں۔۔۔۔خواب دیکھنے میں کوئی پابندی نہیں

۔۔البتہ جب تک الیاس قادری کی عقل سلامت ہے، اُنکی تحریک اللہ کی رحمت سے یوں ہی پھلتی پھولتی رہے گی۔ان شاءاللہ۔

الیاس قادری کے بعد اگر کوئی شخص تم لوگوں کے بھڑکیلے بیانوں سے متاثر ہوکر تحریک کے پاؤں پر کلہاڑی مارے تواِسکی گارنٹی ہم نہیں دے سکتے۔۔

علماءِ اہلِ سنت کا پیٹھ پر کوڑے کھانا، پھانسی کا پھندہ چومنا، جزیرہ انڈیمان میں کالے پانی کی سزا قبول کرنا بھی برحق ہے۔الیاس قادری کا چپ رہ کر دینی کام کرنا بھی برحق ہے۔۔

باطل نے مسلمانوں کا ذہن خراب کرنے، مسلمانوں کے دلوں میں اللہ پاک کی ذات کے بارے میں شکوک وشبہات ڈالنے، مسلمانوں کے دلوں سے قرآن وصاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان ختم کرنے کے لئے صدیاں لگائیں۔استشراق جیسی تحریکوں پر پانی کی طرح پیسا بہایا گیا۔مسلمانوں کا دینی وملی وحدت پارہ پارہ کرنے کے لئے این، جی، اوز بنائیں گئیں۔آج الیکٹرانک وسوشل میڈیا کے ذریعے باطل نے مسلمانوں کو اپنا ذہنی غلام بنایا ہوا ہے۔مسلمانوں کی معیشت سے لے کر سیاست تک غیروں نے قبضہ جمایا ہوا ہے۔۔

خیبر میں شکست کھانے سے لے کر 1948 تک کا حساب لگائیے کتنی صدیاں بیت گئیں یہودیوں نے نسل در نسل اپنے بچوں کو یہ سبق یاد کرائے رکھا کہ مسلمان ہمارے دشمن ہیں۔مدینہ سے لے کر خیبر تک ہماری تَسَلُّط کو توڑنے والے مسلمان ہی تھے۔اِن مسلمانوں سے بدلہ لینا ہمارا فرض ہے۔

باطل یہود کی صدیوں کی محنت رنگ لائی آج وہ ریاست کے بھی مالک ہیں اور پوری دینا کی تجارتی منڈیوں میں اُن کی طوطی بول رہی ہے۔

مجھے کیا مسلمانوں پر شریعتِ اسلامی نے تھنک ٹینک بنانا حرام کردیا ہے؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔باطل جب پورے 1300 سال محنت کرکے ،سازشوں کا جال بچھاکر مسلمانوں کی عظیم سلطنت سلطنتِ عثمانیہ کو توڑ سکتا ہے تو مسلمان کوئی ایسی تنظیم نہیں بنا سکتے جو حکمتِ عملی سے مسلمانوں کو ایک لڑی میں

پرونے کی کوشش کرے؟۔
باطل کئی صدیاں محنت کرنے کے بعد مسلمانوں کو اپنا غلام بنا سکتا ہے تو کیا مسلمانوں کی کوئی ایسی تنظیم نہ ہو جو 100 یا 150 سال بعد مسلمانوں کو مکمل طور پر غلامی سے نجات دلائے؟
باطل نے تعلیم کے نام پر تمھارے نوجوان میں الحاد کا بیج بویا تو کیا تمھاری کوئی ایسی تنظیم نہ ہو جو دارالمدینہ، جامعۃ المدینہ، فیضان اسلامک اسکول سسٹم۔ وغیرہ کے ذریعے خالص اسلامی تعلیم دے؟
کیا مسلمان کے نصیب میں ہمیشہ زہر کا پیالہ پینا ہی حق کی نشانی ہے؟؟ پیٹھ پر کوڑے کھانا ہی حق ہے؟؟ اگر کوئی عالم ربانی حق پر ہونے کے باوجود زہر نہیں پیتا، کوڑے نہیں کھاتا تو کیا یہ اِس بات کی نشانی ہے کہ وہ مداہنت کا شکار ہے؟؟؟

جب اہلِ سیاست عالمی سامراج کا غلام بن جائیں۔ جب پرنٹ والیکٹرانک میڈیا اہل اسلام کے خلاف زہر اُگلنے لگے۔ جب مخصوص ایجنسیوں کے ذریعے اہلِ حق کے ووٹ بینک کو چھین لیا جائے تو تبلیغِ کے ذریعے حق کی آواز بلند کرنے،،،،،، پُر حکمت دعوت کے ذریعے اپنی بقا کی جنگ لڑنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں بچتا۔
تاتار کے ظالم منگول قوم جو مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے پر تُلی تھی۔ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان قتل ہو چکے تھے، سقوطِ بغداد کے بعد وہ کون سی اسلامی فوجیں تھیں جنھوں نے منگولوں کو مُسخّر کیا ؟؟۔۔

جنابِ من وہ ایک مبلغ ہی تھا جس کی دعوت کی برکت سے تگودار خان اپنی پوری تاتاری قوم سمیت مسلمان ہو کر اسلام اور مسلمانوں کا محافظ بن گیا۔
میری قوم کے بھڑکیلے لیڈر مسحور کُن تقریریں تو بہت کرتے ہیں لیکن تاریخ اسلامی کو دونوں آنکھوں سے دیکھنے کی بجائے ایک آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ اُن کو بدر میں 313 کی مبارک جماعت تو یاد رہتی ہے لیکن 313 اکٹھے کیسے ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے سال تک محنت وکوشش سے 313

محافظینِ اسلام تیار کئے یہ کسی کو یاد نہیں۔
سلطنتِ روم و فارس سے اسلامی فوجوں کی لڑائی تو جوشیلے لوگوں کو یاد رہتی ہے لیکن اُن لڑنے والوں نے مدرسہ مصطفیٰ سے تربیت پاکر بلند کردار واخلاق کو اپنایا یہ کسی کو یاد نہیں رہتا۔
بداخلاق وجاہل فالوورز کے سہارے انقلاب کے خواب دیکھنا دیوانے کا خواب اور مجنون کی بَڑ ہے اور کچھ نہیں
جوشیلے، بھڑکیلے روز پیدا ہوتے ہیں روز مرتے ہیں لیکن امام ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل، مجدّد الف ثانی، امام شاہ احمد نورانی رحھم اللہ علیھم اجمعین کے صدقے اِس امت کو الیاس قادری جیسے حکیم صدیوں بعد ملتے ہیں۔
ہماری طرف سے جوشیلے لوگوں کو فل اتھارٹی ہے بے شک زہر کا پیالہ پی کر سنت امام ابوحنیفہ کی یاد تازہ کردیں، پیٹھ پر کوڑے کھاکر امام احمد بن حنبل کی یاد تازہ کردیں لیکن الیاس قادری پر کیچڑ اچھالنا بند کردیں
الیاس قادری دامت برکاتھم العالیہ کے بارے زبان درازی کرنے والو اپنی زبانیں سنبھال لو یہ بداخلاقیاں تمھیں زیب نہیں دیتیں۔۔۔
نوٹ! کسی بھی مبلغ کا اربابِ اقتدار کی تعریفوں کے پُل باندھنا کسی بھی طرح درست نہیں ہے ۔اور نہ ہی ہم کسی کے ایسے قبیح فعل پر تاویلات کا سہارا لیں گے۔

میسنجر پر روبی

میسنجر پر روبی سے چیٹ کرتے ہوئے میں نے کہا جانم! آج اوپن پکس سینڈ کیجئے گا میں نے دیکھنے ہیں۔
روبی میری گرل فرینڈ ہے۔ میسنجر اوپن چیٹ والی گناہِ بےلذت میں مبتلا ہماری رلیشن کو کافی ٹائیم ہوچکا تھا۔ آج نفسانی گناہِ بےلذت کے ہاتھوں مجبور ہوکر روبی سے کہہ دیا کہ میں نے سب کچھ دیکھنا ہے

ہماری کلوزنگ اتنی تھی کہ وہ منع نہیں کرسکی۔ کہنے لگی ابھی امی گھر پر ہیں تھوڑی دیر میں وہ بازار جائیں گی ،اُن کے جانے کے بعد پکس بناکر سینڈ کروں گی۔

میں نفسانی لذت میں مست خوشی خوشی موبائل پکڑے پکس دیکھنے کے انتظار میں ہی تھا کہ اچانک قرآنِ کریم کی آیت "اَلّذِیْنَ یُؤمنونَ بِالْغَیْبِ" وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں ۔۔۔۔۔۔ کا حصہ زبان پر بے ساختہ جاری ہوگیا۔۔۔۔۔

فکر کی وادیوں میں ڈوب کر سوچنے لگا کہ بے دیکھے ایمان لانے والے جن کے لئے ارشاد ہوا "اوٓلئک علی ھدی من ربھم واوٓلئک ھم المفلحون" وہی لوگ اپنے رب کی طرف ھدایت پر ہیں،اور وہی مراد کو پہنچنے والے۔۔۔۔۔۔ اُن کا ایمان کیسا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا میں بھی اُنہی میں سے ہوں۔۔

اللہ کریم کی ذات وصفات کے بارے قرآنِ کریم کی آیات میرے ذہن میں گردش کرنے لگیں ۔تھوڑی دیر گزری تھی کہ منزلِ مراد تک رسائی ہوگئی کہ بے دیکھے ایمان لانے والے جنکے لئے ہدایت اور مراد تک پہنچنے کا وعدہ ارشاد ہوا وہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پاک کی علم وقدرت پر کامل یقین رکھتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جن کا یقین اِس درجہ پر ہو کہ ہم ہر وقت، ہر گھڑی، ہر لحظہ خدائے پاک کی علم قدرت کے احاطے ہیں۔اُسے ہمارے ہر حال کا علم ہے اور وہ ذات اِس بات پر بھی قادر ہے کہ اپنے نافرمان بندے کی اُسی وقت پکڑ فرمالے لیکن اُس کی ایک صفت صَبُوْر بھی ہے۔وہ بندے کو مہلت دیتا ہے تاکہ توبہ کرلے یا اُس پر اِتمام حجت مکمل ہوجائے۔۔۔۔

سوچتے ہوئے ایک خیال آیا کہ سامنے کیمرہ موجود ہوتا جو میری ہر حرکت ریکارڈ کرتا تو بدنامی کے خوف سے میں کبھی غلط کام نہیں کرتا لیکن میں کیسا برا بندہ ہوں جسے معلوم ہے کہ اُس کا رب اُسے دیکھ رہا ہے، گناہوں کے بدلے اُس کی پکڑ ہوسکتی ہے پھر بھی گناہ کا انتظار کررہا ہوں اور خوش ہورہا ہوں کہ روبی کی اوپکس دیکھ کر لذت حاصل کروں گا۔

قرآنی آیات میں تدَبّر، اللہ کی ذات وصفات پر یقین نے مجھ سے گناہ کی محبت کھینچ لی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ دل کا آئینہ دُھول، مٹی سے اَٹ چکا ہے۔ اب قرآنی آیات اِسے صاف کرر ہی ہیں۔

الحاد (بے دینی) صرف یہ نہیں ہے کہ خدا کی ذات کا انکار کیا جائے، دین کو فرسودہ نظام سمجھا جائے۔ بلکہ یہ بھی الحاد (بے دینی) ہے کہ کلمہ گو ہونے کے باوجود اپنی زندگی سے خدائی احکامات کو یکسر نکال دیا جائے۔ نفسانی خواہشات میں غرق ہوکر خدا کی بندگی بجائے نفسانی خواہشات کی پیروی کی جائے۔

قوم کی بربادی کا ذمہ دار کون۔

سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں!

فَهَلْ اَفْسَدَ الدّيْنَ اِلّا الملوكُ

وَاَهْبَارُ سُوْءٍ وَ رُهْبَانُهَا

لوگوں کا دین برباد کرنے والے اُن کے بادشاہ، برے علماء اور جعلی پیر ہیں۔

سیدنا امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں! بادشاہ اُس، وقت خراب ہوجاتے ہیں جب اُن کی دربار کے علماء خراب ہوجائیں۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں! عوامِ مسلمین کو ذیاب فی ثیاب کے شر سے بچاکر راہ حق کی طرف بلانا، سُنّی عالم کا جلیل فرضِ منصبی و کارِ منصبی و بجاآوریٔ حکمِ خداوندی ہے۔

مرجع الخلائق عالم دین نائب نبی وارثِ انبیائے کرام علیھم السلام ہے۔ حدیث میں ہے "العلمآء ورثۃ الانبیاء" علماء انبیاء کے وارث ہیں۔۔۔

جب ہم انبیائے کرام علیھم السلام کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ کے ہر دور میں حق وباطل کا مقابلہ رہاہے۔

فرعون بنی اسرائیلیوں پر ظلم و ستم کیا کرتا تھا۔اُن کی معاش و معیشت فرعون کی صوابدید پر موقوف تھی ۔بنی اسرائیلی فرعونیوں کے ہاتھوں غلام تھے اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوتِ حق کی برکت سے اللہ پاک نے بنی اسرائیلیوں کو فرعون کے مظالم سے نجات دی۔۔۔

آج کہا جاتا ہے ہم محکوم اس لئے ہیں کہ ہم نماز نہیں پڑھتے اور گناہ کرتے ہیں۔

واضح رہے بنی اسرائیلیوں نے فرعون کے خلاف احتجاج کبھی نہیں کیا، سڑکیں بلاک کرکے لوگوں کو تکلیف نہیں دی اور مصلوں پر رات رات بھر سجدوں میں ماتھے بھی نہیں رگڑے تھے۔احکاماتِ شریعت کا نزول اُس وقت ہوا جب بنی اسرائیلیوں کو فرعون سے نجات ملی۔

شعب ابی طالب کی گھاٹی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے خاندان والوں، آپ متبعین کو تین سال تک سخت سوشل بائیکاٹ کا سامان رہا۔بالآخر اللہ کی رحمت سے سختی کے دن ختم ہوئے ۔۔۔۔۔جبکہ نماز، روزوں کا حکم بہت بعد میں نازل ہوا۔۔۔

حق کو حق کہنے ،لوگوں کو حق سمجھانے، گوروں کی گٹریں صاف کرنے والے سیاستدانوں، جنرلوں کی خباثتوں کے بارے میں اپنی طاقت کے مطابق لوگوں کو آگاہ کیجئے کہیں ایسا نہ آپ کا شمار بھی

علمائے اہل سنت کے نام ایک پیغام

ایک طرف پاکستان میں مسلسل ریکارڈ توڑ مہنگائی اور پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ کے بعد عام آدمی کے لئے معمولاتِ زندگی برقرار رکھنا انتہائی دشوار ہوگیا۔تو دوسری طرف بھارتی جنتا پارٹی(BJP) کے سابق ترجمان نوپور شرما کا اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنا، مودی گورنمنٹ کا مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ توڑنا ہمارے لئے کرب کا باعث بنا ہوا ہے،اُس وقت پاکستان میں مذہبی دنیا سے تعلق رکھنے والوں کے درمیان دو انتہائی اہم بحثیں جاری تھیں

نمبر 1

آنجہانی ڈاکٹر عامر لیاقت کو نجات یافتہ لوگوں میں شمار کیا جائے یا مُعَذّب لوگوں میں سے۔

نمبر2

مولانا الیاس قادری صاحب اور اُن کی جماعت دعوتِ اسلامی سنتِ مسواک پر عمل پیرا ہونے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس کے لئے روڈ پر تماشہ کیوں نہیں لگاتی۔۔۔

ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اِس آخری بحث کے متعلق ہم تین سابقہ کالمز بنام (دو کرداروں کا جائزہ)۔۔۔۔۔(تحفظِ ناموسِ رسالت کے شرعی تقاضے) اور (تدبیر اختیار کئے بغیر انقلابِ اسلامی کے خواب دیکھنے والوں اور عالمی تحریک پر الزامات کی بوچھاڑ کر دینے والوں کے لئے ایک چشم کُشا تحریر) کچھ ترامیم اور اضافہ کے ساتھ اپ لوڈ کر کے شیئر کر چکے ہیں۔

نوپود شرما کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنا، انڈین مسلمانوں پر بے.جی پی پولیس کا ظلم وستم ڈھانا، اُن کے مکانات مسمار کرنا، مساجد کی بے حرمتی۔۔۔۔۔۔یہ تمام واقعات ہر دردِ دل رکھنے والے مسلمان کو تڑپانے کے لئے کافی ہیں۔

ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسئلہ روڈ پر دھرنا لگانے سے حل نہیں ہوگا، عالمی عدالت انصاف کے پاس جانا بھی مسئلہ کا حل نہیں ہے، یونہی صرف کثرتِ عبادت بھی دین کو تخت پر غالب نہیں کر سکتا۔۔۔

جو لوگ دھرنے لگاتے ہیں، احتجاجی مظاہرے کرتے ہیں اور یونہی جو لوگ کثرت سے مساجد، مدارس بنانے، اعمالِ خیر کثیر طور پر بجالانے کی مُہمیں چلاتے ہیں، سب غور سے سنیں۔۔۔۔آپ سب کے سب اچھے ہیں اِس لئے کہ آپ دونوں جماعتوں کے عقائد اچھے ہیں۔اسلام وسنیت کے لئے آپ تمام کی کوششیں اللہ پاک قبول فرمائے۔۔۔

نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی بھی نیا نبی نہیں آئے گا۔باطل کو مغلوب، حق کو غالب کرنے کے لئے کوششیں کرنا اب وارثانِ

انبیائے کرام علیہم السلام کی ذمہ داری ہے۔۔۔۔

اَلْعُلَمَآءُ ورثۃ الانبیاء کا تاج علمائے کرام کے سر پر سجا ہے۔جب ہم قرآن وسنت کا مطالعہ کرتے ہیں،انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ حق کو ستانا باطل پرستوں کا پرانا طریقہ رہا ہے

جوش میں ہوش کھو دیتے ہیں

تدبیر اختیار کئے بغیر انقلابِ اسلامی کے خواب دیکھنے والوں اور عالمی تحریک پر الزامات کی بوچھاڑ کر دینے والوں کے لئے ایک چشم کشا تحریر۔

برّصغیر پاک وہند کے لوگ جذباتی ہیں۔جوش میں ہوش کھو دیتے ہیں۔اِن کے اِنہی جذباتیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شاطر مزاج لوگوں نے پچھلے کئ عشروں سے اپنے اُلّو سیدھا کیا ہوا ہے۔

تحریکِ آزادی کشمیر ہو

یا تحریکِ آزادی فلسطین،،،

انقلاب کے کھوکھلے نعرے ہوں

یا قرض اتارو ملک سنوارو کے خوش کُن نعرے،

شیخُ عَلَی الْاِسْلَام کا انقلابِ مصطفوی ہو

یا محمودِ غزنوی کے گھوڑوں کی آمد کی بشارت کے جیسی باتیں۔۔۔۔۔۔۔۔الغرض ہر بار قوم کو جوش دلا کر مفاد پرستوں نے اپنا اُلّو ضرور سیدھا کیا ہے۔انقلاب ہے کہ ہنوز دلّی دور است۔

حقیقی اسلامی انقلاب کیسے آئے گا آئیے جانتے ہیں۔۔۔۔۔۔

نمبر1

حقیقی اسلامی انقلاب لانے کے لئے سب سے پہلے قومِ مُسلم کے ہر فرد مردوزن (مردوں

،عورتوں) کا بقدرِ کفایت دینی و دنیاوی تعلیم سے آراستہ ہونا ضروری ہے۔

نمبر2

مسلمانوں کا معاشی حوالے سے مضبوط ہونا

نمبر3

تمام مسلمانوں کا بالعموم اور تجارت پیشہ افراد کا بالخصوص دیانت دار ہونا لازمی ہے۔

نمبر4

آئمہ مساجد کا مکمل طور پر دینی تعلیم سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم و حالاتِ حاضرہ نیز لوگوں کی عرف و عادت سے واقف ہونا۔

نمبر5

وقت اور حالات کے تقاضوں کے پیشِ نظر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر سلاطینِ اسلام کے سنہرے دور، اُن کی فتوحات، طرزِ حکومت سے جدید دنیا کو روشناس کرانے کے لئے پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا پر بہترین مُسلم تجزیہ نگاروں کا موجود ہونا۔

نمبر6

انقلابِ اسلامی لانے سے پہلے قومِ مُسلم کے پاس معاشی، تعلیمی، سفارتی، وغیرہ وغیرہ اہم ڈیپارٹمنٹس چلانے کے لئے پہلے سے تھنک ٹینک کا ہونا یعنی قابل افراد کا ہونا اور پلیننگ ہونا ضروری ہے۔

اِن چھ نکات کو پڑھنے کے بعد اب ایک نظر تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمی تحریک دعوتِ اسلامی کی خدمات پر نظر دوڑائیے اِن شاءاللہ آپ کے دل میں ٹھنڈ پڑے گی کہ کوئی تو ہے جو خاموش مبلغ بن کر حکمت و تدبّر کے ساتھ بڑی تیزی سے اسلامائزیشن کو پھیلا رہا ہے، حقیقی انقلاب کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔

کراچی سے لے کر کشمیر تک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تھرپارکر سے لے کر خاران تک۔۔۔۔۔۔۔۔

مقبوضہ کشمیر سے لے کر کنیا کماری تک۔۔۔۔۔۔

راجھستان سے لے کر کلکتہ تک۔۔۔۔۔

نیپال سے لے کر بنگال تک قوم کو علم کے فیض سے فیضیاب کرنے کے لئے دعوتِ اسلامی جامعات، مدارس کی جال بچھاتی جارہی ہے۔

نوجوانوں کو شارٹ کورسز کے ذریعے فرض علوم سکھاتی ہے۔

قوم کو کتاب دوست بنانے کے لئے اہم رسائل و کتب و ماہنامہ فیضان مدینہ کا اجراء۔

مستقبل کے فیصلوں و حال کے نظام کو درست رکھنے کے لئے قوم کے بہترین دماغوں پر مشتمل شورائی کمیٹی یعنی مرکزی مجلس شوریٰ۔

شرعی رہنمائی و جدید مسائل کے حل کے لئے انتہائی پُر مغز و علم دوست محنتی مفتیان کرام کی ٹیم کی تشکیل ۔الحمدللہ علی ذالک۔

میرے دوستو! جہالت کبھی بھی انقلاب نہیں لا سکتا انقلاب و ترقی کی پہلی سیڑھی ہی علم ہے۔

فضائل و مسائل کے نام پر قوم کو بلیک میل کرنے والے تو بہت دیکھے پر قوم کے رنج میں آنسو بہاتے، سسکتے تڑپتے میں نے عطّار دامت بر کاتہم العالیہ کو ہی دیکھا ہے۔

دعوتِ اسلامی سے وابستہ اہلِ علم سے عرض۔۔۔

کسی کو کمنٹ در کمنٹ دے کر شہرت مت دیجئے۔ جوابات اچھی طرح نہیں دے سکتے تو کم از کم قفل مدینہ والے نیک عمل پر ہی عمل کیجئے۔

حضرت عطّار دامت بر کاتہم العالیہ کی نصیحتوں پر عمل کیجئے، مدنی مذاکراہ ضرور دیکھا کیجئے اور کتب کا مطالعہ بھی ضرور بالضرور کیجئے۔۔۔۔

پی ڈی، ایف سے جان چھڑا کر اپنی ماہانہ آمدنی کی خاص رقم مختص کر کے علمائے اہل سنت کی تصنیفات، مکتبۃ المدینہ اردو اور مکتبۃ المدینۃ العربیۃ کے کتب و رسائل ضرور خریدیئے۔

تحفظِ ناموسِ رسالت کے شرعی تقاضے

اسلام وہ کامل دین ہے جو اپنے ماننے والوں کو زندگی کے تمام معاملات میں ہر زمانہ، ہر حالت کے اعتبار سے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔۔

اسلام کے مُسلّمہ اصول بے جا جَذبا تیت، بے اِعتدالیت سے پاک اور محض حقائق پر مبنی ہیں۔۔۔۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی شخص اپنے بے جا جذبات کو اسلام کا رنگ دے، لوگوں کو اپنا ہم آواز بنانے کے لئے محراب و منبر، اشاعت کتب کا سہارا لے کر اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرے۔۔۔

پاک و ہند کے مسلم معاشرہ کو تحقیق دشمن معاشرہ کہا جائے تو یہ جھوٹ نہیں ہو گا۔ یہاں کے لوگ مُحقّق ومُدَبّر علمائے دین کو ذہنی، مالی، جانی اعتبار سے اتنا پریشرائز کرتے ہیں کہ بندہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا کہ میں نے تحقیق میں سر کھپا کر بہت غلط کیا، دو چار جذباتی باتیں یاد کر کے اِنہیں سناتا اور پوری زندگی انہی کے تَوّوں پر روٹیاں سیک کر گزارا کرتا تو بہت اچھا تھا۔۔۔

آمدم بر سرِ مطلب۔

تَحَفُّظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسئلہ کا حل دو طرح سے پیش کیا جا رہا ہے۔۔۔

نمبر 1

گستاخانِ رسول کا عملی بائیکاٹ کیا جائے۔

نمبر 2

گستاخوں پر غوری، ابدالی چلا کر اُن کا کام تمام کیا جائے بصورتِ دیگر ہم روڈ پر نکل کر تماشہ کریں گے۔

اوّل قسم ۔۔۔۔جن کے نزدیک ہر مسئلے کا حل عملی میدان میں بظاہر دیندار بننا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔آپ حضرات کے اِس قسم کے بیانات عوام کے حق میں ضرور مفید ہیں۔ حکم شریعت بھی یہی ہے کہ عوام گستاخوں سے دلی طور پر نفرت کرے۔ لیکن علمائے کرام اور ریاست کے اسٹیک ہولڈرز کو اِس سلسلے میں کیا کرنا چاہئے اِس بارے میں بھی آپ حضرات شریعتِ مطھرہ کے اُس

پہلو کو اپنے دائرہ کار میں اُسی طریقے سے اجاگر کرتے ہوں گے جیسے اسلافِ اھل سنت نے ہر دور میں کیا ۔۔۔اگر کمی کوتاہی ہے تو اِس، پہلو پر بھی توجہ فرمائیے۔

دُوئم قسم۔۔۔۔۔۔وہ حضرات جو عوامی اجتماعات میں اشتعال انگیز تقاریر کے ذریعے مُقتدرہ سے کہتے ہیں کہ گستاخوں پر غوری چلا دیں اور پھر مطالبہ پورا نہ ہونے کی صورت میں سڑک پر نکل آتے ہیں ،مرنے مارنے کی باتیں کرتے ہیں۔

اِن حضرات سے گزارش ہے عوام میں اشتعال انگیز باتیں کرنے کی بجائے مُقتدرہ کے ساتھ بیٹھ کر دو بدو باتیں کریں۔

مُقتدر لوگ پنڈی، اسلام آباد میں ہوتے ہیں آپ حضرات اپنی مساجد میں مُقتدیوں کے سامنے غازی بنے پھرتے ہیں۔

عوام کے سامنے اشتعال انگیز باتیں کرنے سے پہلے قرآن وسنت کا مطالعہ فکرِ اسلامی کے عین مطابق کیجئے تاکہ جھالتیں کافور ہوں۔اللہ پاک فرماتا ہے "وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التهلكةِ "اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو "اِس کا ایک معنی یہ ہے کہ دشمن کی طاقت کا پیشگی اندازہ لگائے بغیر کسی بھی قسم کا حملہ کر دینا جائز نہیں ہے۔

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکمل اِس بات کی عکاس ہے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بھی کسی کافر سے مقابلہ کا ارادہ کیا یا دفاعی اقدام فرمایا تو سب سے پہلے دشمن کی طاقت کا اندازہ لگایا اس کے بعد اگلا لائحہ عمل اپنایا۔۔

اپنے نمازیوں کے سامنے غازی بننے والے خطیب حضرات۔۔۔۔۔۔کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا واقعہ سنا کر عوام کو اکساتے ہیں کہ گستاخ رسول جہاں ملے اسے قتل کرو۔اگر اِس قتل کا پورا واقعہ سیرت کی کسی کتاب سے پڑھ لیتے تو کبھی بھی بچکانہ باتوں کے ذریعے نوجوانوں کی زندگیاں برباد کرنے کا سبب نہ بنتے۔

کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا حکم سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا نیز محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ جن تین صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اپنے ساتھ منتخب کیا سب سے پہلے انہوں نے کعب بن اشرف سے دوستی گانٹھ لی پھر کئی ایک بار اُن سے اناج لیا، اسلحہ مانگا۔ اسے مکمل اپنے رنگ میں اتار کر پھر اُس کا کام تمام کیا۔۔۔۔

یہ تمام واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ گستاخ سے بدلہ ضرور لیں مگر حکمت اور احکام شرع کا لحاظ رکھکر شاید فتنہ انگیزوں کے بارے میں ہی شاعر نے کہا تھا

اِذا کان الغرابُ دلیلَ قومٍ

سیھدیھم الی دارالھالکین

کوا جب کسی قوم کا رہنما بن جائے تو انہیں ہلاک کر کے ہی دم لیتا ہے۔

بغیر سوچے سمجھے نیز شرعی احکامات کے فلسفے کو سمجھے بغیر عوام کے جذبات کو اکسا کر انہیں اشتعال دلانے والے،،،،، نوجوانوں کے جذبات کو استعمال کر کے انہیں شہید کرا دینے والے خطیبو!"""""" خدا کا خوف کیجئے، جوشیلی باتیں کر کے خود کو بچا کر دوسروں کے گود و سہاگ مت اجاڑیئے۔۔۔۔

تحفّظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عنوان: دو کرداروں کا جائزہ

مقالہ بنام: مَسْلَکُ الْاعْتِدَال بینَ الْاِفْراطِ وَالتّفْرِیْطِ

اسلام سے دشمنی رکھنے والوں نے جب جب ناموسِ رسالت و مُقَدّساتِ دینیہ کی توہین کا ارتکاب کیا، تب تب پاکستان میں ردّعمل کے طور پر دو مذہبی گروہوں کا طرزِ عمل واضح طور پر نظر آیا۔ عقیدہ کے اعتبار سے دونوں گروہ صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہیں۔

فریقِ اوّل کا طرزِ عمل یہ ہے کہ روڈ بلاک کئے جائیں، جگہ جگہ تقاریر کا سلسلہ ہو، عوام میں جذبہ

جہاد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔د کو اجاگر کیا جائے،گستاخ کافروں کے سرقلم کردیئے جائیں، حکومتی ایوانوں میں بیٹھے لوگوں پر گالیوں کی بوچھاڑ کردی جائے اور جو سنی مسلمان ہمارے اِس طرزِ عمل سے ہٹ کر کوئی اور کام کرے اسکی بھی ماں بہن ایک کردی جائے۔۔۔۔۔۔۔۔

فریقِ ثانی کا طرزِ عمل یہ ہے کہ گستاخوں کو عملی جواب دیا جائے،مساجد بنائے جائیں، سجود کی کثرت کی جائے، مسواک شریف سے دانت مانجھے جائیں، ہر طرف سنتوں کی بہاریں ہوں، مسلمان تسبیحات کی کثرت کررہے ہوں و بسس۔۔۔۔۔

مجھ جیسے کم علم لوگ دونوں فریقوں کے طرزِ عمل اور سوشل میڈیا پر دونوں گروہوں کے کارکنان کی بحث و تکرار سے کافی مضطرب رہتے ہیں۔دونوں گروہ صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہیں تو عام سنی مسلمان حیران ہے کہ کس فریق کو درست اور کسے غلط سمجھا جائے،کس فریق کے طرزِ عمل کو رول ماڈل کے طور اپنایا جائے؟۔

دلائل کی روشنی میں ہم دونوں جماعتوں کے طرزِ عمل کے متعلق ناقدانہ گفتگو کریں گے اور راہِ اعتدال کیا ہے اِسے بھی بیان کریں گے۔

فَاقَوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِالْمُرْسَلِيْنَ اَمَّابَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِىْ كَلَامِه الْمَجِيْدِ

"يَا اهلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسونَ الْحَقّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ"

اے کتابیو!حق میں باطل کیوں ملاتے ہو اور حق کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تمھیں خبر ہے۔۔

اسلامی معاشرے میں محراب و منبر سے اٹھنے والی آواز کو دین کا حصہ سمجھا جاتا ہے ایسے میں اصحابِ

محراب و منبر کی اشد ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ دین کی صحیح ترجمانی کریں۔

گستاخوں کی گستاخی پر علمائے دین کیا کریں؟

اِس معاملے میں علمائے دین کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ حکومتِ وقت کو اپنے ذمہ داریاں پوری دیانت کے ساتھ نبھانے کی تلقین کریں اگر علمائے وقت حکومت کو اِن اہم معاملات میں دین کی روشنی میں ہدایات نہیں دیتے تو ایسے علماء بہت برا کرتے ہیں اللہ پاک قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے!

"لولا ینھھم الربنیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون۔

ترجمہ۔اُنہیں کیوں نہیں منع کرتے اُن کے پادری اور درویش گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے، بے شک بہت ہی برے کام کر رہے ہیں۔

حکومتِ وقت کو متنبہ کرنے، ذمہ داریاں دیانت کے ساتھ نبھانے کی تلقین کا انداز بھی پیارا و خالص اسلامی ہو جس کے متعلق قرآن کریم نے ہماری رہنمائی کی۔ارشاد فرمایا!

"ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة"

اپنے رب کی راہ طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔

نیز فرمایا "وقولا له قولا لینا لعله یتذکر او یخشٰی"

قرآنی اندازِ نصیحت واُسوہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہٹ کر کسی بھی طرح کی اندازِ تبلیغ اپنانا مردود ہے۔

اندازِ تبلیغ ایسا بھی نہ ہو کہ مردے کا جنازہ پڑھا جا رہا ہے یعنی خالی پڑھ پڑھ کر سنانا کہ سامعین واعظ کی وعظ سے اثر حاصل نہ کریں بے حس و حرکت رہیں۔

انداز تبلیغ و وعظ مار دھاڑ، چیخ و پکار و گالم گلوچ والا بھی نہ ہو۔۔۔

غلط کار اندازِ تبلیغ سے خدا کی پناہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔غلط کار اندازِ تبلیغ سے حکومتِ وقت کو نصیحت تو خاک

حاصل ہوگی الٹا مدارس پر سختیاں بھی بڑھ جاتی ہیں۔۔۔

فریقِ اوّل کا طرزِ عمل اُن کی زبانِ قال وحال دونوں سے ظاہر ہے۔۔۔۔خلوص نیت کے باوجود اُن کا مؤقف محض جذباتیت سے معمور ہے۔اراکین تحریک کا منبر ومحراب کے ذریعے عوامِ کالانعام کے سامنے ایسی باتیں کرنا مقاصدِ شرع سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

اسلامی طرزِ حکومت کے قیام کے بغیر اسلام نے کبھی بھی عوام پر لازم نہیں کیا کہ وہ اپنے منہ ہتھیار اٹھائیں اور کفار سے بھڑ جائیں ۔فریقِ اوّل کے جیسی باتیں منبر ومحراب کے ذریعے عوام مسلمین کے سامنے کرنا اُس وقت مفید ہے جب ملک میں اسلامی نظامِ سلطنت قائم ہو اُس کا چلانے والے صالح افراد ہوں۔

دلیل۔۔۔۔۔۔۔بخاری شریف کی حدیث ہے "اِنّما الامامُ جُنَّۃ یُقاتَلُ من ورائه ویتقٰی به"۔

اس حدیث سے یہ درس حاصل ہورہا ہے کہ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکمرانی کے بغیر عام حالات میں جہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دجہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔دکی باتیں کرکے عوامِ مسلمین کو مشتعل کرنا ناجائز خون ریزی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

منبر کے ذریعے خطباء (تقریریں کرنے والوں) کا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مثالیں دیتے ہوئے کہنا کہ فلاں صحابی نے فلاں گستاخ کو قتل کیا، فلاں نے فلاں گستاخ کو قتل کیا عشق اپنے فیصلے کرنے میں دلیر ہوتا ہے۔۔۔۔۔

عرض یہ ہے کہ بے شک عشق اپنے فیصلے کرنے میں دلیر ہوتا ہے گستاخوں کو انجام تک پہنچانا بھی بہت اچھی بات ہے لیکن ذرا یہ بھی بتا دیجئے کہ گستاخوں کو اس کے انجام تک پہنچانے کے لئے عاشقانِ رسول کو جھا۔۔۔۔۔۔۔دکی تربیت دینے، گستاخوں کو انجام تک پہنچانے والے عاشقانِ رسول کو بچانے، اُن کے جان مال کو تحفظ دینے والی صالح قیادت واسلامی مرکزِ حکومت بھی قائم تھی۔۔

اگر صالح قیادت واسلامی مرکزی حکومت کا قیام ضرور نہیں ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ کبھی نہیں

فرماتے "انّما الامام جنة یقاتل من ورائه ویتقٰی به"

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تاریخِ اسلامی کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ مرکزی اسلامی حکومت کے قیام کے بغیر جس کسی نے بھی اَلْ،،،،،جھا۔۔۔۔۔۔۔د اَلْ،،،جھا،،،،،د کا نعرہ لگایا، پرجوش تقاریر کے ذریعے عوام کو اُکسایا اُس نے مسلم نوجوانوں کو بے گوروکفن مروانے، اسلام کو بدنام کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کیا جس کی مثالیں لشکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ طیبہ، لشکرِ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جھنگ ،،،وی، لشکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ِس پاہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صحابہ وغیرہ ہیں۔۔

فریقِ ثانی کے کردار کا جائزہ

فریقِ ثانی کے مطابق ہر مشکل کی دوا پیاری پیاری سنتوں پر عمل کرنے میں ہے لہذا سارے مسلمان نیک نمازی ہوجائیں، مسجدیں آباد ہوجائیں وبسسس۔۔۔۔

اِن صاحبان کا یہ عمل اور منبر و محراب کے ذریعے

نازک مواقع پر عوامِ مسلمین سے اعمالِ خیر کی کثرت بجالانے کی پُرزور اپیلیں کرنا ایک اعتبار سے درست ہے دوسرے اعتبار سے انتہائی پُرخطر ہے۔

نازک مواقع پر نیکی کی دعوت کی پرزور مھمیں چلانا عوام کے حق میں اِس لئے بہتر ہے کہ عوام پر ج،ھا،،،دیا گستاخوں سے بدلہ لینے کی طاقت نہیں ہے۔

"لایکلف الله نفسا الاوسعها"

اللہ پاک کسی جان پر اُس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔۔۔۔جب عوام پر ایک چیز لازم ہی نہیں ہے تو اُن کے سامنے ایسی باتیں کرنے کا کیا فائدہ۔

عوام کی طاقت میں یہ ہے کہ وہ گستاخوں اور بدبختوں کے لئے بددعا کریں لہذا اعمالِ خیر بجالانے کی جب عوام میں عادت پڑجائے گی تو وہ نمازوں میں یا دیگر مواقع پر گستاخوں کے لئے بددعائیں کریں گے اللہ نے چاہا تو کسی کی بددعا کی بدولت گستاخ تباہ برباد ضرور ہوں گے یا اللہ پاک کسی اسلامی جرنیل کو غیرت کی

توفیق دے گا کہ وہ گستاخوں سے بدلہ لے لے۔۔۔

فریقِ ثانی کا یہ طرزِ عمل عوامِ مسلمین کے حق میں ہونے کے باوجود نیو فارغ التحصیل فضلاء، کتب بینی ومقاصد شرع سے ناواقف علماء نیز مدارسِ دینیہ کے لئے انتہائی غیر مفید وپُر خطر ہے۔

کتبِ دینیہ کے مطالعہ سے دور رہنے والا نیو فاضلین علمائے دین نیز طلباء جب بڑی سطح کے بہت بڑے اہم دینی شخصیات سے نازک ٹاپکس پر اِس طرح کی میٹھی میٹھی گفتگو سنتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی اتنا اہم ایشو نہیں ہے جس پر کچھ مُتحرّک ہونے، یا اس موضوع کے متعلق کچھ پڑھنے یا اِس پر کچھ لکھنے کی حاجت ہے۔

جب دینی طلباء یا نیو فارغ التحصیل اشخاص کا یہ ذہن بن گیا کہ یہ کوئی اتنا اہم ایشو نہیں ہے تو بتائیے حفاظتِ دین، ومقاصدِ شرع کی تکمیل کا ذمہ کون اٹھائے گا، پھر اِس حدیث کا کیا بنے گا جس میں علماء کی ذمہ داریاں بیان کی گئیں "ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین "

افراط وتفریط سے بچنے کا آسان طریقہ و راہِ اعتدال یہی ہے کہ عام امن کے حالات میں عوامِ مسلمین کے سامنے ج،،،ھا،،،،د کی آیات، احادیث، ومفاہیمِ ج،،ھا،،د بھی کھل کر بیان کئے جائیں لیکن بشرطِ شئ کے ساتھ ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بشرط شئ کیا ہے وہ ہم بیان کر چکے یعنی اسلام حکومت کی قیادت کے تحت اُن کے زیرِ کنٹرول رہ کر ج،،،،ھا،،،د۔۔۔۔۔

نازک حالات میں اسلامی حکومت کی قیادت کے بغیر اُن کے سامنے اَلْ۔۔۔۔۔جھا۔۔۔۔۔د اَلْ۔۔۔۔۔۔جھا۔۔۔۔دکی باتیں کرنا، انہیں اکسانا کسی بھی طرح ٹھیک نہیں ہے۔

نازک حالات میں طلباءِ علمِ دین ونیو فارغ التحصیل علماء کی جھرمٹ میں جوش اور جذبات بھری باتیں، نازک مواقع پر سلف کی جرات مندانہ کردار کے بارے میں ضرور بالضرور گفتگو کی جائے تاکہ وہ غیرت مند ومقاصدِ شرع کی تحفظ کرنے والے عالمِ دین بنیں۔

ہم امید رکھتے ہیں کہ فریقِ ثانی اپنے ادارے سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام اور طلبائے کرام کی

اجلاس میں نازک مواقع پر مقدّساتِ دینیہ کے حوالے سے سلف کا کردار اور ہماری ذمہ داریاں جیسے ٹاپکس پر گفتگو کرتی ہوگی۔۔اور یہ اچھی بات ہے۔اگر نہیں کرتی تو توجہ کرے

هذا ما عندی والعلم من الله

جب پٹرول مہنگا ہونے کی خبر مذہبی نمائندوں تک پہنچی

ذوالقعدہ کا مہینہ تھا، حج کے دن قریب تھے۔حج تربیتی سیشن کے لئے پنڈال سج چکا تھا۔۔عوام کی جمِ غفیر اجتماع گاہ میں پہنچ چکی تھی۔کثیر نعت خواں زینتِ محفل تھے۔چاروں طرف چراغاں کا منظر تھا۔غوثِ زماں بھی اسٹیج پر جلوہ افروز تھے۔مفتیِٔ پاکستان بھی تقریر کے لئے مدعو تھے۔

نقیبِ محفل مکہ شریف کے فضائل بیان کر رہا تھا کہ ایک خبر پہنچی!

"حکومت نے پٹرول، ڈیزل، یوٹیلٹی بلز کی قیمتیں بڑھا دی ہیں۔

پنڈال میں موجود عوام میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں، اب گھروں کے کرایے مہنگے ہونگے، میڈیسنز مہنگی ہو جائینگی، اب کیا ہوگا، ہم غریب لوگ کیسے گزارہ کرسکیں گے ؟۔

عوام کی نفسیاتی کیفیت دیکھ کر مُحقّقِ مسائلِ شرعیہ نے مائیک سنبھالا اور انتہائی میٹھے لہجے میں ارشاد فرمانے لگے لوگو! پریشان ہونا چھوڑ دیجئے۔آئیے ایک پیاری حکایت سنتے ہیں۔

کچھ لوگ مشہور تابعی بزرگ سیدنا ابو حازم کے پاس آکر شکایت کرنے لگے حضور مہنگائی ہوگئ ہے چیزوں کے دام بڑھ چکے ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا! تمھیں کیا غم ہے جس رب نے مہنگائی سے پہلے کھلایا، پلایا وہ اب بھی تمھیں کھلائے گا پلائے گا۔

واقعہ سن کر پنڈال شریف سبحان اللہ کی صداؤں سے گونج اٹھا۔

مُحقّق صاحب کی چکنی چپڑی باتیں سنکر پنڈال میں سے دور کونے سے ایک شخص کھڑا ہوا۔وہ کہنے لگا مُحقّق

صاحب! بات تو بڑی اچھی کی آپ نے ------پر یہاں ایک بات سمجھائیے--------------------------تین چیزیں ہیں، تَوَکّلُ ،تَسَبُّبُ ،تَعَطّلُ

اسباب اپنا کر خالقِ کائنات پر بھروسہ کرنا توکل ہے۔ اسباب کو ہی مُؤثر سمجھنا تَسَبُّبُ ہے اور اسباب چھوڑ کر مسجد اور مزار کا کونا پکڑنا تَعَطّلُ ہے۔ اسلام میں صرف توکل کی اجازت ہے اور ہمارے معاشی اسباب راہِ توکل کے لوازمات پر پورا نہیں اتر رہے سیدنا ابوحازم کی بات کو اِن تینوں میں سے کس پر محمول کر کے خوش ہو جانا چاہیئے، بیان فرما دیجئے۔

مُحقّق صاحب کی سرِ عام رسوائی دیکھ کر ایک خطیب سے ضبط نہ ہوسکا وہ اسٹیج پر آکر یوں گویا ہوئے۔۔۔۔ فرمانے لگے! زندگی کے لمحات انتہائی قیمتی ہیں ہمارے تبصرے مہنگائی کو ہرگز ختم نہیں کر سکتے، ایک مومن کو لایعنی (بے فائدہ) تبصروں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

گستاخ شخص پھر بول پڑا،،،،، خطیب صاحب اگر معاش و معیشت کی بہتری کے بارے میں سوچنا، مہنگائی کے ذریعے مسلمانوں کو پریشان کرنے والوں کے بارے میں گفتگو کرنا بھی لایعنی ہے تو پھر آپ کی جہالت پر مجھے اِسترجاع پڑھنا چاہیے۔

خطیب صاحب! مجھے بتائیے آپ کے زورِ بیان کا مقصد لوگوں کو نیک بنانا ہے لیکن مہنگائی کی چکی تلے پھستی عوام کیسے نماز روزہ کی طرف متوجہ ہوگی۔ فقر (غربت) کفر کا دروازہ بھی کھول سکتی ہے حدیث میں ہے "کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یّکونَ کفرا"

خطیب صاحب! فقہِ اسلامی کا مشہور و معروف شرعی حکم ہے کہ اگر نماز سے پہلے بھوک لگی ہوئی ہو اور کھانا میسر ہو تو بندہ پہلے کھانا کھائے پھر نماز پڑھے تاکہ عبادت میں یکسوئی حاصل ہو ----------کم آمدن، کثیر اخراجات، بھاری بھر کم ٹیکسز، آئے روز کی اِس مہنگائی والے نظام میں غربت زدہ لوگ کیسے دین کی طرف متوجہ ہو پائیں؟

خطیب کی عزت کچی ہوتی دیکھ کر اب کی بار خطیبِ یورپ صاحب بولے "اے مدینہ شریف کی

مٹی سے محبت کرنے والو! ایک بار مدینہ شریف میں ایک شئ بہت مہنگی ہوگئی تھی اہلِ مدینہ نے اُسے خریدنا ہی چھوڑ دیا پھر وہ چیز انتہائی سستی ہوگئی۔ مہنگائی کا علاج یہ ہے کہ جو چیز مہنگی ہو جائے اُسے خریدنا ہی چھوڑ دو"۔

خطیب یورپ کے ارشادات سن گستاخ شخص بول پڑا۔۔۔۔۔شیخ صاحب! مدینہ شریف میں تو ایک چیز مہنگی ہوگئی تھی پر یہاں تو سب چیزوں کے دام بڑھ چکے ہیں اور دام مزید بڑھتے جارہے ہیں۔۔۔۔اور تو اور اب تو حال یہ ہے کہ آپ سے بات کرنا بھی مہنگا ہو چکا ہے۔ گھروں کے کرائے بھی مہنگے ہوگئے ہیں کیا گھروں میں رہنا چھوڑ دیں؟

آٹا، دالیں، سبزیاں، گھی، تیل، میڈیسنز، ساری چیزیں مہنگی ہوگئی ہیں کیا مٹی کھانا شروع کردیں؟

گستاخ شخص کا بیباکانہ جرات دیکھ کر خطیبِ یورپ کا ایک قریبی منظورِ نظر مرید بول پڑا......راہِ طریقت میں بزرگوں پر اعتراض منع ہے۔ بزرگوں نے لکھا ہے جو شخص بزرگوں پر اعتراض کرتا ہے وہ فلاح نہیں پاسکتا۔

جب کسی سے کچھ نہ بن سکا تو سٹیج سے مفتی اہلِ سنت جلوہ افروز ہوئے اور بیان کرتے ہوئے کہا میں نے اِس ملک کے اعلیٰ سیکورٹی کمان کے سب سے اعلیٰ افسر کو اذان میں اَشھد انّ محمدا رسول اللہ سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہوئے خود دیکھا ہے میں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ یہ عاشقِ رسول ہیں ۔۔بے فکر رہئے ایسے سالار کے ہوتے ہوئے پاکستان کو کچھ نہیں ہوسکتا۔

گستاخ شخص پھر بول پڑا اے لوگو! بیوقوف مت بنئے۔ تمھارا مُحقّق، تمھارا خطیب تمھارا مفتیٔ پاکستان سب کے سب مجھے فقاہت بے خبر لگ رہے ہیں۔اِنہیں زمانے کے بدلتے کروٹوں کا اندازہ ہی نہیں ہے۔ سب کے سب عقیدت کا بھنگ پلا کر تمھیں ٹرک کی بتی کے پیچھے لگا رہے ہیں۔

گستاخ شخص کی گفتگو جاری تھی وہ کہہ رہا تھا دورِ مبارک میں اہلِ مدینہ کو میٹھا پانی یہودی سے مول لینا پڑتا تھا اور وہ یہودی زیادہ قیمت پر پانی فروخت کیا کرتا تھا۔۔۔اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اعلان فرمایا! کون جنت کے بدلے اِس یہودی سے کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کردے گا؟ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اٹھے اور یہودی سے میٹھے پانی کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کردیا۔

گستاخ شخص نے گرجدار آواز میں کہا اے لوگو! کل یہودی صرف کنوئیں کا مالک تھا تو اُس نے مسلمانوں کے لئے دام بڑھا دیئے۔ آج پورا جمھوری نظام ہی یہودیوں کا ہے تو وہ کیسے تمہیں سکھ سے جینے دیں گے؟

اے لوگو اِس گندے جمھوری نظام میں اپنی فلاح مت ڈھونڈو۔ تمھارا دین اسلام ہے تو نظام بھی اسلامی ڈھونڈو۔

گستاخ شخص کہہ رہا تھا اے غوثِ وقت، اے خطیبِ پاکستان، اے مفتی اہل سنت نظام بدلنے کا سوچیے ورنہ 90٪ فیصد عوام تو ویسے ہی دین سے دور ہے کہیں ایسا نہ ہو تمھارے غلط پالیسیوں کی وجہ سے یہ 10٪ بھی راہ سے نہ ہٹ جائیں۔

درس نظامی کو درس نظامی سمجھ کر پڑھیں

ہر چیز کی کوئی نہ کوئی غرض وغایت ہوتی ہے اور کسی بھی چیز کو حاصل کرنے سے پہلے اُس کی غرض وغایت (اغراض ومقاصد) کا معلوم ہونا ضروری ہے تاکہ بے فائدہ چیز کے حصول سے بچا جائے۔

درس نظامی (عالِم کورس) کرنے کے بھی اغراض ومقاصد ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالِم دین بننے کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین۔ (مشکوۃ شریف کتاب العلم)

خلاصہ حدیث

عالِم دین اپنے علم کے ذریعے دین اسلام میں داخل کئے جانے والی بدعات و تحریفات کو مٹا کر حق کی

حفاظت کرے گا۔۔

بدعات کو مٹانا، تحریفات کی نشاندہی کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے ۔لوگوں کے دلوں میں بدعات وتحریفات کی محبت ایسی رچ بس چکی ہے جیسے پوجاری کے دل میں بت کی محبت۔۔۔

سنتِ ابراہیمی پر عمل پیرا ہوکر بتوں کا سر وہی عالم دین قلم کر سکتا ہے جو حقیقی معنوں میں وارثِ انبیاء ہو۔

عالم دین اپنے اردگرد کے ماحول میں بدعات وجہالت کے مندروں میں سجائے گئے مورتیوں کو دیکھتا ہے تو اُس کی غیرت ایمانی یہ گوارا نہیں کرتی کہ لوگ زندگی کی مقصدِ حقیقی کو پس پُشت ڈالکر اِن جہالتوں میں پڑے رہیں چنانچہ جب وہ انہیں بچانے کی کوشش کرتا ہے تو زمانے کے نمرود، فرعون، ہامان، قارون، ابوجہل جیسے لوگ اُس عالم دین کی راہ میں ہر طرح سے رکاوٹیں ڈالنے کی کوششیں کرتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ طالب علم حقیقی عالم دین کیسے بنے؟؟؟.

مختصر جواب تو یہ ہے کہ جس پر اللہ کا فضل ہو وہی حقیقی عالم دین بن سکتا ہے۔دنیا عالمِ اسباب ہے۔حقیقی عالم دین بننے کے لئے اسباب اختیار کر کے محنت کرنے کی بھی سخت حاجت ہے۔۔

ایک طالب علم جب کسی مدرسہ میں داخلہ لیتا ہے تو اسے اپنے بارے میں معلوم نہیں ہوتا کہ کون سی چیز میرے لئے فائدہ مند ہے اور کون سی چیز میرے لئے نقصان دہ۔

درسیات کی کتابوں کو اچھی طرح پڑھنا ہی ایک طالب علم کے مستقبل کو سنوار سکتا ہے۔

ابتدائی دو درجوں (دو کلاسز) میں تقریبًا ہر طالب علم محنت کرتا ہے۔

درجہ ثالثہ میں پہنچ کر (كُلُّ شَيْئٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِه) والا معاملہ ظاہر ہوجاتا ہے۔اِس درجے میں پہنچنے کے بعد بعض طالب علم مختلف ایکٹیوٹیز میں مشغول ہوجاتے ہیں۔بعض نجی مطالعہ میں بے انتہاء مصروف ہوجاتے ہیں۔بعض تعویزات کی کتابیں پڑھنے اوراد، وظائف پڑھنے، استخارہ سیکھنے میں مشغول رہتے ہیں۔بعض طالب علم مقرّرین کے بیانات سننے اور اُن کی نقلیں کرکے خطیب بننے کی کوشش میں مصروف ہوجاتے ہیں۔بعض طلباء موبائل پر گیمز کھیلنے میں مصروف ہوجاتے ہیں۔بعض

شادی کے بارے میں بکثرت سوچنے لگ جاتے ہیں۔
الغرض شیطان ونفس کے بہکاوے میں آکر کثیر طالب علم اپنے مقصدِ اصلی سے ہٹ کر غیر ضروری کاموں میں مصروف ہوجاتے ہیں۔

طالبِ علم کا مقصدِ اصلی

دورانِ طالب علمی (درجہ اولیٰ تا دورہ حدیث) ایک طالب علم کا مقصدِ اصلی یہ ہے کہ وہ اپنی نصابی کتب کو زیادہ سے زیادہ ٹائم دے۔
عبارت، ترجمہ، تفہیم، خلاصہ اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرے۔
نصابی کتب میں پڑھائے گئے اسباق کو اچھی طرح سمجھ کر یاد کرلے، یاد کرنے کے بعد نوٹس ضرور لکھے۔ پھر اگر طالب علم کے پاس وقت بچے تو سبق کے متعلق کتاب میں دیا ہوا حاشیہ ضرور بالضرور پڑھے۔
اگر زیادہ ذھین طالب علم ہے اور کم وقت میں اپنا سبق یاد کرلیتا ہے، سبق کے متعلق دیگر ضروری کام بھی بہت جلد مکمل کرلیتا ہے تو اُس پر لازم کہ درسی کتابوں میں سے اپنی پسندیدہ کتاب وفن پر لکھی گئ عربی شروحات پڑھے۔۔۔
جب طالب علم مذکورہ طریقہ کے مطابق محنت سے 8 سال یا 6 سال تک پڑھے گا ان شاء اللہ ایک دن وہ حقیقی عالمِ دین ضرور بن جائے گا۔
ایک ممکنہ سوال اور اس کا جواب۔
کیا دورانِ طالب علمی تصوف، فتاوٰی جات، تفاسیر وغیرہ کا مطالعہ نہیں کرنا چاہئے؟؟
جواب
اگر آپ صوفی کورس، فقہ کورس، تفسیر کورس پڑھ رہے ہیں تو بے شک تصوف، فقہ، تفسیر وغیرہ کی کتابیں پڑھئے۔۔۔اگر آپ درسِ نظامی کورس پڑھ رہے ہیں تو فی الحال درسیات سے متعلق علوم وفنون پر ہی توجہ دیجئے۔

درسِ نظامی نہ تو مفتی کورس ہے نہ صوفی کورس۔۔۔۔جب درس نظامی مفتی،،صوفی،،مفسّر کورس نہیں ہے توپھر نصابی کتابیں سمجھے بغیر دیگر کتابیں مطالعہ کرنے کا کیا مقصد؟؟؟.

دودھ پیتے بچے کو بریانی نہیں کھلائی جاتی بلکہ ماں کا دودھ ہی اُس کے لئے مفید،،،اِس لئے کہ بچے کا معدہ بہت کمزور ہوتا ہے وہ صرف دودھ ہی ہضم کرسکتا ہے۔ایسی ہی ایک طالب کا دل ودماغ دورانِ طالب علمی بہت کچا ہوتا ہے نصابی کتابیں سمجھے بغیر دیگر کتابیں اُسے ہضم نہیں ہوں گی۔لہذا وہ صرف اپنے درسی کتابوں کے متن وحواشی،وپسندیدہ فن کے متعلق لکھی گئی عربی شروحات کی طرف ہی توجہ دے۔ہاں سالانہ تعطیلات وجمعہ کی چھٹیوں اور دیگر چھٹیوں میں نجی مطالعہ ضرور کیجیئے۔

علوم میں پختگی وہی عالم پاسکتا ہے جس نے دوران طالبعلمی درسی کتابوں کو اچھی طرح محنت سے پڑھا اور سمجھا۔

اسلام کی سمجھ رکھنے والے علمائے کرام فرماتے ہیں،فرائض،واجبات اور سنت موکدہ کے بعد درسِ نظامی کے طالب علم پر فرضِ اعظم یہی ہے کہ وہ اپنی درسی کتابوں کو محنت ولگن کے ساتھ پڑھے،انہیں اچھی طرح سمجھے اوراسباق یاد کرے۔

تواے طالب علم! یہ میری نصیحتیں اپنی گرہ سے باندھ لیجیئےاِن پر عمل کیجیئے ان شاءاللہ فائدہ ہی فائدہ ہوگا

شَرحِ مائۃ عامل

دینی مدارس میں تعلیمی سال کا آغاز ہوچکا ہے۔تقریبًا تمام مدارس کے اندر درجات (کلاسز) میں اسباق کا سلسلہ بھی یقینًا شروع ہوچکا ہوگا۔

درسِ نظامی کی پہلی کلاس درجہ اولی مکمل کرنے کے بعد طلباء علمِ دین نحوی تراکیب (عربک سینٹینسز) کی پہچان کے لئے شرح مائۃ عامل پڑھتے ہیں۔

علومِ دینیہ کے طالبعلم کی علمی پختگی یا کمزوری کا دارومدار ابتدائی دو کلاسز یعنی اولی اور ثانیہ میں اچھی طرح

پڑھنے یا نہ پڑھنے پر ہے۔

جو طالبعلم اِن درجات (کلاسز) میں بالخصوص تین فنون نحو، صرف، اور فنِ ترجمہ کو خوب اچھی طرح محنت سے پڑھنے میں کامیاب ہوگیا اور بعد میں محنت کا عادی بھی رہا تو ان شاء اللہ وہ ایک بہترین راسخُ العِلم عالم دین بننے میں کامیاب ہوجائے گا۔

طالبعلم عموماً نادان ہوتے ہیں۔ وہ یہ صلاحیت نہیں رکھتے کہ علوم کے اعتبار سے کونسی شئ اُن کے لئے فائدہ مند اور کونسی شئ نقصان دہ ہے۔۔۔۔۔ نیز وہ اِس بات کے پرکھنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے کہ دینی علوم میں رسوخ کے لئے کس طرح کا اُستاد منتخب کیا جائے۔ امام محمد بن سیرین نے فرمایا" اِنَّ هَذاالْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمّنْ تاخذون دینکم"

اِس مبارک قول کی تشریح اسلافِ اھل سنت نے جس طرح بیان کیا اُس کے مطابق جس طرح بدمذھب کو استاد بنانا گمراہی کا پیشِ خیمہ ثابت ہوسکتا ہے ایسے ہی آدھے تیتر آدھے بٹیر نما فارغ التحصیل جو علم میں بالکل ناپختہ، اصول سے نابلد، محنت سے جی چرانے والے، موبائل سے قربت اور کتاب سے دور رہنے والے صاحبان کو دینی استاد بنانا بھی جھلِ مُرکّب میں پڑنے کا سبب بن سکتا ہے۔ ایسوں سے پڑھنے کے بعد بندہ جاھل بھی نہیں رہتا اور عالم بھی نہیں بنتا بس" مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذالك لاالی ھؤلآء ولاالی ھؤلآء" والی صورت بن جاتی ہے۔۔۔۔

واضح رہے جاھل بننا بے شک گناہ ہے لیکن جاھل مرکب بننا مطلق جاھل رہنے سے بھی بڑا گناہ ہے. " اِعْتِقَاد جازِمٌ خِلَافٌ للواقع " بندہ سمجھتا ہے میں فارغ التحصیل عالم ہوں، دین کی سمجھ رکھتا ہوں جبکہ حقیقت اِس برعکس ہوتی ہے۔

شرح مائۃ عامل کی تراکیب جس طرح ہم پڑھتے پڑھاتے ہیں اگر بزرگان دین، اسلاف اھل سنت اِس طرز کو ملاحظہ فرماتے تو سخت ناراض ہوکر ہم پر مرتکبِ بدعت قبیحہ ضالہ مضلہ فِی النحو کا فتویٰ صادر فرماتے۔

تراکیبِ نحویہ پڑھنے پڑھانے کا بہترین اور علمی پختگی والا انداز وہی ہے جو البشیر شرح نحو میر میں امام النحو علامہ غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنائی۔

باقی ہم جیسے لوگ جاء زید کی ترکیب میں جاء فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب زید فاعل ۔۔۔۔۔فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا،،، کہتے رہیں اِس سے علمی پختگی ہرگز حاصل نہیں ہوگی۔۔۔۔

شرح مائۃ عامل تراکیب پڑھنے کی غرض وغایت ہی نحوی قواعد کا اجراء اور کلمہ کی اعرابی، بنائی حالت کی پہچان ہے۔

غور کیجئے جیسے جاء زید کی ترکیب ہم جیسے لوگ جس طرح پڑھتے ہیں، یہ طریقہ شرح مائۃ عامل میں تراکیب پڑھنے کی غرض کو پانا تو دور کی بات کہیں ٹچ بھی کر رہا ہے؟؟؟؟

خِشتِ اوّل چوں نِہَدْ مِعمار کَجْ
تاثُریا مِی رَوَدْ دیوا کَج

شعر کا ترجمہ تو کچھ اور ہے، البتہ میرے مطابق شاعر کہہ رہا ہے "بدعت فی التراکیب النحویہ میں مبتلا شخص سے نحو پڑھنے والا شخص کبھی بھی راسخ العلم نہیں بن سکتا۔ وہ ہمیشہ علمی کسمپرسی میں ہی مبتلا رہے گا۔

دو اہم وضاحتیں

پہلی وضاحت۔۔

شرح مائۃ عامل پڑھے بارہ سال ہو چکے ہیں۔ نصابی طور پر پڑھنے کے علاوہ کبھی کبھی پڑھنے کی سعادت تو حاصل ہوئی ہے البتہ پڑھانے کی سعادت اب تک نہیں حاصل نہیں لہذا مضمون کے مندرجات سے اگر کوئی صاحب اختلاف رکھے تو چشم ما روشن دل ماشاد۔۔۔

دوسری وضاحت

مکمل مضمون پڑھ لینے کے بعد اگر کسی صاحب کو بخار چڑھے تو وہ ہمیں معاف فرمادے۔

چالیس ہزار لڑکیاں گھروں سے کیوں بھاگیں؟

بی بی سی اردو سروس کی رپورٹ کے مطابق صوبۂ پنجاب سے پچھلے پانچ میں چالیس ہزار سے زیادہ لڑکیاں غائب ہوگئیں۔

سرکاری فِگرز کے مطابق اِن میں سے تقریباً سینتیس ہزار کو بازیاب کرالیا گیا۔ لیکن صوبے کے تمام چھتیس ڈسٹرکٹس میں ساڑھے تین ہزار کیسز ایسے بھی تھے جن میں لاپتہ یا اغواء ہونے والی لڑکیوں کا ابھی تک کچھ پتہ نہیں چلا۔

نکاح نسلِ انسانی کی بقا کا ذریعہ ہے۔

نکاح اور اِس سے متعلقہ احکامات قرآنِ کریم نے خود واضح بیان کئے۔

قرآنِ کریم میں نماز، روزہ، حج زکوٰۃ کا بھی بیان ہے لیکن نماز کس طرح پڑھیں، کتنی رکعتیں پڑھیں وغیرہ،،،،،،اسی طرح زکوٰۃ کب فرض ہے، کتنا فرض ہے، کب زکوٰۃ دی جائے،اِس کو قرآنِ کریم نے واضح بیان نہیں کیا۔ قرآنِ کریم کے اِس اجمالی حکم کی تشریح اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا۔

جس شئے کے احکامات کی تشریح قرآنِ کریم خود بتائے اُسکی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔۔

انسان فطرتی طور پر تجرّدانہ زندگی نہیں گزار سکتا اسے زندگی گزارنے، اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے اپنی طرح کے دوسرے انسانوں کی بھی ضرورت ہے۔ نکاح کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ صحت مند، پُرامن معاشرہ کی بنیاد صحت مند گھرانے کی بنیاد پر موقوف ہے اور صحت مند گھرانے کے وجود کی ابتداء نکاح سے ہی ممکن ہے۔ معاشرہ افراد کے مجموعی کردار کا نام ہے۔ بہترین گھرانے کے افراد بہترین کردار کے مالک ہوتے ہیں۔

اگر مرد و عورت نکاح کے بغیر ایک دوسرے سے تعلق رکھنا شروع کردیں تو معاشرے کی فضا مسموم ہوگی ۔ کوئی بھی ذی شعور شخص بدبودار، مسموم فضا میں سانس لینا گوارا نہیں کرتا ایسے ہی کوئی بھی ذی شعور شخص

بگڑے ہوئے معاشرہ میں خوش دلی سے رہنا پسند نہیں کرتا۔
نکاح ایک اہم فریضہ ہونے کے ساتھ انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت بھی ہے۔

پاکستان جہاں شعور ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا اِلّا ماشآءاللہ۔۔۔۔۔۔۔ ایسے ملک کے ایک بڑے صوبے میں نکاح، شادی کے نام پر پانچ سال کے اندر چالیس ہزار لڑکیاں گھروں سے بھاگ جائیں یہ تو کوئی اَنہونی بات نہیں ہے۔

سوال یہ ہے معاشرہ اتنا غلیظ کیوں ہوتا جارہا ہے؟ رشتوں کی تقدُّس، اہمیت، ایک دوسرے کا لحاظ کیوں ختم ہوتا جارہا ہے؟ کیوں لوگ ایک دوسرے کی عزتوں کے درپے ہوگئے ہیں؟ صنفِ نازک گھر سے باہر قدم رکھنے، اجنبی شخص پر بھروسہ کرنے پر کیوں تُل گئ ہے؟

سوال یہ بھی ہے کہ ملک میں لاکھوں تعلیم گاہیں ہیں، کئ لاکھ مساجد ہیں جہاں تربیتی بیانات اور قوم کی اصلاح ہوتی ہے، ہزاروں مدارس ہیں، علمائے کرام کی بُہتات ہے، سینکڑوں مُبلّغین ہیں، موٹیویشنل اسپکیرز یوٹیوب چینلز بناکر دستیاب ہیں، آستانہ سجائے پیر صاحبان ایک نظر سے گنہگاروں کی تقدیریں بدل رہے ہوں پھر بھی معاشرے میں سدھار کی بجائے بگاڑ کیوں ہے، معاشرہ تیزی تباہی کی طرف کیوں گامزن ہے؟

ہمارے دل پرانے زمانے کے کافر قوموں کی طرح سخت نہیں ہوسکتے اِلاقلیل۔۔۔۔اس لئے کہ قرآنِ کریم نے ہمیں مؤمن کہا "وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ"
سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔۔ پھر ہم سمجھ کیوں نہیں رہے؟

اِن سب سوالوں کا جواب یہ ہے کہ آج تعلیمی ادارے بکثرت ہیں، مساجد، مدارس، آستانے لاتعداد ہیں، پروفیسرز، ٹیچرز، علمائے کرام، پیر صاحبان بھی بہت ہیں مگر وہ نصاب جس کے ذریعے اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوم کی تربیت کی وہ ہماری ترجیحات میں شامل نہیں ہے۔ہم قرآن قرآنی نقطۂ نظر سے پڑھنے کی بجائے کچھ یوں پڑھتے ہیں قرآن اور تصوف، قرآن اور

سائنس، قرآن اور بائیبل، قرآن اور فلسفہ، قرآن اور میرے فرقڑے کے دلائل وغیرہ۔
گزارش ہے کبھی قرآن کریم کو بالکل خالی دماغ ہو کر پڑھیں شاید صراط مستقیم نصیب ہو جائے۔
نوجوان لڑکے لڑکیوں کی بھکنے کے اہم وجوہات۔
تعلیمِ دین اور شعور کی کمی،
والدین کا اپنی اولاد کی تربیت کی طرف توجہ نہ دینا۔
لڑکے لڑکیوں کا ہر قسم کے خوف و خطرے سے آزاد ہو کر لاابالی پن کا شکار ہونا ہے۔۔۔
نکاح صرف جسموں کا ملاپ یا ہوس پوری کرنے کا ذریعہ نہیں ہے۔ نکاح صحت مند معاشرے کے لئے ابتدائی تربیتی گھرانہ ہے۔
نکاح سے پہلے نکاح کے لوازمات میں سے ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو نان نفقہ، خرچہ، رہائش دینے کی طاقت رکھتا ہو۔
ذرا سوچیئے جو شخص آپ سے میسج اور کال پر 10،10 گھنٹے لگا رہتا ہے وہ کیا کماتا ہو گا، کہاں سے رہائش اور دیگر اخراجات پورے کر سکے گا۔ اگر آپ گھر سے بھاگ کر اُس کے پاس گئے بھی تو اِس مہنگائی کے دور میں اُس نے آپ کو پاس رکھا بھی تو بے روزگاری کی صورت میں وہ آپ سے دو کام ضرور کرائے گا۔

نمبر1
جسم فروشی

نمبر2
بھیک منگوائے گا۔

نکاح کے لوازمات میں سے ہے لڑکا خاندانی لحاظ سے لڑکی کے برابر ہو یا زیادہ ہو۔۔۔۔ اُس سے کم نہ ہو۔۔
جس شخص کی آپ سے واقفیت سوشل میڈیا کے ذریعے ہوئی، اُس کے خاندان قوم قبیلے کے بارے

میں آپ نہیں جانتے پھر آپ کیسے اُس پر یقین کر بیٹھی ہیں کہ وہ اچھے خاندان کا ہے ؟

اللہ کریم ہم سب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

الگ ہو جانے کے بعد

اُس سے بچھڑے سالوں بیت گئے، آج بھی کبھی کبھی اُس کی یاد آتی ہے۔ محبّت پاکیزہ نہ ہو اور انتہائی کلوزنگ کے بعد جب جدائی ہو جائے، راستے الگ ہو جائیں تو انسان عموماً بھٹک جاتا ہے۔

میں بھی ایک انسان تھا، بھٹک گیا۔ جدائی کے بعد پل پل غصہ ستانے لگا۔ اُس کی بیوفائی شعلہ بن کر مجھے جلا رہی تھی۔ بدلے کی آگ دل میں تپ رہی تھی کیونکہ مجھے اُس پر بہت زیادہ بھروسہ تھا۔ میں سوچتا تھا یہ مجھ سے ہرگز بیوفائی نہیں کرے گی۔

ہم اتنے کلوز تھے کہ عید کی سویاں بھی پارک میں بیٹھ کر اکٹھے کھایا کرتے تھے۔ تحفہ تحائف کا تبادلہ بھی رہتا تھا۔ گھومنا پھرنا، سیر و تفریح الغرض ہم ایسے تھے دو قالب یک جان۔

رسمِ نکاح بھی ہو چکی تھی بس رخصتی باقی تھی۔ میں نے نکاح پر اسے بہت قیمتی تحفہ بھی دیا تھا۔

اُس کی زندگی کی پل پل کی تصویریں میرے پاس محفوظ تھیں۔ انسان جب اپنے جنسِ مخالف کے زیادہ کلوز ہو، محبت پاکیزہ بھی نہ ہو تو ڈیجیٹل دور میں کس قسم کی تصویریں ایک دوسرے سے شیئر کی جاتی ہیں وہ آپ سب سمجھ سکتے ہیں۔ یوں سمجھیں کہ اُس کی سینکڑوں الف ننگی تصویریں، ویڈیوز میرے پاس محفوظ تھیں۔

جب جدائی ہوئی تو مجھے اُس پر اتنا غصہ آیا اور اُس کے بارے میں میرے دل میں اتنی نفرت پیدا ہو گئی کہ وہ میرے سامنے ہو تو اُسے زندہ آگ میں جھونک دوں۔

میسج پر میں نے اُسے پیغام بھی دیا "دیکھنا روبی! تیری بیوفائی کی تجھے ایسی سزا دوں گا کہ تیرا پورا خاندان یاد رکھے گا، تو میری نہ ہو سکی لیکن میں تجھے کسی اور کا ہونے کے لائق بھی نہیں چھوڑوں گا۔

روبی کو معلوم نہیں تھا کہ اُس کی ہر قسم کی پکس میرے پاس محفوظ ہیں۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ اُس کی کوئی قابلِ اعتراض پک میرے پاس محفوظ نہیں ہے کیونکہ پکس بھیجنے کے بعد وہ کہتی تھی دیکھ کر ڈلیٹ کر دینا لیکن میں کہاں ڈلیٹ کرنے والا تھا۔

کورٹ سے خلع لینے کے بعد وہ اپنے کزن سے نکاح کر چکی تھی۔ میرا ارادہ تھا کہ اُسکی پکس اور ویڈیوز پبلک کر کے اُسے بدنام کر دوں۔ بہت برا ہونے کے باوجود بھی میرے اندر ایک اچھائی تھی وہ یہ کہ میں فجر بھی باقاعدگی سے پڑھتا تھا اور بعدِ فجر تلاوت بھی کیا کرتا تھا۔

اِنہی پریشانیوں کے دن تھے ایک دن تلاوت کر رہا تھا، آیت کا موضوع یہ تھا کہ رُخصتی سے پہلے اگر جدائی ہو جائے تو فریقین کو کیا کرنا چاہیئے ۔۔۔۔ حق مہر کی تفصیل اور چند دیگر احکام بتانے کے بعد ارشاد ہوا "وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ" ایک دوسرے پر احسان کرنا نہ بھولو۔۔۔

قرآنِ کریم کے اِس فرمان نے میرے دِل کا کینہ صاف کر دیا۔ اَوَّلاً میں نے توبہ کی اِس کے بعد روبی کی ویڈیوز اور پکس ڈلیٹ کیں۔ میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا زندگی کے ہر موڑ پر جہاں جہاں شریعت اجازت دے گی میں اُس سے بھلائی واحسان کرنا نہیں بھولوں گا۔

قرآنِ کریم چونکہ فصیح و بلیغ کلام پر مشتمل ہے۔ ایک ایک آیت سینکڑوں مضامین کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہوتا ہے۔ اِس آیت میں صرف میاں بیوی کو جدائی کے بعد ایک دوسرے سے فضل واحسان کا حکم نہیں ہوا بلکہ ہر دو فریقین چاہے اُن کے درمیان اختلاف سیاسی ہو، یا خاندانی، تجارتی ہو یا سماجی۔۔۔۔۔ ہر فریق کو ایک دوسرے سے بھلائی واحسان کا حکم دیا گیا ہے۔

کاشکہ مسلمان خاندان رشتے ٹوٹ جانے، راہیں الگ ہو جانے کے بعد ایک دوسرے کے خلاف پروپیگنڈے نہ کریں، الزامات، بہتان تراشی سے باز رہیں،،،،،، اِسی طرح سیاسی لوگ بھی اپنے سیاسی مخالفین کے ساتھ بھلائی واحسان کرنے والے بن جائیں تو ہمارا یقیناً پُرامن معاشرہ کہلائے گا۔ فتنہ وفساد گیری ختم ہو جائے گی ان شاء اللہ۔

ترکی میں کچھ پاکستانیوں نے

ترکی میں کچھ پاکستانیوں نے بدتہذیبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہاں کی عورتوں کو چھیڑنا، سیٹیاں مارنا، راہ چلتی اکیلی عورتوں کا پیچھا کرنا شروع کیا۔اس پر وہاں کے لوگوں نے غصہ کا اظہار کرتے ہوئے ٹیوٹر پر پاکستانیوں کو ڈی پورٹ کرنے کا ٹرینڈ چلایا ہے۔اس صورتحال کی منظر کشی ملاحظہ فرمائیے ہمارے قلم سے۔۔۔۔

شعور کیا ہے، عزت کسے کہتے ہیں، ملک وقوم کی نمائندگی کیسے کی جاتی ہے صاحب جی اِس بات سے ناواقف تھے۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد لائف سیٹل کرنے کے ارادے سے صاحب جی نے یورپ کا رخ کیا۔یورپ نام سنتے ہیں دو چیزیں ذہن میں آتی ہیں نمبر 1 ڈالرز اور نمبر 2 یورپین گوری لڑکیاں۔۔۔۔۔

صاحب جی اور اُس کے دوستوں کا خیال تھا یورپ کی گوری لڑکیاں تڑپ رہی ہیں، اُن کے ساتھ تعلق بنانا نہایت آسان ہے۔اِنہی ارادوں کے ساتھ صاحب جی اور اُسکے دوستوں نے جیسے ہی یورپ میں اپنے قدم رکھے، اُنہیں اپنے آس پاس آزادانہ گوری چٹی یورپین لڑکیاں گھومتی نظر آئیں۔۔

چند دن گزرے تھے کہ صاحب جی اپنے خبیث ارادے کو عملی شکل دینے کے لئے یورپ کی گلیوں کی طرف نکل پڑے۔صاحب جی کا خیال تھا، ہاف ڈریسز پہنی یورپین گوریاں گویا دعوت دے رہی ہیں آئیے دسترخوان آپ کے انتظار میں ہے۔

ہیلو ہائے کرتے کرتے کئ دن گزرے پر کسی بھی گوری نے صاحب جی اور اُس کے دوستوں کو گھاس تک نہیں ڈالی۔مایوس ہو کر صاحب جی نے خود سے گوریوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کی، بعض کے پیچھے چلتے ویڈیوز بنانی بھی شروع کیں پر صاحب جی کا ہر داؤں الٹا پڑ رہا تھا۔ایسا لگ رہا تھا کہ یورپین گوریاں مرد سے تعلق بنانے سے ہی ناواقف ہیں۔

کوئ گوری سیٹ تو نہیں ہوئ البتہ صاحب جی اور اُس کے دوستوں کے کرتوتوں سے ملک اور قوم کی

خوب بدنامی ہوئی۔

اے خنزیر نما نفسانی خواہشات کے غلام انسان گناہ کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں لیکن خواہشاتِ نفس کی غلامی نے تجھ سے تیرا شعور چھین لیا، تیری نورِ عقل بجھ گئی، اب تجھے مہذب طریقے سے کسی کو اپنی طرف مائل کرنے میں (اگر چہ یہ بھی گناہ و حرام ہے) اور لچر پن میں بھی کوئی فرق نہیں دِکھ رہا۔

تیری یہ بدگمانی ہے کہ یورپین گوریاں windeo open کرکے بیٹھی ہیں بسسس inter ہونے کی دیر ہے۔ حقیقت میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے لہذا خود کو ذلیل مت کر، ملک اور قوم کو بدنام کرانے سے باز آ۔۔

انسانی علم وفن کی تاریخ اور مِسٹر تعلیم یافتہ

کلمہ پڑھنے کی حد تک تو ہم سارے مسلمان ہیں پر علومِ قرآنیہ پڑھنے، غور و فکر کرنے کی زحمت بہت کم لوگ گوارا کرتے ہیں۔

یونیورسٹی کے پروفیسرز ہوں یا مذھبی رنگ میں مسلمانوں کے دینی رہنما یعنی پیرؒ صاحبان، اینکر پرسن ہوں یا فلاحی کاموں کے سلسلے میں ملکوں سفر کرنے والے ورکرز ہر ایک کی آنکھوں کو یورپ کی ترقی خیرہ کرر ہی ہے، سائنسی تحقیق ساحرانہ انداز میں ذہنوں کو مسحور کرر ہا ہے۔

عام دنیادار تعلیم یافتہ لوگوں کا کیا گلہ جب مذہبی رہنماء یورپ گھوم کر واپس پاکستان پہنچتے ہیں تو کہتے ہیں "یورپ کی ترقی آہ کیا کہنے، صاف ستھری کشادہ سڑکیں، عالیشان عمارات ایسا لگتا ہے کہ یورپی لوگوں کو شہریں بنانے کے لئے پیدا کیا گیا"

پھر ترقی اور گول اچیو کرنے کے نام پر اداروں میں موٹیویشنل اسپیکرز کو بھرتی کیا جاتا ہے، یورپی لوگوں نے کیسے ترقی کی ،اِسکی مثالیں دی جاتی ہیں اور قوم کو پوری طرح یورپ کی غلامی میں دھکیلنے کے لئے پلان بنائے جاتے ہیں۔

قوم کو کتابیں پڑھنے کی فرصت تو ویسے بھی نہیں تھی اب تو قوم کے رہنما بھی کتاب سے بِدَکتے ہیں باقی

رہی سہی کسر پی ڈی ایف نے پوری کردی اب ماشاء ٹیبلٹ پی سی کے ذریعے علمی ترقیوں کے خواب دیکھے جارہے ہیں۔

ٹیبلٹ پی سی کی بات چلی ہے تو ضمناً ایک بات عرض کرتا چلوں " ایک صاحب کو میں بہت بڑا علمی شخصیت گمان کرتا تھا، جب بھی وہ کسی پروگرام میں شرکت کرتے میں اُنہیں غور سے سنا کرتا تھا پھر ٹیبلٹ پی سی نے اُس کا وہ حشر کردیا کہ اب وہ کبھی اگر کسی پروگرام میں شرکت کرے تو میں بیٹھ کر اُنکی غلطیاں گن رہا ہوتا ہوں۔

پی سی ٹیبلٹ کی برکتیں ہیں کہ اب پڑھنے والوں کو نہ عنوان یاد رہتے ہیں نہ کتاب کا موضوع ۔۔۔۔بعض تو ایسے ہیں اُنہیں یہ بھی نہیں پتا کہ ہم نے پڑھا کیا۔

قوم سمجھتی ہے دنیا کو ترقی کا رُخ تو یورپ نے دکھایا۔ تحقیق کے دروازے بھی یورپ نے کھولے اِس سے پہلے تو انسان کچھ جانتے ہی نہیں تھے۔

بعض کہتے ہیں لوگوں کو پتا ہی نہیں تھا کہ سیلاب، طوفان، زلزلوں سے کیسے بچا جائے۔ ستر پوشی کیسے کی جائے وغیرہ وغیرہ۔۔۔اِن سب کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے انسانیت کو ہر سکھ یورپ دے رہا ہے۔ ایسے لوگوں کو اب کیا کہا جائے؟

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، گدھا پیشاب کرتا ہے تو مکھیاں آکر وہاں بیٹھتی ہیں ۔بھن بھن کرتی اِدھر سے اُدھر اڑتی پھرتی ہیں اور سمجھتی ہیں سمندر تو بس یہی ہے۔

تعلیمی اداروں سے وابستہ افراد بھی مکھیوں کی طرح یہ سمجھ بیٹھی ہیں کہ علوم وفنون، جدید ٹیکنالوجی تو بس یورپ ہی کی مرہون منت ہے اِس سے پہلے تو انسان پتھر کے دور میں جیتے تھے۔

آئیے جانتے ہیں انسان کے علم وفن کی تاریخ کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے۔

قرآنِ کریم علوم کا ایک بحرِ بے پیدا کنار ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں قرآنِ کریم نے جن علوم کو بیان کیا اُس میں انسان کی تاریخ بھی شامل ہے۔ قرآنِ کریم کا قوموں کی تاریخ بیان کرنے سے مقصد محض

حکایت یا حَظِّ نفس نہیں بلکہ اُس میں عبرتیں، نصیحتیں اور مستقبل کے ترقی یافتہ لوگوں کے دھوکے کی حقیقت بھی بیان کرنا مقصد ہے۔

دنیا میں سب سے پہلا انسان حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔آدم علیہ السلام کو اللہ پاک نے مٹی سے بنایا۔آدم علیہ السلام کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کو آدمِ ثانی کہا جاتا ہے۔آپ پہلے رسول بھی ہیں قرآنِ کریم میں ہے "وَاصْنَعِ الْفُلْکَ " اے نوح کشتی بنائیے۔

آپ علیہ السلام نے بہت برا بیڑا بنایا پوچھنا یہ ہے کہ اگر انسان کچھ نہیں جانتا تھا، فیکٹریاں نہیں تھیں تو لکڑیاں کاٹنے کے لئے کلہاڑی کہاں سے آئی؟

لکڑی کے بڑے چھٹے تراش کر ایک دوسرے میں فٹ کرنے کے لئے اوزار کہاں سے آئے؟

لکڑیاں گاڑنے کے لئے میخیں کہاں سے آئیں کیونکہ بقولِ مسطرانِ پڑھے لکھے ماضی کے انسان تو کچھ جانتے ہی نہیں تھے۔

قوم بُرجُ الْخلیفہ اور پیرس، ٹاور دیکھ کر حیران ہو جاتی ہے اور سمجھ زمانہ ماضی کے انسان تو بس گٹیا میں رہتے تھے، گھاس کھا کر گزارا کرتے تھے۔قرآنِ کریم میں اللہ پاک حضرت ھود علیہ السلام کی قوم عاد کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے کہ وہ انجوائے منٹ کے لئے بلند مقامات، پہاڑوں پر بڑے ٹاور بناتے تھے اور نہایت مضبوط محلات بھی بناتے تھے "اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ۔وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لعلكم تخلدون

کیا ہر بلندی پر ایک نشان بناتے ہو ہنسنے کو، اور مضبوط محل چنتے ہو اِس اُمید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے۔

بتائیے جب مشینری نہیں تھی تو کیا قومِ عاد اپنی زبان سے چاٹ چاٹ کر مضبوط محلات بناتے تھے؟

سکندری ذوالقرنین کا قصہ کہ یاجوج ماجوج کا راستہ بند کرنے کے لئے لوہا تانبا پگھلا کر مضبوط سدّ سکندری بنادی۔اِس کے ساتھ ساتھ شرق سے لے کر غرب تک کا سفر کیا۔

فرعون کا اپنے وزیر ہامان کو کہنا کہ میرے لئے پکی اینٹوں والا بلند بالا محل بنالو۔اسی طرح قارون کا قصہ یہ

سب مسٹر تعلیم یافتہ لوگوں کی اِس بات کو جھٹلا رہے ہوتے ہیں کہ زمانہ ماضی کا انسان کچھ نہیں جانتا تھا۔
حیرت تو مسلمان پر ہے جو مار کونی، اور کولمبس کا سفر تو یاد رکھے ہوئے اُنہیں سکندر ذوالقرنین کا سفر یاد ہی نہیں ہے۔
اللہ کریم ہم سب کو قرآنی تعلیمات درست انداز میں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دیندار

ایک خاتون کہتی ہیں میں ایک عالمہ ہوں اور میرا شوہر بھی دیندار ۔۔ میرا تعلق لینڈ لارڈ فیملی سے ہے اور شوہر غریب خاندان سے ہیں۔
دینداری کی بنیادی پر میں نے اُن سے شادی کی۔ شادی کے بعد کئی ماہ تک وہ مجھ سے رلیشن شپ قائم نہ کر سکا اور اب بھی وہ کمزور ہے۔
شادی کے بعد ہر مہینے میرے والد ہمیں 60000 روپے دیتے تھے۔ قصہ مختصر شادی کو تین سال گزر گئے ہیں میرا شوہر اب بیرون ملک ہیں اور میں اپنی امی کے گھر۔۔ میرے ساتھ اُن کے معاملات صحیح نہیں چل رہے مجھے کیا کرنا چاہیئے۔
میں نے سوچا اُس خاتون کی کہانی اپنے لفظ میں مختصر طور پر لکھ کر جواب لکھوں اور عام عوام بھی کچھ باتیں سمجھاؤں سو آیئے آپ بھی اس مختصر علمی نشست سے فائدہ اٹھایئے۔
محترمہ! پہلی بات آپ کا شوہر نمازی ضرور ہو سکتا ہے پر دیندار اہلِ علم کہلانے کا حقدار نہیں ۔۔۔ جس شخص میں رلیشن شپ قائم کرنے کی صلاحیت نہ ہو وہ شادی کرے ہی کیوں ؟ ۔۔۔۔ اگر وہ واقعی اہلِ علم ہوتا، اُسے مقاصد شرع کا علم ہوتا تو وہ یہ کام ہرگز نہ کرتا یا پھر شادی سے پہلے آپ کو انفارم کرتا کہ میں فزیکلی ان فٹ ہوں، تعلق قائم نہیں کر سکتا۔ اگر آپ اپنا حق معاف کر کے مجھ سے شادی کے لئے راضی ہیں تو ٹھیک بصورتِ دیگر آپ کو انکار کا حق ہے۔

دوسری بات۔

وہ کیسا دیندار ہے جو سسرال کی طرف سے ملنے والے پیسوں کے آسرے گھر چلائے۔ ہمارے نزدیک ایسا شخص دیندار ہرگز نہیں ہے۔ روکھی سوکھی کھائے لیکن اپنی محنت سے کماکر کھائے۔ سسرال کے پیسوں پر تکیہ کرکے زندگی گزارنے والے لوگ اچھے نہیں ہوتے۔

تیسری بات۔

ہمارے نزدیک آپ درس کورس کی ہوئی ضرور ہیں پر عالمہ فاضلہ ہونے کی منزل ابھی بہت دور ہے ۔شادی کے بعد جب آپ کو معلوم ہوا وہ کمزور ہیں۔ سکون دینے والی شئ دینے کے لائق ہی نہیں ہے پھر بھی آپ چپ رہیں حیرت نہیں انتہائی زیادہ حیرت ہے۔

چوتھی بات

وہ آپ کو چھوڑ کر بیرون ملک چلا گیا بے شک وہ وہاں لوگوں کو مسلمان کرتا پھرے لیکن سخت گناہگار ہے ۔اُس پر لازم ہے کہ وہ پہلے آپ سے اپنا معاملہ کلئر کرائے اس کے بعد اور کام کرے۔ بخاری شریف میں ہے ایک عورت جہنم میں صرف اس وجہ سے جائے گی کہ اس نے ایک بلی کو قید کیا اور اسے کھانا، پانی نہیں دیا اور نہ آزاد کیا کہ وہ چوہے وغیرہ کھاکر پیٹ بھرتی۔۔۔۔

آپ کے شوہر نے آپ کو نکاح میں لٹکا کر قید رکھا ہے۔ نہ حق دے رہا اور نہ آزاد کررہا وہ اس حدیث پر غور کرے کہیں وہ بھی اِس وعید کا حقدار تو نہیں۔۔۔

آخری بات۔

جوانی اللہ کی نعمتوں میں سے بہت بڑی نعمت ہے۔ بندہ نماز روزہ دیگر اعمال خیر کے ساتھ ساتھ جوانی کی حسین راتیں بیوی کے ساتھ پُر لطف طریقے سے گزارے۔ جو شخص شادی کے باوجود بیوی کو لطف اندوز نہ کرے اور خود بھی لطف نہ اٹھائے اُس سے بڑا محروم وبدبخت شخص کوئ نہیں۔۔۔۔۔ اور ایسے ہی وہ عورت جو صحت مند، خوش اخلاق، جوان شوہر سے محض گھریلو جھگڑوں، تو تو میں میں، ساس بہو کی لڑائی

کو وجہ بنا کر اُس سے لطف نہ اٹھائے اور نہ اُسے لطف اندوز کرے وہ بھی محروم و بدبخت ہے۔

خود کو برباد کردینے والی ایک عورت کی سچی کہانی

افکار و نظریات وخیالات اگر positive ہوں تو انسان کی شخصیت نِکھر جاتی ہے۔ اگر یہی افکار ونظریات وخیالات نیگیٹیوٹی کا شکار ہوجائیں تو انسان کی شخصیت بِکھر جاتی ہے، ڈیمیج ہوجاتی ہے۔

5 اکتوبر 2017ء کی بات ہے ہے کہ سوشل میڈیا رشتہ گروپ کے ذریعے ایک 42 سالہ عورت سے رشتے کے سلسلے میں بات ہوئی۔ ڈیٹیلز وغیرہ لینے کے بعد انہوں نے مجھے لیاقت نیشنل ہاسپٹل بلایا کہ میری بہن وہاں بطورِ سینئر ڈاکٹر کام کرتی ہے لہذا میں اور میری بہن آپ سے آفیشنلی مل کر ہی رشتہ کی بات کریں گے۔

میں اُن سے ملنے گیا دیکھا تو ایک انتہائی لاغر و کمزور عورت ہے۔ تفصیلی بات چیت کے بعد انہوں نے مجھے اپنے دکھ بھری کہانی سنائی۔ کہنے لگی میرا خواب تھا کہ مجھے اِن اِن شرائط کے مطابق اگر کوئی رشتہ ملا تو شادی کروں گی ورنہ نہیں کروں گی۔ میں نے کئ ایک اچھے رشتے ٹھکرا دیئے۔ عمر کی 34 ویں سال میں مجھے ایک بیماری لگ گئی اُس کا علاج کروایا پھر دمہ کی بیماری لگ گئ میرے والدین کے وفات پا جانے کے بعد دو بھائیوں نے بھی مجھ سے منہ پھیر لیا۔ مجبوری کی حالت میں اپنی بہن کے گھر رہ رہی ہوں کوئی اپنا میرے قریب نہیں آتا مجھے ٹائم نہیں دیتا کہ میں اُس سے بات کر کے دل کا بوجھ ہلکا کرلوں۔

بہن نے بھی ایک اسٹور روم نما کمرہ رہنے کے لئے دیا ہوا ہے۔ دمہ کی بیماری اور تنہائی کے بوجھ نے مجھے زندہ نعش (لاش) بنا دیا ہے۔ سچ بات یہ ہے کہ اچھے اچھے رشتے ٹھکرانے اور شادی جیسی عظیم سنت کو اہمیت نہ دینے کی وجہ سے اللہ نے مجھے سزا دی ہے۔

قارئین محترم! ہمارے گِردو پیش میں بھی کئ ایسی لڑکیاں ہوں گی جن کے خاص خاص ڈیمانڈز ہیں۔ اگر کوئی رشتہ اُن کے ڈیمانڈ پر مکمل پورا اترتا دکھائی نہیں دیتا تو وہ اُس رشتے کو ٹھکرا دیتی ہیں۔

یاد رکھئے وقت ایک سا نہیں رہتا جو وقت برباد کر دیتا ہے وقت بھی ایک دن اُسے ایسے برباد کر دیتی ہے کہ وہ دنیاوالوں کے لئے عبرت کا نشان بن جاتا ہے۔

اکیلے ایڑیاں رگڑرگڑ مرنے، تنہائی کی گھٹن برداشت کرنے، بیماری جیسی مصیبت میں ساتھی اور بچوں کا ساتھ نہ ہونے سے بہتر ہے بندی کسی بھی مناسب جگہ شادی کرلے اگرچہ کسی کی دوسری یا تیسری بیوی بن کر۔۔۔

معاشرے میں پائی جانے والی غلطی رسومات کو ختم کرانے میں اپنا مُثبت کردار ادا کیجئیے۔ لڑکیوں اور اُن کے ماں باپ کو نرمی سے سمجھائیے، اُنہیں شادی کے فوائد بتائیے۔

ہم مسلمان ہیں ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رول ماڈل ہیں۔

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تمام شہزادیوں کی شادیاں کرادی تھیں کسی بھی بیٹی کو گھر پر نہیں بٹھایا لہذا مسلمان گھرانے بھی اپنی بیٹیوں کی شادیاں کرائیں۔

میں نے خود سے پوچھا

دن بھر سوچتے ہوئے میں نے خود سے پوچھا کہ لیڈی کانسٹیبل خودکُشی کرنے سے پہلے آئینہ پر کیوں لکھ جاتی ہے "میری بیٹیوں کی شادی کسی انسان سے کرانا"

بھائی کی شادی میں بہن خوشی کا اظہار کرتی ہے تو شوہر اُس کے سر کے بال کیوں مونڈ دیتا ہے؟

گجرات پنجاب میں بھائی اپنے سگے بھائی، تین چھوٹے معصوم بھتیجے بھتیجیوں اور بھابی کا سر ڈنڈوں سے بے رحمی کے ساتھ کیوں کچلتا ہے؟

دل سے آواز آئی خود سے کیوں پوچھتے ہو۔ اللہ کے پاک کلام سے پوچھو، تمھیں ہر سوال کا جواب مل جائے گا۔

جواب تلاشنے کے لئے میں نے قرآنِ کریم میں نظر کی تو لکھا ہوا تھا "اوٗلٰئک کَالْاَنْعامِ بل ھم اضل سبیلا"

وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی بڑھ کر گمراہ۔

میں نے پھر پوچھا! وہ جانور کی طرح کیوں ہیں؟ اُن کی شکل تو انسانوں والی ہے۔ لیڈی کانسٹیبل کا شوہر تو اچھا بھلا انسان ہے، جس نے اپنے بھائی کا سر کچلا وہ بھی انسان ہے، جس نے بیوی کے سر کے بال مونڈ دئے وہ بھی اچھا بھلا جیتا جاگتا آدم زاد ہے، ایسے ہی عورت مارچ والیاں بھی انسان ہیں بلکہ اُن کے مطابق تو انسانیت کا علمبر دار بھی وہی ہیں، تو جانور کی طرح کیسے ہوئے؟

قرآنِ کریم نے جواب دیا ہوں نے اپنے رب کی ہدایت کو نہیں اپنایا "لَهُمْ قُلُوْبٌ لَا یفقھون بھا" وہ دل رکھتے ہیں جس میں سمجھ نہیں،

"وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بھا" اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں،

"ولھم آذان لا یُبْصِرُونَ بھا" اور وہ کان جن سے سنتے نہیں،

میں نے پھر پوچھا دل ہے۔۔۔۔۔ پر سمجھ نہیں رکھتے، آنکھیں ہیں پر دیکھتے نہیں، کان ہیں پر سنتے نہیں یہ سب کیسے ہے۔ حالانکہ دنیا اُنہیں سمجھ دار کہتی ہے۔ اُنہیں کوئی بھی پاگل نہیں کہتا۔۔۔۔ وہ دیکھتے بھی ہیں اُنہیں کسی نے اندھا نہیں کہا۔ وہ سنتے بھی ہیں اُنہیں کوئی بہرا نہیں کہتا۔

اے قرآن آپ اُنہیں بے سمجھ، اندھا اور بہرا کیوں کہتے ہیں؟

قرآن کریم نے جواب دیا وہ اپنے رب کی ہدایت نہیں سنتے، آیاتِ قرآنیہ میں غور و فکر کی آنکھ سے نہیں دیکھتے، احکاماتِ خدا دل کے کانوں سے نہیں سنتے۔ اِس لئے وہ بے سمجھ، اندھے اور بہرے ہیں۔۔۔

اگر لیڈی کانسٹیبل کا شوہر سمجھ رکھتا تو اللہ کے حکم کے مطابق اپنی بیوی سے اچھا سلوک رکھتا "وَعَاشِرُوهُنَّ بالمعروف" اور اُن سے (یعنی بیویوں سے) اچھے طریقے سے گزر بسر کرو۔۔

جائیداد کے لالچ میں بھائی اور اُس کی فیملی کا ڈنڈوں سے سر کچلنے والا شخص آنکھ، کان، دل رکھتا تو کبھی یہ کام نہیں کرتا کیونکہ اللہ فرماتا ہے "لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل" ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ

مارچ کرنے والی کی آنٹیاں اگر عقل اور سمجھ رکھتی تو اُن کے لئے حکم تھا "وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ

تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيّۃ الاولیٰ "اور اپنی گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ پھرو جیسے پہلی جاھلیت کی بے پردگی۔

میں قرآنِ کریم سے جوابات پاکر اللہ کا شکر ادا کیا۔۔۔۔

اے کاش ہمارا معاشرہ نورِ قرآن سے روشن ہوجائے، سنّت سے مہک جائے اور ہر مسلمان قرآن و سنت کا آئینہ دار بن جائے۔

مسلمانوں کے علم وفن میں ماہر کی کہانی

برّصغیر کے مسلمانوں کے علم و فن میں ماہر کی کہانی تاجِ برطانیہ کے ایک سرکاری مُبصرؔ کی زبانی۔

پروفیسر ڈاکٹر غلام یحییٰ اپنی کتاب دینی مدارس اور عہدِ حاضر کے تقاضے صفحہ 7/6 پر برطانوی دور کے مشہور مُبصّرؔ (civel servant) سر ولیم ہنٹر کی کتاب (The indien Musalmans Trubne and Company) کے حوالے سے مُسَلْمانانِ برصغیر کے متعلق لکھتے ہیں۔

ترجمہ۔

ہندستانی مسلم! ہندوستان پر ہمارے اقتدار سے پہلے بھی نہ صرف سیاسی طور پر بلکہ علمی طور پر بھی طاقت ور قوت کی حیثیت رکھتے تھے۔ مجھے یہ کہنے میں رکاوٹ نہیں ہے کہ اُن کا نظامِ تعلیم ہمارے نظامِ تعلیم سے کئی گنا بہتر تھا۔ ہم جتنا بھی اِس حقیقت کو جھٹلائیں نہیں جھٹلا سکتے کہ مسلم سماج علمی اور فکری تربیت کے ایسے اصولوں پر مبنی تھا کہ ایک تو اِس سے شخصیت میں نکھار پیدا ہوتا اور دوسرا وہ کسی بھی لحاظ سے غیر معتبر نہیں تھا۔ ہاں البتہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اُن کی طرزِ زیست میں (زندگی میں) کوئی تَعَیُّش نہیں تھا۔ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اُن کی زندگی میں سادگی تھی۔۔

مسلم نظامِ تعلیم ہندُستان کے دیگر نظام ہائے تعلیم کی بہ نسبت غیر معمولی طور پر اعلیٰ اور قدرِ بہتر تھا۔ یہ ایک ایسا نظامِ تعلیم تھا جس سے نہ صرف اُنہیں علمی فوائد مُیَسّرؔ آتے تھے بلکہ دیناوی بالادستی کا حصول

بھی اُن کے لئے ممکن تھا۔

قارئینِ محترم! بتائیے کہ انگریزوں سے پہلے برصغیر میں کون سے سکول اور کالج قائم تھے؟۔

کیا انگریزوں کی آمد سے پہلے مسلمان اپنے بچوں کو پڑھانے کے لئے آکسفورڈ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل انگریزوں کو ٹیچر مقرر تھے کہ سر ولیم ہنٹر کی مطابق مسلمانوں کی نظامِ تعلیم بہتر تھی ۔۔۔۔۔۔ایسا کچھ بھی نہیں تھا بلکہ مسلمان تمام علوم و فنون مسجد و مدرسہ سے ہی سیکھتے تھے۔ مدرسہ کی چٹائی پر بیٹھ کر پڑھانے والا عالم دین ہی ماہر فنون ہوا کرتا تھا۔

مجھے افسوس ہوتا ہے اُن مذہبی رہنماؤں پر جو زبان سے کہہ رہے ہوتے ہیں "البرکۃ مع اکابرکم" کہ برکت بزرگوں کے ساتھ ہے لیکن عملی طور پر اِس کا الٹ کرتے ہیں۔ اکابرین کی نظامِ تعلیم چھوڑ کر اپنی پسندیدہ نظامِ تعلیم یا پھر علی گڑھی ماہرینِ تعلیم کو فالو کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سائنس وٹیکنالوجی اور مسلمانوں کے بادشاہ

انگریزی تہذیب سے متاثر کئی سارے کلمہ گو مسلمان اپنی مُسَلّمَانِیت پر شرماتے ہیں کہ ہمارے مسلم بادشاہوں کے زمانے میں سائنسی ترقیاں کیوں نہیں ہوئیں؟

پہلے یہ تعداد صرف مذہبی تعلیم سے دور رہنے والے مسلمانوں تک محدود تھی لیکن اب بہت سارے مذہبی تعلیم یافتہ مسلمان بھی اِس مکروہ صف میں کھڑے ہو چکے ہیں۔ بات بات پر سلف پر طعن و تشنیع کرنا اُن کا وطیرہ بن چکا ہے (یعنی بزرگوں پر طعن اُنکی عادت بن چکی ہے)

جدید تہذیب سے متاثر لوگ پوچھتے ہیں کہ مسلمان کم و بیش ایک ہزار سال تک سلطنتوں کے مالک رہے۔ مسلمان بادشاہوں کے دور میں سائنس وٹیکنالوجی کے شعبے ترقیاں کیوں نہیں ہوئیں؟

اِس سوال کے دو جواب ہیں۔۔۔۔

نمبر 1۔۔۔

الزامی جواب۔۔۔۔۔ مسلمان بادشاہوں کے ساتھ دیگر اقوام یعنی انگریز، ہندو، سکھ یا دیگر کمیونٹی کے افراد بھی دنیا کے کئی علاقوں کے بادشاہ تھے تو اُن غیر مسلم بادشاہوں نے اُس وقت اِس موجودہ زمانے کی ٹیکنالوجی متعارف کیوں نہیں کرائی؟

تحقیقی جواب۔

فطرتی اصول ہے "كُلُّ شَيْئٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا" اردو میں کہتے ہیں ہر شئ کا ایک وقت مقرر ہے۔

انسانی ذھن نے علوم میں بتدریج ترقی پائی۔ ہر زمانہ میں وقت کے حساب سے نت نئ چیزیں دریافت ہوتی رہیں۔

اِس وقت دنیا میں انگریزوں کا راج ہے۔ کہیں صدارتی تو کہیں جمھوری نظام کے نام پر دراصل گورنمنٹ انگریزوں کی ہے۔ باقی سارے لوگ اُن کے باج گزار ہیں۔۔۔۔

اگر آج دنیا میں مسلمان بادشاہوں کی حکومت ہوتی تو سائنس و ٹیکنالوجی کے شعبے میں بھی مسلمانوں کی راج ہوتی۔۔۔۔۔

یقین نہیں آتا تو پڑھیے وائس آف امریکہ کے ایک کالم کا یہ رپورٹ۔۔۔۔۔۔۔

ٹیپو سلطان 1782 میں میسور کے حکمران بنے۔ انہیں تاریخی طور پر 'شیرِ میسور' بھی کہا جاتا ہے۔ ٹیپو سلطان کے دورِ حکومت کو جنگ میں ٹیکنالوجی کے استعمال اور انتظامی سطح پر کئی نئے تصورات متعارف کرانے کے لیے یادگار تصور کیا جاتا ہے۔

برصغیر میں ٹیپو سلطان کو جنگ میں راکٹ کے استعمال کا بانی قرار دیا جاتا ہے۔ سن 1780 اور 1790 میں ٹیپو سلطان نے برطانیہ سے ہونے والی جنگوں میں راکٹوں کا استعمال کیا تھا۔

مؤرخین کے مطابق ٹیپو سلطان کو باغبانی اور زراعت سے خاص دلچسپی تھی اور انہوں نے بنگلور میں 40 ایکڑ پر پھیلا ہوا لال باغ بنایا تھا۔ اراضی کے انتظام سے متعلق سلطان کے قوانین کی وجہ سے میسور میں ریشم کی صنعت کو فروغ ملا اور یہ ریاست ایک اہم معاشی مرکز میں تبدیل ہو گئی تھی۔

رپورٹ کے اِس حصہ کو بغور پڑھئے پھر سوچئے کہ ٹیپو سلطان نے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کہاں سے سیکھا؟

ٹیپو کے زمانے میں انگریزی اسکولیں نہیں تھیں۔اور نہ ہی ٹیپو تعلیم حاصل کرنے آکسفورڈ گیا۔پھر بھی جنگ میں جدید ٹیکنالوجی کا استعمال۔کیا شان تھی مسلمان مدارس کی جہاں ہر قسم کی تعلیم دی جاتی تھی جسکی بنا پر ٹیپو میسور کا سلطان بنا۔۔۔۔۔

ٹیپو نے کسی انگریز سائنس دان تھے کی مدد سے جنگ میں راکٹ کا استعمال نہیں کیا۔ٹیپو نے کسی انگریز ایگریکلچر ماہر کو باغباں مقرر نہیں کیا۔۔۔۔میسور میں ریشم کی صنعت میں ترقی انگریزوں کی مہربانی کا صدقہ نہیں تھی۔بلکہ یہ سب کچھ اسلامی مدارس کی اصل تعلیم کی بدولت تھی۔

مدارس کے منتظمین کے لئے سوچنے کی بات ہے۔ورلڈبینک اور دیگر سودی اداروں کی بوجھ تلی گورنمنٹوں کی باتیں مان کر نئے نئے نظام متعارف کرنے، نئے تجربات کرکے مسلمان بچوں کی زندگی کو تختۂ مشق بنانے سے ترقیاں ہرگز نہیں ملیں گی۔ مدارس میں اصل اسلامی تعلیم کو بحال کریں تو ٹیپو جیسی شخصیات آج بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔۔۔

اس موضوع سے متعلق پڑھئے ہمارے دو اور کالم

"گوروں کا آکسفورڈ بمقابلہ شاہجہاں کا تاج محل"

"مُسلمانانِ برّصغیر کے رُسوخٌ فِی الْعِلْم کی کہانی تاجِ برطانیہ کے ایک سرکاری مُبصّر کی زبانی"

آزادی کا جشن منانے سے پہلے

چودہ اگست۔۔۔۔آزادی کا جشن منانے سے پہلے میرا یہ کالم پڑھ لیجئے۔

مہربان انگریز

انگریز کتنے مہربان تھے پہلے برّصغیر پر قابض ہوئے۔ مسلمانوں کا تاج و تخت چھینا......کم وبیش

100 سال حاکم بن کر حکومت کرتے رہے۔ پھر 1947 میں آزادی دے کر چلے گئے۔۔۔۔

ذرا سوچئے! جب مسلمان قوّت میں تھے، زمامِ اقتدار اُن کے ہاتھ میں تھا، مسلمان سلاطین برّصغیر کے سرخ وسفید کے مالک تھے۔ اُس وقت انگریزوں نے ہم پر حملہ کیا اُس وقت انگریزوں کو رحم بالکل بھی نہیں آیا۔

2020 میں بھی انگریز مہربان نہیں ہیں، اقامتِ دین کی خاطر خلافت کی باتیں کرنے والے مسلمانوں پر زمین تنگ کر دیتے ہیں، مذھبی گیٹ اپ والے مسلمانوں کو ائیر پورٹس پر برے طریقے سے چیک کرتے ہیں، اسلام سے سخت قسم کی نفرت آج بھی گوروں کے دلوں میں موجود ہے۔۔۔۔۔

سوال یہ ہے کہ 1947 میں انگریز ہم پر مہربان کیسے ہوئے؟ ہمیں آزاد وطن دینے پر کیسے راضی ہوئے۔ ایسا وطن جس کے بارے ہمارا نظریہ تھا کہ ہم اسے اسلام کی تجربہ گاہ بنائیں گے۔۔۔۔

ہمارا حال تو یہ تھا کہ ہم کمزور تھے، معاشی، معاشرتی، تعلیمی، اقتصادی ہر اعتبار سے۔۔۔۔۔۔ 1947 یا اس سے پہلے ہم نے کوئی جنگ انگریزوں سے جیتی بھی نہیں تھی پھر بھی انگریز ہمیں آزادی دے کر چلے گئے بات حیران کر دینے والی ہے۔۔۔۔۔۔

اسلام کی تجربہ گاہ کے لئے لاالہ الااللہ کے نام پر ہم نے آزادی حاصل کی ایسا لوگ کہتے ہیں۔۔۔۔

بظاہر بات آسان ہے لیکن معنوی اعتبار سے غور کریں تو اسلام کی تجربہ گاہ سے مراد خدا کی زمین پر خدا کا نظام۔۔۔

جہاں تک زمین ہے وہاں وہاں تک اسلام کا نفاذ اور کفر وشرک کا خاتمہ۔۔۔ دوسرے معنوں میں یوں سمجھیں اسلام کی حکومت اور انگریزوں کی جمھوریت کا خاتمہ۔۔۔

کیا انگریز بُدھو (پاگل) تھے کہ نفاذِ اسلام کے لئے ہمیں آزادی دے کر گئے کہ ہم اِس وطن کے ذریعے اُن کی حکومت کا خاتمہ کرنے کا تجربہ کریں؟

جنابِ مَن! بات یہ ہے کہ انگریزوں نے اپنی حکومت کے قیام کے لئے ہم پر حملہ کیا اور اپنی حکومت کو

قائم رکھنے کے لئے 100 سال تک وہ ہمیں اسکولی تعلیم کے ذریعے پڑھاتے رہے، نصابِ تعلیم اُن کی، ٹیچرز اُن کے، بچے ہمارے۔۔۔۔۔۔۔

ہمارے ہی بچوں کو پڑھا پڑھا کر اُنہوں نے اپنی پلاننگ ترتیب دی جب دیکھا کہ 100 سال میں محنت کامیاب ہوگئی کثیر تعداد میں ذہنی غلام پیدا ہوگئے ہیں۔ تب وہ اُنہی اسکولی بچوں کو حکومت دے کر برّصغیر کو ٹکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم کرکے چلتے بنے۔

حکومت اب بھی اُن کی ہے، نظامِ تعلیم اُنہی کا ہے۔

مملکت چلانے کے اصول وقوانین سارے کے سارے اُنہی کے ہیں لیکن ہم آزاد ہیں اور جھوم جھوم کر پڑھ رہے ہیں یوں دی ہمیں آزادی کہ دنیا ہوئی حیران۔۔۔۔

میں پوچھتا ہوں کہ کیا 1857 سے پہلے مسلمان جاہل تھے؟

کیا مسلمانوں میں ایسے مِعمار وانجنیئر نہیں تھے جو عالیشان عمارتیں، پل، محل، سڑک وغیرہ بناتے تھے؟

کیا بیماریوں کے علاج کے لئے طبیب موجود نہیں تھے کہ وہ مسلمانوں کی بیماریوں کا علاج کرتے؟

کیا مسلمانوں اپنی حفاظت کے لئے عالیشان قلعے تعمیر نہیں کرتے تھے؟

کیا ذراعت وآبپاشی کی خاطر بارش کے پانی کو اسٹاک کرنے لئے مسلمان لوگ ڈیم اور بڑے بڑے تالاب، ندیاں نہیں بناتے تھے؟

مسلمانوں کے پاس انجنیئر بھی تھے، طبیب بھی تھے، آپریشن کے لئے جراح بھی تھے، خطرناک جان لیوا بیماریوں کے علاج کے لئے حکیم حکماء بھی تھے سب کچھ تھا اور اِن سب کو تعلیم مدرسے سے ملتی تھی جب مسلمانوں کے پاس مدرسہ کی تعلیم کی برکت سے ڈاکٹر، انجنیئر، ساست دان، سفارتکار، سیّاح، جنگی سپاہی وکمانڈوز، ماہرینِ معاشیات، جیّد علماء ومفتیانِ کرام سب تھے تو پھر آج ہم ہر چیز میں انگریزوں کا محتاج کیوں ہیں؟

اے مسلمانو! ہم حقیقی معنوں میں آزاد نہیں ہیں اگر ہم اسلام کا غلبہ واعلاء کلمۃ الحق چاہتے ہیں،،،،،

اگر ہم طاغوت کو شکست دینا چاہتے ہیں تو ہمیں مدرسہ کی تعلیم کا سسٹم وہی بنانا پڑے گا جیسا انگریزوں کی آمد سے پہلے تھا۔

ہمارے امام سیّدی اعلیٰ حضرت واُن کے خلفاء نے انگریز حکومت کے ہوتے ہوئے بھی مدرسہ کی تعلیم کا سسٹم وہی رکھا جو پہلے سے چلا آرہا تھا جبھی تو ہمیں جیّد علماء، ثقہ مفتیانِ کرام، ماہر توقیت دان ملے۔

ذرا سوچئے! ہم نے جو تعلیمی سسٹم رکھا ہے کہ اِس تعلیم کے ذریعے وہی نتائج برآمد ہوسکتے ہیں جو امام کے زمانے میں برآمد ہوئے؟

جدّت کے پیچھے اتنا مت بھاگیئے۔۔۔قوم تو پہلے سے ہی ذہنی طور پر فرنگیوں کی غلامی اختیار کر چکی ہے اللہ ناکرے اِسی جدّت و مرعوبیت کے تحت قوم کے رہنماء یعنی مستقبل کے علمائے کرام بھی جینٹل مینوں کے غلام بن جائیں۔

مدرسہ کی نظامِ تعلیم کو بچایئے، اپنے مدارس میں عالیشان لائبریریاں قائم کیجئے، اہم اہم موضوعات کی کتابیں اپنے مطالعہ میں رکھئے۔

قرآن وحدیث کی تعلیم کے ساتھ ساتھ منطق، فلسفہ، علم الکلام، توقیت، ھیئت، جغرافیہ، ریاضی اور تاریخ کی تعلیم کی طرف بالخصوص توجہ فرمایئے۔

قومیں بنتی بھی تعلیم سے ہیں بگڑتی بھی تعلیم سے ہیں۔

فرنگی اپنی تعلیم کے ذریعے ہمیں تباہ کر گئے ہمیں اپنے اکابرین کی تعلیم اختیار کرکے پھر سے عروج پانا چاہیئے۔

سیاست کا موجودہ نظام، دھرنے، ووٹنگ وغیرہ یہ سب فرنگیوں کی غلامی اختیار کرنے کا نام ہے،،،

جو عالمِ دین محکماتِ اسلامیہ میں جتنا ثقہ ہوگا وہ اِن سب چیزوں سے دور رہے گا وہ اسلام کو غالب کرنے کے لئے اسلامی طریقے اپنائے گا۔

اُنگلی کٹوا کر شہیدوں میں نام نہیں لکھوائے گا کہ میں نے بھی دھرنا لگایا۔

ہوسکتا ہے عقیدت کے بھنگ میں مست رہ کر علم سے بالکلیہ دور رہنے والا کوئی شخص اعتراض کرے جو باتیں تم نے لکھی ہیں وہ اکابرین کی سمجھ میں کیوں نہیں آئیں؟۔۔۔اِس کا جواب ہے لیکن فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔

گوروں کا آکسفورڈ بمقابلہ شاہجہاں کا تاج محل۔

لوگ کہتے ہیں جس وقت انگریز آکسفورڈ یونیورسٹی بنارہے تھے اُس وقت شاہجہان بادشاہ اپنے محبوبہ کی یاد میں عظیم الشان محل "تاج محل" بنوارہا تھا۔

مسلمان بادشاہوں نے تعلیم کے لئے کوئی کردار ادا نہیں کیا سو بادشاہ اور مولوی علم دشمن ہیں۔

مولوی صاحب سے متعلق کچھ پروفیسرز اور بعض ٹیچر صاحبان سے ایسی بات سننے کے بعد سکولی بچے۔۔۔۔کالج دے مُنڈے حیران ہوجاتے ہیں کہ کیا واقعی ایسا ہے؟؟؟؟؟؟؟؟اگر ایسا ہے تو پھر انگریز بہت اچھے ہیں کہ اُنہوں نے انسانی فلاح و بہبود کے لئے بڑے کارنامے انجام دیئے، نت نئ تحقیقات سے دنیا کو روشناس کرایا۔۔

ایسی باتیں سننے کے بعد مسلمان اسٹوڈنٹس فخر محسوس کرتے ہیں ہم جدید ٹیکنالوجی کا علم سیکھ رہے، مزید یہ کہ علمائے دین اور مسلمان بادشاہوں پر طنزیہ فقرے کستے ہیں۔

سنو!!!!ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں میں آپ سے پوچھتا ہوں!انگریزوں کی تعلیم سے متاثر ہوکر ذھنی غلام بننے والے صاحب۔۔۔۔جب انگریز آکسفورڈ یونیورسٹی بنارہے تھے تو کیا شاہجہان کے محل کا نقشہ انگریز انجینئر تیار کررہے تھے؟

کیا شاہجہان کے محل کی تعمیر کے لئے مٹیریل انگریزوں کے لگائ گئ فیکٹریوں سے آرہی تھی؟

کیا شاہجہان کے محل کے مِعمار (بلڈر) انگریز تھے؟

اُس عالیشان محل کو تعمیر کرنے والے مسلمان ہی تو تھے۔۔۔۔۔۔۔۔بتائیے انہوں نے اتنی عظیم تعلیم

کس آکسفورڈ یونیورسٹی سے حاصل کی؟
بات یہ ہے جن اقوام کے ہاتھ اقتدار کی طاقت نہ رہے اور وہ محکوم بن جائیں پھر اُن کی خوبیاں بھی خامیاں بن جاتی ہیں ایسے ہی مسلمانوں کے ساتھ ہوا کہ ایک سنہری تاریخ رکھنے کے باوجود بھی بدنام ہیں۔
انگریز اور اُس کی جمھوریت نے جب سے ہمارا اقتدار چھینا تب سے ہماری اصل تعلیم بھی چھن گئ ہے۔

آنٹیوں کی تلاش سے ہدایت تک کا سفر

میرا نام کاشف ہے۔ میں ملیر ہالٹ کراچی پاکستان میں رہتا ہوں۔ میری عمر 28 سال ہے۔ میں ایک کمپنی میں جاب کرتا ہوں۔ میرا مشغلہ گناہوں میں مصروف رہنا اور سوشل میڈیا گروپس کی مدد سے آنٹیاں تلاش کرنا ہے۔ میری اِس گندی عادت کو تقریبًا 6 سال ہو گئے ہیں۔
کہتے ہیں کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ اِسی محاورہ کے مصداق میں بھی بُری سَنگت، دوستی یاری کی وجہ سے بگڑ گیا، میرے اخلاق برے ہو گئے۔
جوانی کا نشہ اور بُری سنگت کی وجہ سے ہم لوگ دوست یار جب ملکر بیٹھتے ہیں تو گندی لذت کی تسکین کے لئے عورتوں کی باتیں کرتے ہیں۔ میرے دوست یار کہتے ہیں آنٹیوں کو پٹانا زیادہ آسان ہے۔
ہماری پوری گیدرنگ کے لڑکے سوشل میڈیا کے ذریعے آنٹیاں تلاش کرتے ہیں۔ ہم لوگوں نے مختلف سوشل میڈیا گروپس بنا رکھے ہیں جن میں ہم پوسٹیں کرتے ہیں کہ اگر کسی کا شوہر بیرون ملک ہے تو وہ عورت ہم سے ریلیشن رکھ سکتی ہے ہم اُس کی رازداری کی حفاظت کریں گے۔
اخلاقی اعتبار سے ہم لوگ اتنے گر چکے ہیں کہ سوشل میڈیا پر گندی پوسٹیں رکھتے وقت ہم لوگ ذرا برابر بھی نہیں شرماتے ہم پبلک میں پوسٹ دیتے کہ اگر کوئی آنٹی اپنے شوہر سے سیٹسفائے نہیں ہے تو وہ ہم سے رابطہ کرے۔

عورتوں کے زرق برق ٹائیٹ لباس، فحش فلمی مناظر اور ننگی فلموں نے ہماری پوری گیدرنگ کے دوستوں کو انسان سے شہوت پرست خنزیر بنادیا ہے۔

شہوت کی تسکین کے لئے گناہوں کے نت نئے طریقوں کے بارے میں خیالات نے میری آنکھوں میں گندگی بھر دی ہے۔ میرا دل غلاظت کے ٹوکرے کی طرح ناپاک ہو گیا ہے۔ خیالات کی بدبو نے میرے وجود کو معاشرے کا ناسور بنادیا ہے۔

گناہوں کی نحوست میرے چہرے سے عِیاں (ظاہر) ہے۔ کبھی کبھی جب آئینے کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں تو مجھ سے میرا چہرہ نہیں دیکھا جاتا۔ گناہوں کی نحوست نے میرے چہرے کی نورانیت اور میری پیشانی سے ایمانی چمک کو کم کر دیا ہے۔

ہم تو پہلے سے ہی گناہوں کے مریض تھے مزید اںڈین شارٹ موویز نے ہمیں بہت زیادہ بے حیا بنادیا ہے۔ سوشل سائیٹ فیس بک کی نئ پالیسیز کے تحت اب ناظرین کے لئے فُحش کلپس بھی کثرت سے موجود ہیں۔

فُحش مناظر پر مشتمل اِن انڈین شارٹ کلپس میں قریبی رشتے داروں کے غلط ریلیشن شپس دکھائے جاتے ہیں۔ کبھی بھابی کی دیور کے ساتھ ۔۔۔۔۔۔ کبھی چچی کی بھتیجے کے ساتھ

۔۔۔۔ تو کبھی چچا کی اپنی بھتیجی کے ساتھ وغیرہ وغیرہ۔

یہ مختصر فُحش شارٹ کلپس دیکھنے والے کے ذہن پر ایک تاثر چھوڑتے ہیں کہ قریبی رشتے داروں کے ساتھ گندے ریلیشن شپ قائم کئے جائیں۔۔

یہ کلپس اپنے ناظرین کے دل ودماغ پر یہ نقش بھی بٹھاتے ہیں کہ ہر شادی شدہ جسامت والی عورت چاہے وہ بھابی ہو یا چچی، مُمانی ہو یا خالہ اسے لڑکوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ معاذاللہ۔

میرا گناہوں کا چھ سالہ تجربہ کہتا ہے کہ ایسا بالکل بھی نہیں ہے جیسا کہ اِن انڈین شارٹ موویز میں دکھایا جارہا ہے۔

میں اپنے تجربہ کی بنیاد پر پورے وُثوق سے کہہ سکتا ہے کہ مشرقی عورت آج بھی اپنے شوہر سے وفادار ہے ۔ ہمارے معاشرے میں خاندانی اقدار اب بھی قائم ہیں ۔ رشتوں کا تَقدُّس اب بھی قائم ہے ۔ اِسی چیز کو توڑنے کے لئے اور معاشرے کی امن وسکون کو برباد کرنے کے لئے لبرل حضرات سوشل میڈیا کا سہارا لے کر فحاشی و عریانی عام کرنا چاہتے ہیں ۔ گھر گھر میں فحاشی کی آگ جلانے کے لئے اس طرح کے گندے شارٹ موویز بنائے جارہے ہیں تاکہ خاندانی اقدار اور رشتوں کا تَقدُّس ختم ہوجائے ۔

زندگی کی شامیں گناہ گناہ کرتے کرتے ڈھلتی جارہی تھیں کہ ایک شام بیٹھے مجھے خیال آیا ہے کہ میں ایک مجرم ہوں ۔ بدکاری کی دنیا کا سب سے بڑا مجرم ۔

پھر مجھے خیال آیا کہ دنیاوی قانون میں ہر جرم کی ایک سزا مقرر ہے کیا مجھ جیسے مجرم کے لئے کوئی اُخروی (آخرت کی) سزا بھی مقرر ہے ؟ اگر کل قیامت میں حشر کے دن مجھے جرم پر سزا سنائی گئی تو وہ کس قسم کی سزا ہوگی ؟

اپنے سوالوں کا جواب تلاش کرنے کے لئے میں نے قرآنِ کریم کو کھولا ۔ ورق گردانی کرتے کرتے یہ آیتِ کریمہ نظر سے گزری "لاتقربوا الزّنٰی اِنّہ فَاحِشَۃ وّ سآء سبیلا "بدکاری کے قریب مت جاؤ وہ کھلی بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ

میں خود سے سوال کیا کہ پبلک کے دل و دماغ خراب کرنے والی باتوں پر مشتمل سوشل میڈیا پر آنٹیوں کی تلاش والے پوسٹیں دینے کے بارے میں قرآنِ کریم کیا کہتا ہے، تو یہ آیت میری نظر سے گزری

"اِنّ الّذین یُحِبّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفٰحِشَۃُ فِیْ الْذِیْنَ اٰمنوا اٰمنوا لھم عذاب الیم "

وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے اُن کے لئے دردناک عذاب ہے ۔

قرآنِ کریم نے مجھ جیسے جرائم (برائیاں، بدکاریاں) کرنے والے افراد کو دی جانے والی سزا کے دن

کے بارے ارشاد فرمایا "یَوْمَ تَکُوْنُ السّمآءُ کَالْمُھْلِ "
اُس دن آسمان ایسے ہو گا جیسے پگھلی ہوئی گرم چاندی۔
"وتکونُ الجبالُ کالعِھْنِ "اور پہاڑ ایسے ہوں گے جیسے کمزور اُون۔
"وَلَا یُسْئَلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا "اور کوئی دوست کسی دوست کی بات نہ پوچھے گا۔
اِن ہولناک مناظر کو دیکھتے ہوئے مجرم کہیں گے جس کو قرآنِ کریم نے یوں بیان کیا کہ مُجرِمین (گناہگار) اِن عذابات کو دیکھتے ہوئے کہیں گے

"یَوَدّالمَجْرِمُ لویَفتدی من عذاب یومئذببنیه ،وصاحبته واخیه ،وفصیلته تؤویه ،ومن فی الارض جمیعا ثم ینجیه "

مُجرِم (گناہگار) آرزو کرے گا کہ کاش اِس دن کے عذاب سے چھٹکارا کے بدلے میں دے دے اپنے بیٹے اور اپنی بیوی اور اپنا بھائی اور اپنا کُنبہ جس میں اُس کی جگہ ہے، اور جتنے زمین میں ہیں سب، پھر یہ بدلہ دینا اُسے بچالے۔

سوال ہوا کہ روزِ قیامت جب گناہ گار اپنے جُرموں کے بدلے اپنی پیاری چیزیں بیٹے، مال، زمین جائیداد کی قربانیاں دینے کو تیار ہوں گے تو کیا عذاب سے چھٹکارا پائیں گے ؟
قرآنِ کریم نے جواب دیا "کَلّا اِنّھَا لَظٰی "
ہرگز نہیں یعنی اِن قربانیوں کے بدلے وہ عذاب سے نہیں بچے گا۔
وہ کیسا سخت عذاب ہے سنئے قرآنِ کریم کہتا ہے

"نَزّاعَةً لِّلشَّوٰی"

وہ تو بھڑکتی آگ ہے کھال اتارنے والی۔

تَدْعُوا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰی "

وہ آگ بلا رہی ہے اُس کو جس نے شریعت سے پیٹھ پھیر دی اور منہ موڑا یعنی اپنی من مانی والی زندگی

گزاری۔

اِن آیات کو پڑھ کر میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں خوف سے تھر تھر کانپنے لگ گیا ۔مجھے میرے گناہ یاد آرہے تھے ۔سوشل میڈیا پر بے حیائیاں پھیلا کر آنٹیاں تلاش کرنا، چسکے لے لے کر لڑکیوں سے گندی چیٹنگ کرنا یاد آرہا تھا۔

آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو جاری تھے کہ چند اور آیات میری نظروں سے گزریں لکھا تھا "خُذُوْہ فَغُلُّوْہ" اُسے پکڑو اور اُسے طوق ڈالو۔

"ثُمّ الجَحِیْمَ صَلّوہ"

پھر اُسے بھڑکتی آگ میں دھنساؤ۔

"ثُمّ فِیْ سِلْسِلَۃ ذرعُھا سبعون ذراعا فاسلکوہ"

پھر ایسی زنجیر میں جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے اسے جکڑ کر باندھ دو۔

اِن آیات کو پڑھکر میں توبہ پر آمادہ ہوا۔ گناہوں سے بیزاری اختیار کی ۔قرآنِ کریم کی اِن آیات نے میری زندگی بدل دی میں نے آنٹیوں کی تلاش چھوڑ دی۔ توبہ کیا اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گیا۔

اِیک عورت کی فریاد

میرا نام شگب ہے۔ میں لاہور کے علاقہ شاہدرہ میں رہتی ہوں۔ میری عمر اس وقت 35 سال ہے ۔میری ابھی تک شادی نہیں ہوئی کیونکہ ہمارے خاندان کا رسم ہے کہ خاندان سے باہر رشتہ کرنا بیچ حرکت ہے ۔خاندان کے بڑے بوڑھے جب مل بیٹھتے ہیں تو بڑے فخریہ انداز سے کہتے ہیں کہ سات پشتوں سے اب تک ہم نے کبھی خاندان سے باہر رشتہ نہیں کیا۔

میں اپنی عمر کے 35ویں سال ہوں اب تک میرے لئے خاندان سے کوئی رشتہ نہیں آیا جب کہ غیر خاندانوں سے کئی ایک اچھے رشتے آئے لیکن مجال ہے کہ میرے والدین نے کسی سے ہاں بھی کیا ہو۔

میرے دلی جذبات کبھی اس حد تک پہنچتے ہیں کہ میں راتوں کو چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھاؤں، دھاڑیں مار مار کر والدین سے کہوں کہ میرا گزارہ نہیں ہو رہا خدارا میری شادی کرادیں اگر چہ کسی کالے کلوٹے چور سے ہی صحیح۔ لیکن حیاء اور شرم کی وجہ چپ ہو جاتی ہیں۔

میں اندر سے گھٹ گھٹ کر زندہ نعش (لاش) بن گئی ہوں۔

شادی بیاہ و تقریبات میں جب اپنی ہمجولیوں کو اُن کے شوہروں کے ساتھ ہنستے مسکراتے دیکھتی ہوں تو دل سے درد کی ٹیسیں اٹھتی ہیں۔۔۔۔۔۔

یا خدا ایسے پڑھے لکھے جاہل ماں باپ کسی کو نہ دینا جو اپنی خاندان کے ریت و رسم کو نبھا کر اپنی بچوں کی زندگیاں برباد کردیں۔

کبھی خیال آتا ہے کہ گھر سے بھاگ کر کسی کے ساتھ منہ کالا کر کے واپس آؤں اور والدین کے سامنے کھڑی ہو جاؤں کہ لو اب اچھی طرح نبھاؤ اپنی سات پشتوں کی رسمیں۔

کبھی خیال آتا ہے ہے کہ گھر سے بھاگ جاؤں اور کسی سے کہوں مجھے بیوی بنالو لیکن پھر خیال آتا ہے اگر کسی برے انسان کے ہتھے چڑھ گئی تو میرا کیا بنے گا۔

میرے درد کو مسجد کا مولوی صاحب بھی جمعہ کے خطبے میں بیان نہیں کرتا۔۔۔۔

اے مولوی صاحب ذرا تو بھی سن !!!!!رات کے پچھلے جب ابا حضور اماں کے سینے پر ہاتھ رکھ سو رہے ہوتے ہیں بھائی بھابی اپنے کمرے میں انجوائے کر رہے ہوتے ہیں تب مجھ پر کیا گزرتی ہے وہ صرف میں جانتی ہوں۔

اے حاکمِ وقت! تو بھی سن لے فاروق اعظم کے زمانے میں رات کے وقت جب ایک عورت نے درد کے ساتھ یہ اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ تھا۔

(اگر خدا کا ڈر اور قیامت میں حساب دینے کا ڈر نہ ہوتا تو آج رات اِس چارپائی کے کونوں میں ہل چل ہوتی) (مطلب میں کسی کے ساتھ کچھ کر رہی ہوتی) فاروق اعظم نے جب اشعار سنے تو تڑپ اٹھے اور ہر

شوہر کے نام حکم نامہ جاری کیا کہ کوئی بھی شوہر اپنی بیوی سے تین مہینے سے زیادہ دور نہ رہے۔

اے حاکمِ وقت،

اے میرے ابا حضور،

اے میرے ملک کے مفتی اعظم،

اے میرے محلے کی مسجد کے امام صاحب،

اے میرے شہر کے پیر صاحب میں کس کے ہاتھوں اپنا لہو تلاش کروں؟

کون میرے درد کو سمجھے گا؟

میری 35 سال کی عمر گزر گئی لیکن میرے ابا کا اب بھی وہی رٹ ہے کہ میں اپنی بچی کی شادی خاندان سے باہر ہرگز نہیں کروں گا۔

اے خدا تو گواہ رہنا بے شک تو نے میرے لئے بہت سے اچھے رشتے بھیجے لیکن میرے گھر والوں نے وہ رشتے خود ہی ٹھکرا دیئے اب کچھ سال بعد میرا ابا تسبیح پکڑ کر یہی کہے گا کہ بچی کا نصیب ہی ایسا تھا۔

اے لوگو مجھے بتاؤ کوئی شخص تیار کھانا نہ کھائے اور بولے تقدیر میں ایسا تھا تو وہ پاگل ہے یا عقلمند۔۔

اللہ پاک نوالے منہ بھی منہ میں ڈلوائے گیا؟؟؟

یونہی اس مثال کر سامنے رکھ کر سوچیں کہ میرے اور میرے جیسی کئی اوروں کے لئے اللہ نے اچھے رشتے بھیجے لیکن والدین نے یا بعض نے خود ہی ٹھکرا دیئے اب کہتے پھرتے ہیں کہ جی نصیب ہی میں کچھ ایسا تھا۔۔۔لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اسلامی فلاحی ریاست کب وجود میں آتی ہے؟

عنوان: غَزْوَۃُ بَدْرِالْکُبْرٰی

اسلام اور کفر کے درمیان باقاعدہ پہلی جنگ بدر کے مقام پر ہوئی۔اللہ پاک نے اِس جنگ میں

اسلام اور مسلمانوں کو فتح یابی نصیب کی۔
قرآنِ کریم میں بھی اِس جنگ کا ذکرِ مبارک ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے "قرآن محض کتاب حکایت نہیں ہے بلکہ ہر دور کے لئے رہنما نصابِ تعلیم ہے، ہر قرآنی آیت اپنے اندر بے شمار اسباق، نصیحتیں اور علمی موتی لئے ہوئے ہوتی ہے"
اگر قرآنِ کریم نے ماضی کے کسی واقعے کو بیان کیا تو وہ بھی محض قصہ، کہانی یا واقعہ کی حکایت نہیں ہے بلکہ اُس میں بھی قاری کے لئے علوم کا ایک گہرا سمندر موجزن ہے۔
نوٹ! یہاں قاری سے میری مراد قرآنی علوم میں غور و فکر کرنے والا ہے نا کہ صرف طوطے کی طرح رٹ کر پڑھنے والا۔
غزوہ بدر کو قرآنِ مجید میں ایک جگہ یوم الفرقان کہا گیا ہے۔ یعنی حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والی جنگ۔
مسلمان ہر سال 17 رمضان کو یومِ بدر کے نام سے یاد کرتے ہیں، مساجد میں اِس دن کے حوالے سے تقاریر کا اہتمام ہوتا ہے، آخر میں شیرینی بٹتی ہے اور پھر ہر بندہ بدر میں شہید ہونے والے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ناموں کا وظیفہ لے کر چلتا بنتا ہے۔
دنیا بھر کے مسلمان اِس دن کو کیسے مناتے ہیں مجھے اِس بارے میں علم نہیں ہے البتہ پاکستان میں بسنے والے لوگ اِسے جس طرح مناتے ہیں اُس کی جھلک آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔
پاکستانی مسلمانوں کا طرہ امتیاز کہیئے یا کچھ اور کوئی بھی اہم دینی ایونٹ ہو، شیرینی، بریانی کا بٹنا اور آخر میں مصیبتیں ٹلنے، رزق میں برکت، قرضے معاف ہونے، بیماریوں سے شفایابی کے لئے اوراد، وظائف کا ملنا ضروری ہے۔
بدر جیسی اہمیت کے حامل جنگ کو بھی لوگوں نے شیرنی بانٹنے اور اصحابِ بدر کے ناموں کا وظیفہ پڑھنے تک محدود کیا ہوا ہے۔ اِلّا ماشآءاللہ

غزوہ بدر کا مطالعہ موجودہ حالات سے تقابل کر کے کیا جائے تو اِس میں مسلمانوں کے لئے اہم اسباق اور نصیحتیں پوشیدہ ہیں۔

آج مسلمان کمزور ہیں غیر مسلم پاور میں ہیں۔ بدر میں بھی ایسا ہی تھا۔ مسلمان کمزور اور کفار طاقت میں تھے۔ آج مسلمانوں کی معاشی حالت اچھی نہیں ہے، کفار عیش میں ہیں۔ بدر میں بھی ایسا ہی تھا، مسلمان معاشی لحاظ سے کمزور اور کفار معاشی لحاظ سے نہایت مضبوط تھے۔

آج مسلمان ممالک کے پاس جنگی ہتھیار کم یا نہ ہونے کے برابر ہیں، غیر مسلم ممالک ہر لحاظ سے جدید اسلحہ سے لیس ہیں۔ کل بدر میں بھی ایسا ہی تھا مسلمانوں کے پاس جنگی ہتھیار نہایت کمیاب تھے۔

آج مسلمان مظلوم ہیں، کفار ظالم۔۔۔۔۔ کل بدر میں ایسا ہی تھا مسلمانوں مظلوم اور کفار کے ستائے ہوئے تھے۔

پھر کیا وجہ ہے کہ بدر میں مسلمان غالب آ گئے، اسلام کو فتحیابی نصیب ہوئی، کفار شکست کھا گئے اور آج ایسا کیوں نہیں ہے مسلمان مغلوب کیوں ہیں؟

غور کرنے پر نتیجہ نکلتا ہے مسلمان اُس وقت اپنے دین کے ساتھ سچے تھے، اللہ پاک اور اُس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اُن کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

بلالِ حبشی ہوں، یا مصعب بن عمیر، آلِ عمّار ہو یا کوئی اور صحابی ہر ایک ظلم سہتا پر اللہ رسول سے بیوفائی اُنہیں ناگوار تھی۔ کوئی کافر اُن نفوسِ قدسیہ پر کتنا ہی ظلم کرتا وہ اسلام سے ایک انچ پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھے آج کا مسلمان ایسا نہیں ہے۔ آج کا مسلمان اسلام کو، ایمان کو، دین سے وفاداری کو معاذاللہ ایک مذاق سمجھتا ہے۔

کل بدر والے شعبِ ابی طالب کی گھاٹی میں ہر قسم کے سوشل بائیکاٹ کو برداشت کرنے کے لئے تیار تھے لیکن اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکم عدولی اُنہیں ہرگز قبول نہیں تھی۔

آج کا مسلمان سوچتا ہے میں اگر اسلامی اصولوں پر عمل کروں گا، تو دنیا سے کٹ کر رہ جاؤں گا۔ میں اگر

اپنے ملک میں اسلامی معاشی اصولوں کو لاگو کروں گا، سود کا سسٹم ختم کروں گا تو میرے لیے آئی، ایم، ایف اور ورلڈ بینک کے دروازے بند ہو جائیں گے، یورپ کے ویزے ملنا بند ہو جائیں گے۔

کل اصحابِ بدر جس شخصیت کے زیرِ کمان تھے وہ اپنے پیٹ پر پتھر باندھنے کو تیار تھا، وہ کافروں کا ہر ظلم اپنے اوپر سہنے کو تیار تھا، اُس نے کھلم کھلا اعلان فرما دیا تھا "اگر کافر میرے سیدھے ہاتھ میں چاند اور بائیں ہاتھ میں سورج بھی لا کر رکھ دیں تو میں ہرگز کلمہ حق کہنے سے باز نہیں آؤں گا" جبکہ آج اُس شخصیت کے نائب کہلوانے والے، مسلمانوں کی دینی قیادت کرنے والے حق کہنے کو ہی تیار نہیں ہیں اور تو اور پڑوسی ملک کے مسلمانوں نے امریکہ جیسی سپر پاور کو دھول چٹا کر فتحیابی حاصل کی کسی دینی، مذہبی رہنما کو توفیق نصیب نہیں ہوئی کہ انہیں مبارکبادی پیش کرے اِلّا ماشاءاللہ۔

کل ملا کر نتیجہ یہ نکلتا ہے آج کا مسلمان چاہے وہ عام ہو یا خاص، سربراہِ ملک ہو یا سربراہِ تنظیم، مفتی ہو یا مدرس، پیر ہو یا خلیفہ، اسلام کی سربلندی کے لئے، اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کس قدر کوشاں ہے یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ خود ہی دیکھ لیجئے جنوبی ایشیاء، مشرقِ وسطیٰ، مغربی مسلمان ممالک پر کیا گزر رہی ہے اور مسلمانوں کے اہم اہم دینی رہنما نفلی عمرہ کے لئے حرم پاک میں جمع ہیں۔ اور اِدھر ملک کے اندر خالصتاً ناموسِ رسالت کے پہرے دار کہلوانے والے روزہ داروں کو باربی کیو کھلانے میں مصروف ہیں تو بتائیے حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست کیسے وجود میں آئے گی۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ

اور بیشک ہم نے نصیحت کے بعد زبور میں لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

پہلے اندر صالحیت پیدا کیجئے مسلمانوں کی حکومت آپ ہی قائم ہو جائے گی ان شاءاللہ

اپنے بھی خفا مجھ سے بیگانے بھی ناخوش

میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا کند

جس کو بات بری لگے وہ ایک گلاس شربت کم پیئے، مجھ پر غصہ ہونے کی بجائے اپنے آپ کو ٹھیک کیجئے۔

درد کے ٹیس (پاکستان کی فریاد)

عنوان: کبھی اِن مسائل پر بھی کمانڈوز کانفرنس بلالیا کریں

میں پاکستان ہوں۔14 اگست 1947ء کو میں دنیا کے نقشے پر ظاہر ہوا۔اہلِ محبت مجھے مدینہ ثانی کہتے ہیں یعنی دینا کے نقشے پر دو ایسی ریاستیں معرضِ وجود میں آئیں جن کی بنیاد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رکھی گئی ایک مدینہ شریف دوسرا پاکستان۔

مجھے حاصل کرنے والوں نے اِس لئے حاصل کیا کہ زمین کا ایک ٹکرا جہاں پر قرآنِ وسنت کی حکمرانی ہو۔حق کا بول بالا ہو۔

میرے وجود کو تقریبًا 75 سال گزر گئے ہیں۔کئی مسائل، ان گنت مصائب میں نے دیکھے ہیں۔آج میں ایٹمی طاقت بھی ہوں۔

دروغ بر گردنِ راوی کہنے والے کہتے ہیں جب میں ایٹمی طاقت بنا تو دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں نے باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا خبر دار! اب عنقریب ہمارے بھائی ہماری مدد کو پہنچیں گے، ایٹمی ہتھیاروں سے تمھاری درگت بنائیں گے۔

میری حرِماں نصیبی دیکھئے میرے بانی کو بیماری کی حالت جس ایمبولینس پر ڈالا گیا وہ آدھے راستے میں خراب ہوگئی۔

میرے وجود سے پہلے مسلم لیگ کو جن صحیح العقیدہ سنی علمائے کرام ومشائخ عظام اور عوامِ اہلِ سنت نے ووٹ دیکر مجھے فرنگیوں سے نجات دلائی 1953 میں اُنہی کے جانشینوں اور عقیدت مندوں کو میرے محافظوں نے عقیدہ ختمِ نبوت کی تحفّظ کے جرم میں گولیوں سے بھون ڈالا۔تقریبًا 10 ہزار شہادتیں

ہوئیں۔

70 کے عشرے کے بعد مجھے ایک ایسا جانشین ملا جس نے مسلم امّہ کو یکجا کرنے، مسلم بلاک چین بنانے کی ٹھانی، مجھے ایٹمی قوت بنانے کے لئے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو ہر ممکن سہولیات دیں، قادیانیوں کو آئین پاکستان میں کافر ڈکلیئر کرنے والے فارم پر دستخط ثبت کئے، مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی لیکن افسوس میرے اُسی سپوت کو 1979 میں پھانسی دے کر میرا کلیجہ چھلنی کرنے کی کوشش کی گئی۔

قصہ مختصر 2022 کی ایک اندھیری رات میں ایک صاحب کو عہدے سے فارغ کیا گیا۔ اُس کے چاہنے والوں کو بات ناگوار گزری، انٹرنیٹ کا دور تھا، چاہنے والوں نے ایک ادارے کے سربراہ کی عزت کی درگت بناڈالی۔ ادارہ حرکت میں آگیا۔ جلد ہی پکڑ دھکڑ شروع ہوگئی امید ہے بہت سوں کی چمڑیاں ادھیڑ دی جائیں گی، بہت سوں کو نشانِ عبرت بنایا جائے گا۔

کسی کو سزا دینے، کسی چمڑی ادھیڑنے سے پہلے ذرا ٹھہریئے کچھ میری بھی سُنئے۔

صاحب جی! جب بات آپ پر آگئ، آپ کی عزت جب تار تار ہوئ تو آپ کا پارہ ہائ ہوگیا۔ کچھ ہی عرصہ پہلے کی بات ہے کچھ بلاگرز نے اِسی انٹرنیٹ، اِسی سوشل میڈیا کے ذریعے اسلام کے متعلق بکواسات کیں، اللہ ورسول کو سڑی سڑی گالیاں دی گئیں، بلاگرز پکڑے بھی گئے، پھر راتوں رات ملک سے فرار بھی کرادئے گئے آج وہ بدبخت محفوظ ہاتھوں میں ہیں۔ کیا اُس وقت فورسز کا اجلاس بلایا گیا؟ کوئی انکوائری ہوئ کہ راتوں رات کیسے بدبخت لوگ ملک سے باہر بھیجے گئے؟

2020 ہی کی بات ہے ایک مکتبہ فکر کی طرف سے محبتِ اہلِ بیت کی آڑ میں اللہ پاک، فرشتوں اور صحابہ کرام علیھم الرضوان کی ناموس پر حملہ کیا گیا، اُنہیں برا بھلا بولا گیا، نبی کے یارِ غار، یارِ مزار کی بہت بڑی توہین کی گئی کیا اُن ذاکرین کو کوئی سزا ہوئی؟

مانا کہ آپ کی عزت ہے، آپ کے ادارے کی بھی عزت ہے لیکن اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، اہلِ بیتِ کرام کی عزت آپ سے کئ درجے زیادہ ہے۔

مُقدّس ہستیوں کی عزتوں پر حملہ ہو تواداروں کے کانوں میں جوں تک نہ رینگے آپ کی مصنوعی ٹھاٹ باٹھ پر حملہ ہو تو تو فورسز کی دوڑیں لگ جائیں واہ کیا بات ہے۔

یقیناً میری باتیں کڑوی ہیں، مبادا یہ باتیں بھی آپ پر ناگوار گزریں۔لیکن کیا کروں صاحب جی !میں کوئی لیگی، انصافی یا جیالا نہیں ہوں جسے اپنے لیڈر کی عزت تو پیاری ہو، اللہ پاک اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اُسے پیاری نہ ہو۔

میری آپ سے گزارش ہے اپنی عزت کی تحفظ کے ساتھ ساتھ اللہ ورسول، و مُقدّساتِ دینیہ کی عزتوں کے بھی محافظ بن جائیے۔۔۔

ایک حدیث/علی بھائ/اور میں

انجینئر علی مرزا بھائ کو فالو کرتے ہوئے مجھے 6 سال ہوگئے ہیں۔علی بھائ انتہائی معتبر شخص ہیں۔انہی کی وجہ سے مجھے پاکستان مُلّاؤں کی حقیقت کا پتا چلا۔

میرے موبائل میں پاکستان کے تمام مکاتبِ فکر کے بڑوں کی کمزور باتیں کلپس کی صورت میں محفوظ ہیں۔جب کام کاج سے تھک جاتا ہوں تو علی بھائ کے کلپس سن کر محظوظ ہوتا ہوں۔

علی بھائ کی خصوصیت ہے وہ اپنے فالورز کو کبھی بھی ٹرک کی بتی کے پیچھے نہیں لگاتے، ہاں ایک کام ضرور کرتے ہیں وہ اپنے فالورز کو ٹرک کے پیچھے اڑنے والی دھول ضرور چٹاتے ہیں وہ کیسے آئیے میں بتاتا ہوں۔

احکاماتِ دین دو قسم پر ہیں

نمبر1

مطلوباتِ شرعی

نمبر2

ممنوعاتِ شرعی۔

آپ کو حیرت ہوگی علی بھائی کے کسی ایک فالور کو بھی معلوم نہیں ہے کہ احکاماتِ دین دو قسموں پر منحصر ہیں مطلوباتِ شرعیہ اور ممنوعاتِ شرعیہ کل مِلا کر گیارہ بنتے ہیں۔فرض، واجب، سنت مؤکدہ، مستحب، سنتِ غیر مؤکدہ،

حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی، اساءت، خلافِ اَوْلی، مُباح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علی بھائی سے دین سیکھتے ہوئے، اُن کے کلپس سنتے ہوئے میں نے کبھی نہیں سنا کہ علی بھائی نے کہا کہ مطلوباتِ شرعیہ و ممنوعاتِ شرعیہ کی تعداد گیارہ ہے اور وہ یہ ہیں۔

مزے کی بات سنیں! علی بھائی اپنے حلقہ احباب میں علمی کتابی کہلاتے ہیں لیکن علی کہ منہ سے ہم نے کبھی علم کی تعریف (Definition) نہیں سنی کہ علم کسے کہتے ہیں۔۔۔۔

جہاں تک بات ہے کتابی ہونے کی تو کتابُ اللہ یعنی قرآنِ پاک کی تعریف کیا ہے، لفظِ قرآن کے کیا معنیٰ ہیں،،،،،، ہمیں نہیں معلوم کیونکہ علی بھائی سے جو دین سیکھتے ہیں تو معلوم خاک ہوگا۔

مسلمان کلمہ پڑھنے، ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنے کی وجہ سے مؤمن کہلاتا ہے ایمان کی تعریف کیا ہے علی بھائی کی فالورز کو نہیں معلوم۔۔۔

مجھے تو اب شک سا رہنے لگ گیا ہے، شاید علی بھائی کو بھی اِن بنیادوں باتوں کا علم نہیں ورنہ کبھی تو اپنے فالورز کو ضروری چیزیں، اسلام کی بنیادی باتیں سکھاتے۔

دینِ اسلام کو مکمل پڑھنے، دین کی بنیادی باتوں کے متعلق جاننے کو شوق تب ملا جب میری نظر ایک مبارک حدیث کے اِس حصے پر پڑی "وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِی بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ" بندہ جن چیزوں کے ذریعے میرا قرب پاتا ہے اُن میں سے مجھے فرائض سے زیادہ کوئی شے پسند نہیں"

میں گناہ تھا پر آخر مسلمان تو ضرور تھا۔ میرے بھی دل میں بھی شوق دامنگیر ہوا کہ میں اپنے رب کا قریبی بندہ بن جاؤں، حدیث کے مبارک لفظوں میں ایسی جاذبیت تھی کہ میرا دل مچل گیا، آنکھوں سے محبتِ

الٰہی کی یاد میں نہ تھمنے والے سیلِ اشک رواں ہوئے، کعبۃُ اللہِ الْمُشَرَّفَہ کی حسین مناظر خیالات میں نقش ہونے لگے۔ ہوری ہمت جتا کر میں اٹھا کہ آج نہیں تو پھر کبھی نہیں لیکن افسوس کہ میں اُس وقت علی بھائی کا فالور تھا، مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ اللہ نے مجھ پر کیا چیزیں فرض کیں۔۔۔۔ہاں سرسری طور پر معلوم تھا جیسے نماز روزہ فرض ہے۔فرض کسے کہتے ہیں، فرض کی تعریف (Definition) مجھے نہیں معلوم تھی سو میں رہ گیا۔

اللہ کا کرم ہے کہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِن مبارک لفظوں نے میری زندگی بدل دی۔آج مجھے مطلوباتِ شرعیہ، ممنوعاتِ شرعیہ سب کے سب معلوم ہیں۔علم کی ڈیفینیشن کیا ہے، عِلْمُ الْحال کسے کہتے ہیں الحمدللہ مجھے معلوم ہے۔

اگر آپ دین سیکھنا چاہتے ہیں، دینی احکامات عمل کر کے اللہ پاک کا قرب پانا چاہتے ہیں تو کسی سُنی صحیح العقیدہ عالم دین سے رابطہ کیجئے ورنہ علی بھائی کو پوری زندگی سنتے رہیں گے کچھ فائدہ نہیں ہوگا سوائے ٹرک کے پیچھے اڑنے والی خاک چاٹنے کے۔۔۔۔۔اور یوں آپ علی بھائی جیسوں کی وجہ سے دین کو ایک مذاق سمجھیں گے۔۔۔۔

قرآن وسنت کے ترازو میں پِیرصاحب

درگاہ سے نکلتے وقت میں فیصلہ کر چکا تھا کہ قرآن وسنت کے ترازو میں پِیر صاحب کو تولوں گا۔اگر پِیر صاحب کی باتیں قرآن وسنت اور اقوالِ آئمہ کے مطابق ہوئیں تو میں پِیر صاحب سے بے وفائی ہرگز نہیں کروں گا۔لیکن اگر معاملہ برعکس ہوا تو میں عقیدت کی دیگ سے پِیر صاحب کو ایسے نکال پھینکوں گا جیسے لوگ دودھ سے مکھی کو نکال پھینکتے ہیں۔

بات کوئی چھوٹی موٹی نہیں تھی بہت بڑی تھی۔پِیر صاحب کے ابّا اور اُن کا بیٹا ایسی غلطیاں کر چکے تھے جس سے ایمان کے محل میں دراڑیں پڑ چکیں تھیں۔

جب پیِر صاحب کے بیٹے کے متعلق مفتی اعظم پاکستان کے نائب نے سندھ کے ایک مفتی صاحب سے میری موجودگی میں رابطہ کیا تو اُس مفتی صاحب نے بات ہوا میں اڑادی اور کہا مسئلہ حل ہو چکا ہے حالانکہ مسئلہ حل نہیں ہوا تھا۔ پیِر صاحب کے بیٹے نے اپنی پیِری مریدی کی دو کانِ خُسران کو بچانے کے لئے ٹھٹھہ کے مفتی صاحب سے جھوٹ بول کر، آدھی بات چھپاکر اپنے لئے تائید حاصل کی۔

رہے پیِر صاحب کے ابّا تو وہ کفریہ معنٰی پر مشتمل ایک مکمل کتاب لکھ چکے تھے۔ جملہ کفریہ معانیوں پر مشتمل اشعار میں سے ایک شعر میں پیِر صاحب کے ابّا نے اللہ پاک کی وحدانیت، بے نیازی اور قدرت کے متعلق بیان کرتے لکھا،،،،، اردو مفھوم

خدا جس کو چاہے نبی سے منافق بنادے اور جسے چاہے منافق سے نبی بنادے۔۔۔۔۔

پیِر صاحب کے ابّا تو اسماعیل دہلوی سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گئے۔ اسماعیل دہلوی نے بھی خداوندِ قدوس کی قدرت کو بیان کرتے لکھا تھا " خدا چاہے تو ایک آن میں کروڑوں محمد پیدا کرے " اسماعیل دہلوی کی مُغَلّظات کا رد اور اُس کے کفریات کے متعلق اقلیمِ منطق کے شہنشاہ حضرت علامہ فضل الحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے امتناع النظیر نامی کتاب لکھی۔

پیِر صاحب کو اپنے ابّا اور بیٹے کی غلطیاں کیوں نہیں نظر آرہیں؟ کفریہ معانیاں پر مشتمل اشعار کہنے والے اشخاص کو پیِر صاحب ولی ماننے پر کیوں مصر ہیں؟

صرف پیِر صاحب نہیں بلکہ سندھ کا غوثِ زماں بھی اِس حمام میں ننگا تھا۔ وہ بھی ایک کافر کے مرنے پر تعزیت اور دعا کر چکا تھا۔ پرانے بیانات میں کہتا تھا اُحُد میں صحابہ کرام نے حضور صلی علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی تھی لیکن اِسی مہینے عمرہ پر جانے سے پہلے شعبان کے دوسرے جمعہ میں غوثِ زماں صاحب نے اپنے پچھلی غلطیوں سے دو قدم آگے چھلانگ کر کہا اُحُد میں صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو دو نافرمانیاں کیں۔ جنگ میں علی نے حضور کا ساتھ دیا باقی کسی نے نہیں دیا۔۔۔۔

پیِر صاحب اور غوثِ زماں کے متعلق رہنمائی کے لئے میں نے جیسے ہی قرآنِ کریم میں نظر کی تو سامنے یہ

آیت تھی "وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا" ....اور رسول نے عرض کی کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرالیا۔

مجھے یہ بات سمجھ نہیں آرہی تھی کہ پیرؔ صاحب اور غوثِ زماں صاحب اتنا بڑی غلطیاں کر چکے ہیں یہ سب جانتے ہوئے بھی بڑے مفتیانِ کرام اُن کی چوکھٹوں کی حاضریاں کیوں بھر رہے ہیں۔ گویا میں اِس بات کے انتظار میں تھا کہ کوئی بڑے مفتی صاحب مذکورہ اشخاص کو غلط کہیں تو میں مانوں گا۔ میرے اِس خدشے کا جواب قرآنِ کریم نے یوں دیا،،،،،،،،،"قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْم "

اور بولے قرآن وادی کے اِن دو بڑے شخصوں پر کیوں نہیں اتارا گیا۔

کفارِ مکہ کی خواہش تھی کہ ہم ایمان تب لائیں گے جب قرآن مکہ یا طائف کے دو مالداروں میں سے کسی ایک پر اترے۔ میرے بھی یہی کنڈیشن تھی کہ میں پیرؔ صاحب کو اور غوثِ زماں کو غلط تب مانوں گا جب کوئی بڑے صاحب اِنہیں غلط کہیں۔

قرآنِ کریم کے مطالعہ کی برکت سے پیرؔ صاحب اور غوثِ زماں صاحب کی صحبتِ بد سے مجھے چھٹکارا مل گئی۔ آپ بھی پیرؔ صاحب اور غوثِ زماں صاحب سے دور رہ کر علمائے اہل سنت سے قرآن وسنت کی تعلیم پائیے، رہزنوں سے اپنا ایمان بچائیے۔

خطیب ضرور پڑھیں

گستاخوں کا سر اڑانے کے سلسلے میں منبر کے خطیب جس کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا واقعہ سنا کر عوام کو اکساتے ہیں کہ گستاخ رسول جہاں ملے اسے قتل کرو۔

ایسے لوگ اگر اِس قتل کا پورا واقعہ سیرت کی کسی کتاب سے پڑھ لیتے تو کبھی ایسی بچکانہ بات کر کے نوجوانوں کی زندگیاں برباد کرنے کا سبب نہ بنتے۔

کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا حکم سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا نیز محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ جن تین صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اپنے ساتھ منتخب کیا سب سے پہلے انہوں نے کعب بن اشرف سے دوستی گانٹھ لی پھر کئی ایک بار اُن سے اناج لیا، اسلحہ لیا مکمل اسے اپنے رنگ میں اتار کر پھر اُس کا کام تمام کیا۔۔۔۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ریاستِ مدینہ کے سربراہ تھے۔آپ کے حکم پر یہودی قتل ہوا۔اور یہودی کو قتل کرنے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے مکمل حکمتِ عملی سے کام لیا نیز اگر صحابہ کرام پر کوئی اُفتاد اِس اقدام کے وقت آتی تو اُن کی حفاظت کے لئے پوری اسلامی ریاست حرکت میں آتی۔

منبر کے خطیبوں کو اِن تمام مقاصد سے کوئی غرض نہیں۔۔۔۔۔سچ کہا کسی شاعر نے

اِذا کان الغرابُ دلیلَ قومٍ

سیهدیهم الی دارالهالکین

کو اجب کسی قوم کا رہنما بن جائے تو انہیں ہلاک کر کے ہی دم لیتا ہے۔

پڑوسی ملک میں مسلمان ذبح ہو رہے تھے

سوشل میڈیا پر سپہ سالار کی ساکھ بحال کرنے کے لئے پوسٹیں کی جا رہی تھیں۔اپوزیشن اقتدار پانے میں کامیاب ہوگئی تھی، حامد میر کی مسکراہٹیں، فضل الرحمٰن کے قہقہے بھی بلند ہو رہے تھے۔زرداری صاحب بھی اپنی فتح کا جشن منا رہے تھے۔ہینڈسم صاحب بھی جلوسوں کا شیڈول جاری کر چکے تھے۔

ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے بزرگوں کی قربانیاں رنگ لا چکی تھیں پاکستان اسلام کا قلعہ بن چکا تھا۔ملک کی معیشت بھی گویا مضبوط ہو چکی تھی الغرض "کُلُّ حِزبٍ بمالدیهم فرحون" کا منظر تھا۔

میں نے سوچا ذرا پڑوسی ملک میں جھانکوں وہاں بھی 30 کروڑ مسلمان بستے ہیں اُن کا کیا حال ہے۔

کیا دیکھتا ہوں کہ دہلی سے مدھیہ پردیش تک مسلمانوں پر قیامتِ صغریٰ قائم ہے۔ پولیس اُن کے گھروں پر چھاپے مار رہی ہے، انتظامیہ اُن کے مکان بلڈوز کر رہا ہے۔ بھاجپا آتنکواد عروج پر ہے، اُن کی مسجدوں پر بھاجپا کے لوگ اپنے جھنڈے نصب کر رہے ہیں۔

پولیس اور ہندو بھاجپا آتنکی لوگ مسلمان نوجوانوں کو سڑک پر گھسیٹ رہے ہیں۔ مسلمان مستورات پر بھی ظلم ہو رہا ہے۔ الغرض مودی سرکار کے لوگ مسلمانوں کے ساتھ وہ سلوک کر رہے تھے جو سلوک قبطی فرعون مظلوم و بیکس بنی اسرائیلیوں کے ساتھ کیا کرتا تھا۔

ایک دوست کے سوشل میڈیا پیج سے معلوم کرنے کی کوشش کی کہ مسلمانوں کے ساتھ ماہ رمضان میں یہ ظلم کیوں تو معلوم ہوا رام نومی جلسہ کے موقع پر ہندو بلوائیوں نے مسلمانوں کے محلوں میں گھس کر شور شرابا ہنگامہ کرنے کی کوشش کی، صرف اِس پر بس نہیں ہوئے بلکہ اپنے بھگوان کو خوش کرنے کے لئے مسلمانوں کو مارا پیٹا۔ حکومتی سرپرستی میں پولیس کے ساتھ مل کر مساجد کی بے حرمتی کی اور مسلمانوں کے املاک کو جلانا بھی شروع کیا۔

پرتشدد واقعات صرف ایک ریاست میں نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں رونما ہو رہے تھے۔ مسلمانوں پر زمین تنگ ہوتی جا رہی تھی۔ شورش کی ابتدا راجھستان کرولی سے شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام ریاستوں میں بسنے والے مسلمان اِس ظلم کی آگ کی لپیٹ میں آچکے تھے۔

سپہ سالار سے لے کر پانچ لاکھ علماء کی نمائندگی کا دعویٰ کرنے والے فضل الرحمان تک مظلوم ہندوستانی مسلمانوں کے درد کی یہ داستان مسلم شریف کی اِس حدیث کے ساتھ پہنچا کر اپنی بات ختم کرنا چاہوں گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مومنوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بدن۔۔۔۔۔ بدن میں سے جب کوئی عضو درد کرتا ہے تو سارا بدن اس میں شریک ہو جاتا ہے نیند نہی آتی، بخار آجاتا ہے۔

(اسی طرح ایک مومن پر آفت آئے خصوصاً وہ آفت جو کافروں کی طرف سے پہنچے تو سب مومنوں کو بے چین ہونا چاہیے اور اس کا علاج کرنا چاہیے)۔

خدایا یہ شاہین، یہ غوری، یہ ابدالی میزائلز، یہ ضرار ٹینک، یہ ضرب عضب، یہ آپریشن ردالفساد اگر میرے مسلمانوں بھائیوں کی عزتوں کا تحفظ نہ کر سکیں، مسلمان مستورات کی عصمت نہ بچا سکیں، گائے کا پیشاب پینے والے ہندوؤں کے ظلم سے میرے مسلمان بھائیوں کو نہ بچا سکیں تو زنگ اِن کو ناکارہ کردے۔ آمین

اے میرے خدا ظالموں کے لئے جو دعا موسیٰ علیہ السلام نے مانگی تھی۔ میں بھی آج وہ دعا مانگ رہا ہوں، موسیٰ علیہ السلام کے صدقے قبول فرما۔

رَبّنا اطُمِسُ عَلیٰ اموالھم، وَاشدد علی قلوبھم، فلایؤمنوا حتّی یروا العذاب الالیم "

اے میرے اللہ! اِن کے اموال برباد کردے، ان کے دلوں کو سخت کردے، یہ ایمان نہ لائیں دردناک عذاب دیکھ لیں۔

نوح علیہ السلام نے دعا کی تھی

"اللھم لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا "

اے میرے اللہ! زمین پر کسی ظالم کافر کو زندہ مت چھوڑ۔

مولانا فضل الرحمان

یکم اپریل اتوار کی صبح آج اسلام آباد میں معمول سے زیادہ گہما گہمی تھی۔ میں پارلیمنٹ لاجز میں کھڑا کسی کو تلاش کررہا تھا۔ کئ سارے وزراء اور اپوزیشن اراکین جمع تھے۔ دونوں طرف کے اراکین کے چہروں پر معنٰی خیز مسکراہٹیں تھیں۔ میری آنکھیں جسے تلاش کررہی تھیں وہ شخص ابھی منظرِ عام سے غائب تھا۔

چند ہی گھڑیاں گزری تھیں کہ امامِ سیاست، قائدِ ملّتِ دیوبندیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب

کسی طرف سے آتے ہوئے نظر آئے۔ جیسے ہی میری نظر پڑی امامِ سیاست کے چہرے پر پڑیں میرے آنکھیں شرمسار ہو گئیں کیونکہ امامِ سیاست مولانا فضل الرحمان صاحب کے عین پیچھے پاکستان پیپلز پارٹی کارکن اور ممبر آف قومی اسمبلی جام عبدالکریم بھی آتا دکھائی دیا۔

وہی جام عبدالکریم جو ناظم علی جوکھیو قتل کیس میں نامزد ہے۔ امامِ سیاست مولانا فضل الرحمان قومی اسمبلی کے ممبر نہیں تھے، پارلیمنٹ ہاؤس میں بھی اُن کے لئے کوئی جگہ نہیں بچی تھی لیکن وہ دیوبندیوں کی دل کی دھڑکن تھے۔

میرے لئے سیاست میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ حکومت اور اپوزیشن ہر دو فریقوں سے میں بیزار تھا کیونکہ میرے نزدیک دونوں گروپ مُردار خور گِدھ کی مثل ہیں۔ دونوں گروپوں کو اقتدار کی فکر ہے۔ قومی غیرت، عوامی مسائل، حمایتِ اسلام سے اُنھیں کوئی سروکار نہیں ہے۔

آپ پوچھیں گے جب کسی بھی گروہ سے آپ کو دلچسپی نہیں تھی تو پارلیمنٹ لاجز میں گئے کیوں تھے؟

پارلیمنٹ لاجز کی طرف جانے کے دو وجوہات تھے۔

پہلی وجہ "الدنیا جِیْف وطالبھا کلاب،،،،،،، دنیا مردار ہے اِسکے چاہنے والے کتے ہیں" کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں۔

دوسری وجہ جو پہلی سے بھی زیادہ اہم تھی وہ یہ کہ جام عبدالکریم جو ناظم جوکھیو قتل کیس میں نامزد ہے، دبئی فرار ہے، وہ بھی عدمِ اعتماد ووٹنگ کے سلسلے میں دبئی سے پاکستان آیا ہوا ہے، اُسے دیکھ کر پانچ لاکھ علماء کے سربراہ، امامِ سیاست حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب کو دیکھوں کہ وہ کیا کرتے ہیں صرف یہ دیکھنے کے لئے گیا۔

قائدِ ملّتِ دیوبندیہ کی نظر جب جام عبدالکریم پر پڑی تو وہ اُن سے بغل گیر ہو کر ایسے ملے جیسے محنتی استاد اپنے ہونہار شاگرد سے ملتا ہے۔ مولانا نے جام عبدالکریم کی پیٹھ تھپک کر اپنی راہ لی۔

مولانا کا کردار دیکھ کر مجھے ایک آیت اور ایک حدیث یاد آئی۔۔۔

"مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًاؕ -

اس کے سبب ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کسی جان کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے بدلے کے بغیر کسی شخص کو قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا"

ترمذی شریف میں ہے، حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "اگر تمام روئے زمین کے اور آسمان کے لوگ کسی ایک مسلمان کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا، اور جس شخص نے کسی مسلمان کے قتل میں آدھے کلمے سے بھی اعانت کی وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے اس حالت میں آئے گا اس کی پیشانی میں لکھا ہوا ہو گا کہ: "یہ شخص اللہ کی رحمت سے محروم ہے۔

حکومتی اراکین ہوں یا اپوزیشن اراکین دونوں گروپوں کے چہرے انتہائی سفاک اور مکروہ تھے۔ مولانا پھر بھی اسلامی اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نجانے ظالم کا ساتھ کیوں دے رہے تھے حالانکہ قرآنِ کریم میں اللہ پاک نے صاف ارشاد فرمایا " ولا تعانوا علی الاثم والعدوان "گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کے معاون مت بنو۔

فکرِ اسلامی کی روشنی میں ارتقاء کا مفہوم

نوٹ!

کالم کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو کلمہ گو ہیں، باری تعالیٰ کے وجود پر یقین رکھتے ہیں اور قرآنِ کریم کے الہامی کتاب اور مُنَزّلٌ مِنَ اللّٰہِ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔

مولانا صاحب اور کوٹ ٹائی لگانے والے بابو صاحب کے مابین پائے جانے والے لاینحل مسائل میں سے ایک مسئلہ نظریہ ارتقاء بھی ہے۔

ارتقاء کے لغوی ،اصطلاحی تعریف، دلائل وبحث میں پڑکر بات کو طول دینے کی بجائے ہماری کوشش ہوگی کہ مختصر الفاظ میں دونوں فریقین کو سمجھا کر بات نپٹالیں۔۔

اسلام افراط وتفریط سے پاک دین ہے۔کلمہ گو مسلمان اہلِ علم پرلازم ہے کہ کسی بھی نئے نظریہ کو پلک جھپکنے میں قبول یارد کرنے سے پہلے ایک نظر اُس نئے نظریے کو فکری اسلامی کی اصل ماخذ، قرآن وسنت پر پیش کرے اگر اُس نظریہ کو فکر اسلامی کی مطابق پائے تو قبول کرے، بصورتِ دیگر دونوں نظریات کا تقابلی جائزہ لے کر غور کرے کہ کیا نئے نظریہ اور فکری اسلامی میں تطبیق کی کوئی صورت ممکن ہے یانہیں۔اگر تطبیق کی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو فکر اسلامی پر چٹان سے بھی زیادہ مضبوطی کے ساتھ قائم رہے،نئے نظریہ کو رد کردے۔۔۔۔۔

دلیل۔۔۔۔اذا جاءکم فاسق بنبأ فتبیّنوا۔۔۔۔۔

ارتقاء کا لغوی معنی فکری اسلامی کے مطابق ضرور ہے لیکن چارلس ڈارون کا انسان کے متعلق پیش کردہ نظریہ ارتقاء ہرگز فکرِ اسلامی کے مطابق نہیں ہے۔چارلس ڈارون کے مطابق انسان پہلے بندر تھا جبکہ قرآنِ کریم میں خالقِ کائنات اللہ جلّ مجدہ ارشاد فرماتا ہے "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنسان فی احسن تقویم " انسان کو سب سے اچھی صورت میں پیدا کیا۔

لہذا ڈارون کا نظریہ ردی کی ٹوکری میں ڈالے جانے کے قابل ہے۔۔۔

ارتقاء کا لغوی معنی تدریجاً منتھائے کمال کو پہنچنا، نشوونما پانا، روز افزوں ترقی کرنا یہ معنی اِس لحاظ سے فکر اسلامی کے مطابق ہے کہ انسان کی عقل بتدریج نشوونما پاکر درجہ کمال تک پہنچتی ہے۔

فکر اسلامی کے مطابق ابتداً انسان کی دو قسمیں ہیں۔

خاص انسان۔عام انسان۔

خاص انسانوں سے مراد انبیائے کرام علیھم السلام ہیں اِن کے متعلق فکر اسلامی یہ ہے کہ یہ حضرات ابتداًاًہی مدارج کمالات پر فائز ہوتے ہیں اِن کی عقل کامل و مکمل ہوتی ہے۔
عام انسانوں میں دیگر لوگ شامل ہے ان کے متعلق یہ اسلامی نظریہ یہ ہے کہ اللہ پاک اِنہیں درجہ بدرجہ کمال فرماتا ہے۔
عقیدہ ختم نبوت کی تشریح کرتے ہوئے جمیع مفکرین اسلام بھی یہی کہتے ہیں کہ اللہ پاک نے انسان کو تدریجاًدرجہ کمال تک پہنچایا جب ہر اعتبار سے عقلِ انسانی کامل ہوا تو آخر میں اپنے کامل و اکمل نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔
اس کے علاوہ غیر منصوصی مسائل شرعیہ میں اجتہاد کرنا بھی ارتقاء(بمعنی بتدریج عقل انسانی کا نشوونما پاکر درجہ کمال تک پہنچنا)کی دلیل ہے۔

سیاست

قرآنی آیات کا نزول اور نبی کریم کی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اصل مقصد انسانوں کی اصلاح ہے ۔یہ اصلاح تین امور پر مشتمل ہے۔

نمبر1

فرد کی خود کی اصلاح۔

نمبر2

گھر کی اصلاح

نمبر3

مملکت کی اصلاح۔۔۔

پہلی کو اصلاحِ نفسِ بشر۔۔۔۔ دُوسری کو تدبیرِ منزل اور تیسری کو سیاستِ مدنیہ کہتے ہیں۔

(الفوز الکبیر فی اصول التفسیر۔ صفحہ نمبر 26)

اہلِ مذھب بالخصوص درس وتدریس سے وابستہ علمائے کرام وطلبائے علمِ دین کے لئے ایک اہم سوال

سیاستِ مدنیہ اور تدبیرِ منزل کے بارے میں ہم کونسے مضامین (Subjects) پڑھتے ہیں؟ اور اگر سیاستِ مدنیہ کے بارے میں کوئی شخص پڑھنا چاہے تو وہ کون ساعالم دین ہے جس نے شرح وبسط کے ساتھ اِس عنوان پر لکھا ہے۔

دینی مدارس میں مُنعقدہ ہفتہ واربزم (حفلہ) کی اہمیت۔

میں بلبل نالاں ہوں اِک اجڑے گلستاں کا
تاثیر کا سائل ہوں محتاج کو داتا دے

اللہ پاک مدارسِ اہلِ سنت کو شاد وآباد رکھے۔ علوم وفنون کے یہ مراکز نبوی فیضان تاصبح قیامت تقسیم کرتے رہیں آمین۔۔۔

ہر کام کے کچھ مقاصد اوراغراض ہوتی ہیں۔ غرض وغایت جانے بغیر کسی چیز کے حصول میں محنت وکوشش کرنیوالا شخص حُکَماء کے نزدیک عبث (بے فائدہ) شئ کے حصول کا مُرتکِب ٹھہرتا ہے۔ مدارسِ دینیہ میں مُنعقد ہونے والے ہفتہ وار بزم کے بھی کچھ مقاصد ضرور ہونگے۔۔۔

ان مقاصد میں سے ایک مقصد اُمّتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہل سنت وجماعت کے پلیٹ فارم سے مُدبّر مُبلّغِین کی فراہمی ہے جو تعلیم مکمل کرنے کے بعد بہترین انداز میں دین کا کام کرسکیں۔

دین کی تبلیغ میں بیان (تقریر) کا ایک اہم رول ہے. مبلغ کا علم جتنا زیادہ اچھا ہوگا یقیناً بیان کے دینی ثمرات بھی زیادہ حاصل ہونگے۔ مُدرّسِین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہفتہ وار بزم کے ذریعے ہیرے تلاش کرتراشیں اوراُنہیں میدانِ عمل کے لئے تیار کریں۔۔۔

تھوڑاسا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا واقعی اِس کام (ہفتہ وار بزم) کو اہمیت دیا جارہا۔۔۔۔۔؟ اگر ہاں تو بہت اچھی بات ہے۔ بصورتِ دیگر طریقہ کار چینج کریں، بزم کو اہمیت کا حامل سمجھیں۔۔۔

بزم کے ذریعے طلباء کو کیا سکھایا جاسکتا ہے؟؟

بزم کے ذریعے طلباء کو اچھے انداز والفاظ میں اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کا طریقہ سکھایا جاسکتا ہے۔

مختلف موضوعات پر اندازِ گفتگو کیا ہو یہ سکھایا جاسکتا ہے۔

پیشہ ور خطیبوں کو کاپی کرنے کی بجائے مدلّل، پُرمغز بہترین انداز میں بیان کا طریقہ سکھایا جاسکتا ہے۔

بیان میں سامعین کی توجہ مہذب انداز میں حاصل کرنے کا طریقہ سکھایا جاسکتا ہے۔

بیان کے ذریعے لوگوں کی سوچ کو کیسے بدلا جائے یہ سکھایا جاسکتا ہے۔

اِنّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحرا۔۔ کسی بھی موضوع کو عوامی سطح پر تحریکی صورت میں اجاگر کرکے مطلوبہ نتائج کے حصول میں بیان ،تقریر کا بڑا اہم رول ہے ۔تحریکیں عوامی سطح پر بیانات کے ذریعے سے ہی کامیابیاں حاصل کرتی ہیں.

مُدَرّس ہفتہ وار بزم میں اِن موضات یا اِن سے ملتے جلتے موضوعات پر گفتگو کر سکتا ہے۔

بندے اور رب کا تعلق،،،

دین اسلام کی خوبیاں،،،،

بطورِ دین اللہ پاک کے نزدیک اسلام ہی پسندیدہ دین کیوں؟؟؟،،،

افکار اسلام اور دور جدید کا نوجوان،،،

قرآن بطور معجزہ کیسے؟؟؟،،،

معجزہ، کرامت اور جدید سائنس،،،،

فقہ اسلامیہ کے قوانین اور مغربی قوانین کا تقابلی جائزہ،،،،

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور جدید دنیا،،،،

اسلامی فلسفہ جہاد، فلسفہ حج، فلسفہ قربانی،،،،

نماز اور میڈیکل سائنس،،،،

عشق رسول کامیابی کے لئے ناگزیر کیوں؟؟؟

اولیاء کی محبت اور قرآن حدیث،،،

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت عبقری شخصیت کیسے؟؟؟؟؟

اسلام کی حکمت عملیوں کے سامنے اغیار کی پالیسیاں بے بس کیسے؟

عقل ہر چیز کا احاطہ نہیں کر سکتی اس لئے نقل پر بلا چوں وچرا پر عمل ضروری،،،وغیرہ وغیرہ

اگر مدرس کا اندازِ گفتگو علمی اور سلیقہ شعار تہذیب کی خوشبوؤں سے معطر ہو۔۔قرآن وحدیث اور فقہ حنفی، مسلک اعلی حضرت امام اہلسنت کے خصوصی امتیازات اُس کے پیش نظر ہوں۔ تو مدارس معاشرے کے اندر حقیقی اسلام نظام کے قیام میں ضرور مؤثر ثابت ہوں گے۔ان شاءاللہ

فرقِ مراتب کا لحاظ ہر جگہ ضروری ہے۔ ایک ہی موضوع عوام میں کیسے بیان کی جائے یہ فرق ۔۔۔۔۔۔اِسی طرح وہی موضوع علم دین کے طلباء کے سامنے کیسے بیان کی جائے یہ فرق رکھنا لازمی اور ضروری ہے۔

بعض مدرسین کا انداز بیان بالکل پیشہ ور خطیبوں جیسا ہوتا ہے، نہ ڈھنگ کے جملے نہ عالمانہ وقار کا لحاظ ۔۔۔نہ دورِ جدید کے انداز سے کچھ مناسبت۔۔۔۔۔موضوع کے دلائل بھی پیشہ ور خطیبوں کے جیسے یقیناً ہر درد مند سنی عالم دین یہ سمجھ سکتا ہے کہ پیشہ ور خطیبوں نے عوام کے عقائد میں کیا کیا بگاڑ نہ پیدا کیا۔۔۔

پڑھا لکھا طبقہ جعلی دو نمبر پیروں، پیشہ ور خطیبوں کی وجہ سے دینی طبقات سے متنفر ہے۔امام اہلسنت جیسی عبقری شخصیت کا مسلک اور نام استعمال کر کے امام کے نام اور علم کو ان پیشہ وروں نے ہی بدنام کیا ہے۔

اس کے بعد بھی اگر کوئی مدرس انہی خطیبوں کا انداز اپنائے اور وہ بھی طلباء کے سامنے،، تو معذرت کے ساتھ ان بزموں کے ذریعے طلباء میں سے اچھے بہترین اسلامی مُبلّغ تو پیدا نہیں ہوں گے البتہ دو لھے شاہی چوہوں کی ضرور بھرمار ہوگی۔
اگر کسی مدرس کو قرآن و حدیث اور دیگر علمی ٹاپکس پر مطالعہ پسند نہیں ہے تو اس کو طلباء کے سامنے پیشہ ور خطیبوں کا انداز اپنانے کی بھی اجازت نہ دی جائے۔۔۔اِسی میں اسلام، اہل سنت و جماعت، مسلک اعلیٰ حضرت کی بھلائی ہے۔

میں مسلمان تو تھی

میں مسلمان تو تھی پر اسلام کے متعلق کبھی پڑھا نہیں تھا۔ میرے والد ملٹری کالج میں پروفیسر تھے ۔تقسیم سے پہلے بھی ہمارا خاندان ملکہ برطانیہ کے وفاداروں میں سے تھا۔ روپے پیسے کی ریل پیل تھی ۔ دنیا کی ہر آسائش مُیَسّر تھی یوں سمجھیں کہ ہم سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوئے۔
عیش وآرام میں خدا کسے یاد آتا ہے، خیر ہم ویسے بھی بڑے لوگ تھے اِس لئے کبھی دین کے بارے میں سوچنے کا موقع نہیں ملا۔
بڑے بڑے لوگوں کی ہمارے ہاں آمد ورفت رہتی تھی ۔ خاندان کے لوگ شراب و شباب کے رسیا تھے ۔کون کس کے ساتھ تعلقات بنا رہا ہے اور کس کے ساتھ تعلق رکھنا حرام ہے اِس چیز کا لحاظ بالکل بھی نہیں تھا۔۔ شادی سے پہلے فزیکلی ریلیشن شپ کو بھی برا نہیں سمجھا جاتا تھا اور شادی کے بعد تو ویسے ہی پارٹ ٹائم ریلیشن شپ رکھنا ضروری تھا۔
ملکہ برطانیہ سے وفاداری کا صلہ تھا کہ تقسیم کے بعد اسلام کے نام پر بنے ملک میں ہمارے جیسے اوپن مائنڈڈ لوگ اہم عہدوں پر فائز ہوئے۔ یوں سمجھیں کہ پاکستان کی سیاہ و سفید کے ہم بھی مالک تھے۔
دین کے بارے بے علمی صرف ہمارے خاندان کے ساتھ خاص نہیں تھی پاکستان کی اکثریت امیر

وغریب کی کنڈیشن یہی تھی۔ وہ خدا کے وجود پر یقین تو رکھتے تھے لیکن خدا کی ذات وصفات کے بارے میں قرآن وسنت نے کیا آئیڈیولوجی بتائی اِس بارے میں کچھ علم نہیں رکھتے تھے۔ اُنہیں موت کا یقین تو تھا پر موت کے بعد قبر میں مُردے کے ساتھ کیا کیا معاملات ہونے ہیں اِس بارے میں بے خبر تھے۔

ایک دن بیٹھی سوشل میڈیا یوز کر رہی تھی کہ ایک ویڈیو آن کی، قاری صاحب پڑھ رہے تھے "اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيد" بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

خدا کی پکڑ کس بات پر۔۔۔۔۔ میں چونک گئی۔ سوشل میڈیا کے ذریعے ایک عالمؒ صاحب سے رابطہ کیا اُنہوں نے سمجھایا کہ اللہ پاک نے جن چیزوں سے منع کیا ہے، جن اشیاء کو حرام قرار دیا ہے اُن میں پڑنا خدا کی غضب کو دعوت دینا ہے۔ کسی ملک میں رہتے ہوئے اُس کے قوانین توڑنا بندے کو مجرم بنا دیتا ہے، قانون حرکت میں آنے کی صورت میں قانون توڑنے والا مجرم سلاخوں کے پیچھے ہوجاتا ہے بلاتشبیہ یوں سمجھیں کہ اِس کائنات میں رہتے ہوئے جان بوجھ کر اللہ کی نافرمانی کرنا، گناہ وحرام کاری میں مبتلا ہونا، جھوٹ، فریب، دھوکہ دہی سے کام لینا، نامحرموں سے تعلقات رکھنا، خدا کے بنائے ہوئے قوانین کی کھلم کھلا مخالفت کرنا یہ سب چیزیں جرم ہیں اور ایسا مجرم رب کی پکڑ میں آگیا تو سخت پچھتائے گا ۔نمرود نے خدا کے قانون کو جھٹلایا تو لنگڑے مچھر کے ذریعے انتہائی ذلت آمیز موت کا شکار ہوا۔ خود اپنے آس پاس ہی دیکھ لو پاکستانی فلم اسٹار، ڈرامہ نگار جب کسی کام کے نہیں رہتے تو ذلت وخواری اُن کا مقدر بن جاتی ہے۔ جوانی کے زمانے میں میں سپر اسٹار کہلوانے والے آخر میں پائی پائی کا محتاج ہوکر انتہائی کسمپرسی کی حالت میں مرجاتے ہیں۔

جو لوگ خدا کے بنائے قوانین توڑتے ہیں، اپنی مرضی کی زندگی گزارتے ہیں، جائز وناجائز، حرام وحلال کی پرواہ نہیں کرتے اُن کا حشر نور مقدم جیسا ہوتا ہے۔ یہ تو صرف دنیا میں ذلت تھی آخرت کا معاملہ اِس سے کئی گنا زیادہ ہے۔

عالم صاحب کی بات میرے سمجھ میں آگئی۔ میری عقل ٹھکانے آگئی کہ دین اسلام کے بارے میں سیکھنے،

نیک اعمال کرنے اور خدائی احکامات پر عمل کرنے میں ہی بھلائی ہے۔

سچے دل سے توبہ کی برکت

محبتِ علی رضی اللہ عنہ کا تقاضا یہ تھا کہ آج 21ویں کی رات میں قرآن کریم سے جُڑتا کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے آقا، اللہ کے آخری نبی، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق قرآن اور اہلِ بیت کرام کا دامن تھامے رکھو، سو میں نے فیصلہ کیا کہ آج کسی واعظ، کسی مجلس میں شرکت نہیں کروں گا، کسی بھی ذاکر کو نہیں سنوں گا۔

عشاء کی نماز سے فراغت پاکر میں نے قرآنِ کریم جزدان سے نکالا۔ باادب چوما اور اوراقِ قرآن کی برکتیں حاصل کرنے لگا۔

ورقِ گردانی کرتے ہوئے جب میری نظر "لَا یَحۡطِمَنَّكُمۡ سُلَیۡمٰنُ وجنودہ" کے الفاظ پر پڑی تو میں رک گیا۔ میں نے خود سے پوچھا کہ چیونٹی کے اِس کہنے کا فلسفہ کیا ہے، کہ اے چیونٹیو! اپنے بِلوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان علیہ السلام اور اُس کے لشکری بے خبری میں تمھیں کچل نہ دیں۔ ؟؟؟؟؟؟؟؟؟

چیونٹی کے قول کا فلسفہ سمجھنے میں کافی دیر لگ گئی لیکن میں کسی نتیجے پر نہیں پہنچا۔۔۔۔ پریشانی کے عالَم میں بَابُ مَدِیۡنَةِ الۡعِلم سے روحانی طور پر استفادہ کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ملی۔۔۔۔

میرا سینہ بعض بزرگوں کے کِینے سے بھرپور تھا۔ غلط سنگت کی وجہ مجھے بعض بزرگوں سے نفرت ہوگئی تھی سو جن کے سینے بُغض و نفرت، تعصب سے پُر ہوں اُن پر اسرارِ قرآن، کیسے کھلیں گے؟

دل ہی دل میں کہا اے بابا حسنین! آج تیرا یومِ عرس ہے، مبارک مہینہ بھی ہے، مبارک رات بھی، میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں جن بزرگوں سے نفرت میری دل میں موجود ہے میں اِس خبیثِ ترین گناہ سے بھی توبہ کرتا ہوں۔ اللہ واسطے مجھ کرم کی نظر کیجئے۔

سچے دل سے توبہ کی برکت بھی کی بڑی عجیب تاثیر ہوتی ہے۔ مجھے شرحِ صدر ملی کہ جو لشکری

سلیمان علیہ السلام کی اطاعت میں آ گئے ، اُنہیں سلیمان علیہ السلام کی مبارک صحبت نصیب ہوئی ، اُن کے بارے میں ایک چیونٹی گواہی دے رہی ہے کہ وہ کسی پر دیدہ و دانستہ ظلم نہیں کرتے جبھی تو کہا کہ اے چیونٹیو اپنے بلوں میں کہیں بے خبری میں کچل نہ دی جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے کہا میں کیسا عجیب بندہ ہوں جس نے غلط سنگت کی وجہ سے یہ عقیدہ بنالیا کہ اصحابِ رسول نے اہلِ بیت رسول پر ظلم کیا، اُن کا حق چھینا۔۔۔۔اللہ میری توبہ یعنی میری مت اتنی ماری گئی کہ اب چیونٹی بھی مجھ سے زیادہ عقل مند ۔۔۔۔اللہ اکبر کبیرا

قرآنی الفاظ اور اُس کی تشریح نے میری آئیڈیالوجی بدل دی۔ میں نے دوبارہ توبہ کیا۔۔

اہلِ بیت کرام کی محبت کے ساتھ ساتھ اب اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقیدت واحترام بھی میرے دل میں سما گئی ہے الحمد للہ۔

ایم کیو ایم اور زرداری معاہدہ

ایم کیو ایم اور زرداری معاہدہ میں راشد محمود سومرو سندھیوں کے ساتھ وہی کیا جو سیّد غلام حسین شاہ بخاری پیرؒ آف قمبر کے والد سیّد گل محمد شاہ بخاری کے مُرشد مولوی تاج محمد امروٹی دیوبندی نے انگریزوں کے زمانے میں سندھیوں کے ساتھ کیا تھا۔۔ مولوی صاحب نے فتویٰ دیا یہاں سندھ پر انگریز قابض ہیں، انگریزوں کی حکومت ہے لہذا یہاں رہنا حرام ہے۔ سب سندھی لوگ اپنے مال ومتاع، زمین، جائیدادیں وغیرہ بیچ کر افغانستان ہجرت کریں وہاں مسلمانوں کی حکومت ہے۔

سیدھے سادے لوگوں نے جائیدادیں بیچیں، ہجرت کی صعوبتیں برداشت کیں۔ لاڑکانہ ریلوے اسٹیشن پر امروٹی صاحب لوگوں کو الوداع کہتے ہوئے کہہ رہے تھے "پیسے، گولڈ، چاندی وغیرہ میرے پاس امانت رکھواتے جائیں کہیں ایسا نہ ہو راستے میں ڈاکو لوٹ لیں۔۔۔

جب سندھ کے لوگوں نے اپنے لئے افغانستان کے دروازے بند پائے، واپسی کی راہ لی۔ جب

واپس امروٹ آکر تاج محمد امروٹی سے اپنی امانتیں مانگیں تو مولوی صاحب نے کہا بے فکر رہیں تم لوگوں نے میرے پاس جو امانتیں رکھوائیں میں نے اُن پیسوں سے یہ بڑی جامع مسجد بنوائی ہے۔ آپ لوگوں کو پیسوں کے بدلے جنت میں محلات ملیں گے۔

لٹے پٹے لوگ واپسی پر یہ کہتے ہوئے جا رہے تھے "لُٹے وِیو امروٹی گھوڑا ڑے گھوڑا"

راشد محمود سومرو کے دوغلانہ کردار سے واضح ہوا "دین مکر کے ساتھ روٹی گھی شکر کے ساتھ"

نصیب عمل کے ذریعے بند

ہماری خالہ ایبٹ آباد رہتی تھیں۔ نااتفاقیوں کی وجہ سے اُن کا ہمارے پاس آنا جانا نہیں تھا۔ قریب کوئی 12 سال بعد وہ ہمارے گھر آئیں۔ امی سے کہنے لگیں نوری اِس لڑکی کی شادی کیوں نہیں نہیں ابھی تک، دیکھو تو بڑی عمر ہوگئ اِسکی، اب تو اِس کے ہاتھ پیلے کرادو۔

امی کہنے لگیں آپا! کیا کروں بانو کے تو نصیب ہی بند ہیں۔ جب یہ بڑی ہوئی تو بڑی بھاوج آئیں تھیں میری پاس اپنے بھائی کے لئے بانو کا رشتہ مانگنے۔ میں نے انکار کر دیا۔

کہاں اُس کا کلمونہا بھائ اور کہاں کی میری پری جیسی بانو۔ میں اُس بھنگی کی اولاد کو کبھی اپنا داماد نہ بناؤں ۔ بھاوج ناراض ہو کر چلی گئیں تب سے میری بانو کا نصیب بند ہے۔ اچھے اچھے رشتے آتے ہیں پر کہیں نا کہیں بات اٹک جاتی ہے۔ آپا! مجھے پکا یقین ہے بھاوج نے میری بچی کا رشتہ بند کرا دیا ہے۔

سائیں بابا بھی یہی کہہ رہے تھے کہ تمھاری لڑکی کا رشتہ عمل کے ذریعے بند کیا گیا ہے۔ بہت بھاری بندش کیا ہوا کسی نے۔۔۔۔

امی اور خالہ کی بات سن کر میں اپنے روم میں چلی آئی۔ کچھ دیر صوفے پر بیٹھی سوچتی رہی کہ کیا واقعی میرا نصیب عمل کے ذریعے بند کیا ہوا ہے۔ آخر امی کیوں نہیں مانتی ممانی کی بھائ کے لئے۔ اچھا خاصہ کماتا ہے۔ بس تھوڑا سا سانولا زیادہ ہے اور عمر میں بڑا ہے۔۔۔۔ میں بھی کونسی 16 سال کی ہوں،

رشتے دیکھتے دیکھتے میری عمر 34 ہوگئ ہے لیکن امی کو کوئی رشتہ پسند ہی نہیں آتا۔اِنہی سوچوں میں بیٹھی تھیں دل سے آواز آئی ذرا قرآن تو کھول لو شاید جواب مل جائے۔

باوضو ہوکر جب میں نے قرآنِ کریم کا ورق پلٹا تو اِن قرآنی الفاظ پر نظر پڑگئ "وَمِنۡ کُلِّ شَئ خلقنا زوجین" میں نے ہر شی کا جوڑا بنایا۔۔

میں چونک گئ جب اللہ نے ہر شئ کا جوڑا بنایا تو پھر میں کیوں اکیلی رہ گئ، میرا نصیب کیوں نہ کھل رہا، میرے دل کا راجہ کدھر ہے ؟

قرآنِ کریم کی تلاوت موقوف کرکے اماں اور خالہ کو ساتھ لے کر پاس والے دارالافتاء اھل سنت گئ ۔خدا کا شکر ہے ہمارے گھر کے قریب دارالافتاء اھل سنت کا دفتر تھا۔مفتی صاحب لوگوں کی دینی رہنمائی کرتے تھے۔

مفتی صاحب سے آیت کے متعلق پوچھا اور ساتھ میں اپنا مسئلہ بھی بتادیا۔

مفتی صاحب نے فرمایا بے شک اللہ نے ہر شئ کا جوڑا کا بنایا ہے۔آپ کا رشتہ نہ ہونا اِس بات کی دلیل نہیں ہے کہ آپ کا جوڑا نہیں بنا۔انسان جو کچھ بھی کرتا ہے چاہے وہ اچھا عمل ہو یا برا، انکار ہو یا اقرار اُس کی دو نسبتیں ہے۔۔۔

پہلی نسبت خلق ہے یعنی اُن کاموں کا خالق کون ہے ؟ تو اِس اعتبار سے کاموں کی نسبت اللہ پاک کی طرف ہے کہ انسان کے تمام اعمال وافعال کو اللہ نے پیدا کیا۔۔۔۔

دوسری نسبت کسب ہے یعنی اِن کاموں کو کرنے والا کون ہے ۔اِس اعتبار سے تمام کاموں کی نسبت انسان کی طرف ہے۔

انسان جب جب اپنے عقل واختیار و طاقت کو استعمال کرتے ہوئے کوئی چیز کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور عملًا وہ کام کرتا بھی ہے تو رب کے خود کار نظامِ قدرت کے مطابق اُس کے عمل کا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔

آپ کے جتنے بھی رشتے آئے اور بات نہیں بنی تو اِس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کا جوڑ نہیں بنا۔اللہ پاک

نے آپ کا جوڑ بنایا ہے۔لوگ رشتے کا پیغام بھی لے کر آئے لیکن آپ لوگ کسی نہ کسی وجہ سے انکار کرتے رہے تو آپ کا جوڑ کے عمل کے اثر کا ظاہر نہ ہونا خود آپ لوگوں کی وجہ سے ہے۔انسان کو اللہ پاک نے روبوٹ کی طرح بے حس و حرکت نہیں بنایا کہ وہ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے کسی سے چمٹ جائے بلکہ انسان کو اختیار و طاقت دی کہ اپنے اچھے بھلے کا فیصلہ کرے۔رشتہ آسمان سے نہیں ٹپکے گا بلکہ زمینی سطح پر آپ لوگوں کے ایکشن کا ری ایکشن ہو گا۔

میں بہت خوش ہوئی۔پہلے میرے دل میں خیال آتا تھا اللہ پاک سے اتنی دعائیں کیں لیکن رشتہ ہی نہیں ہوا۔اب بات سمجھ آگئی کہ جو کچھ ہیں اپنے ہی ہاتھوں کے کرتوت ،سچ ہے کہ رشتے دَر رشتے ٹھکرانا ہی بالوں میں چاندی و زندگی میں تنہائی کا سبب ہے۔

پروپیگنڈہ یا حقیقت

عنوان: کیا بلوچوں اور سندھیوں کے حقوق پنجابی غصب کرتے ہیں؟؟؟

مجھے نہیں معلوم کہ پاکستان کے سندھیوں اور بلوچوں میں پنجابی اور پٹھان قوم کے خلاف نفرت و تعصّب کس نے ،کب ،اور کیوں پھیلایا۔۔۔۔۔؟

یہ بات اَظْهَرُ مِنَ الشّمْس ہے کہ چند دنیا پرست جرنیلوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بلوچ اور سندھی بنے۔ لیڈرانِ قوم کی ذمہ داری بنتی تھی کہ سندھیوں اور بلوچوں کے دلوں میں تمام پنجابیوں کی نفرت ،پوری پاک آرمی سے نفرت اور دُشمنی کا بیج بونے کی بجائے مخصوص جرنیلوں سے نفرت سکھاتے۔۔۔۔۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔

پاکستانیوں کے تاریخِ زوال کی ابتداء صدرِ پاکستان غلام محمد کے دور سے شروع ہوئی ،اُن کا نظریہ تھا کہ لڑاؤ اور حکومت کرو

فرقہ واریت کا شدت سے آغاز بھی آنجناب کے غیر مبارک دور سے شروع ہوا تاہنوز لڑاؤ اور حکومت کرو کا یہ منحوس سلسلہ جاری ہے۔۔

ہونہ ہو قومیت ولسانیت کے نام پر ایک دوسرے سے دشمنی بھی انہی کے دور میں شروع ہوئی۔۔ خیر آمدم برسرِ مطلب آج کے اِس مضمون میں ہم اس حقیقت کا کھوج لگائیں گے کہ بلوچوں اور سندھیوں کے حقوق کو غصب کرنے والے پنجابی یا پٹھان ہیں؟ یا کوئی اور

قطعِ نظر اس بات کے چند ظالم جرنیلوں نے بلوچوں اور سندھیوں کے بڑے بڑے سرداروں کو ظلماً قتل کرایا لیکن بلوچ اور سندھی قوم کی ترقی کی راہ میں رُکاوٹ پنجابی یا پٹھان نہیں ہیں۔

بلوچوں اور سندھیوں کو اندھیرے کنوئیں میں دھکیلنے کے ذمے دار یہاں کے سردار، وڈیرے اور وڈے سائیں ہیں۔

کوئی بھی قوم چاہے وہ مسلم ہو یا کافر، اُسکی۔ کی ترقی کی بنیاد دو چیزوں پر ہے۔

نمبر 1: تعلیم

نمبر 2: محنت

دنیاوی ترقی کے لئے دنیاوی تعلیم اور دینی ترقی کے لئے دینی تعلیم ضروری ہے۔ جبکہ مسلمان کے لئے دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ضروریات دین اور دینی فرائض علوم کا سیکھنا بھی از بس ضروری ہے۔

کوئی بھی مسلمان چاہے مرد ہو یا عورت دنیاوی تعلیم کی اعلیٰ ڈگریاں تو اُس کے پاس ہوں، وہ دنیاوی ترقی کے لئے دن رات محنت کرے لیکن دینی تعلیم کے اعتبار سے صفر 0 ہو،،، تو ایسے شخص کا آزاد خیال ہونے اور مذھب بیزار ہونے کے چانسز 100٪ فیصد ہیں۔۔

تعلیم کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے لگائیں کہ آسمانِ دنیا سے کتاب ہدایت کا پہلا نازل ہونے والا لفظ "اِقْرَءْ" ہے...

جو قوم تعلیم کو پسِ پُشت ڈال کر اپنے سکولوں کو گودام بنالے، طلبہ کی پڑھائی کے لئے تعمیر کردہ

بلڈنگز کو بھینسوں کے باڑے میں تبدیل کردے، یا اسکول میں پڑھانے والے ٹیچرز کی اخلاقی و تعلیمی پوزیشن یہ ہو کہ وہ شاگردوں کو تعلیم دینے کی بجائے اُن سے جلال چانڈیو، شمن علی میرالی کے گانے سُنیں، طلبہ کو کہیں

"ارے چھوراونج مہنجے لائے مچھی پکڑی اچ" تو بتائیے قوم کیسے ترقی کرے گی؟؟؟

شہروں کے اندر جو تعلیم یافتہ طبقہ ہے اُن کی دینی تعلیم صفر 0 سے نچلے درجے پر ہے۔ جب دینی تعلیم سے جاہل بندہ افسر، ڈاکٹر، وکیل، منسٹر بنے گا تو وہ ڈاکو، رشوت خور، ہڈحرام تو بنے گا، قوم کا خیر خواہ ہرگز نہیں بن سکے گا۔ جب لیڈرانِ قوم درندہ صفت ہوں تو قوم خاک ترقی کرے گی۔۔۔

قوموں کی ترقی کے لئے تعلیم کے ساتھ ساتھ محنت بھی ضروری ہے ہماری قوم کی اکثریت گھنٹوں کے گھنٹے ہوٹل پر بیٹھ کر گپیں ہانکنے، تاش کھیلنے، مرغے لڑانے، کلہاڑی کندھے پر رکھ کر کبھی ندی کے اِس پار تو کبھی ندی کے اُس پار وقت گزارنے میں مصروف ہے۔۔۔

شہروں میں پینٹ شرٹ پہنے سوٹڈ بوٹڈ بابو لوگوں کو اگر کوئی جاب نہ ملے تو اُن کو کسی دکان پر کام کرنا، ہنر سیکھنا، ریڑھی چلانا، سبزی بیچنا، پلمبر بننا عیب محسوس ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ جب قوم کی اکثریت کی محنت کا یہ حال ہو تو ترقی کیسے ہوگی، پیسے کسی درخت پر تو نہیں لگے ہوئے کہ اُسے ہلائیں گے تو پیسوں کی برسات ہوگی۔ پیسے جیب میں رکھنے کے لئے محنت کا عادی بننا پڑے گا۔۔

پنجابی اور پٹھان مرچ، مصالحہ، دیگر معمولی چیزوں کے ٹھیلے لگاتے ہیں، کپڑے بیچتے ہیں، ٹریکٹر ٹرالی پر مٹی کا کام کرتے ہیں تو یوں محنت کرتے کرتے وہ ایک دن سیٹھ بن جاتے ہیں جبکہ ہماری قوم آرام اور بے کاری والی زندگی گزار کر جوا، شراب، بدکاری، بھنگ، چرس کا عادی بن کر خود کو اور اپنے نسلوں کو بھی برباد کرتی ہے۔

یاد رکھیے جو قومیں محنت کرتی ہیں وہی ترقی کرتی ہیں جو جیسی محنت کرے گا اسے ویسا ہی پھل ملے گا۔

اللہ پاک فرماتا ہے

"اَنِّیۡ لَاۤ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی ۚ بَعۡضُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ"

یعنی عمل و محنت کرنے والا تم میں سے نرینہ ہو یا زنانہ بہر حال میں کسی کا عمل ضائع نہیں کرتا، تم سب ایک دوسرے سے مربوط ہو۔۔

اگر سندھی اور بلوچ محنت کریں گے تو کیا پنجابی اور پٹھان اُن کے ہاتھ روک دیں گے ؟

کیا اللہ پاک سندھی اور بلوچ قوم کو محنت کا پھل نہیں دے گا؟

جب یہ دونوں باتیں خام خیال ہیں تو پھر یہ پروپیگنڈہ کیوں کیا جاتا ہے کہ 'اَیِلیءِ دھاڑ گھوڑاڑے پنجابی پٹھان اساں جا حق کھائی ویا"

پروپیگنڈہ کرنے اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے لڑانے والے چند کرپٹ سیاسی لوگ ہیں۔ اُن کرپٹ لوگوں کی روزی روٹی اور ووٹ کی طاقت اسی میں ہے کہ وہ یہ نعرہ لگائیں کہ پنجابی اور پٹھان ہمیں کھا گئے جبکہ حقیقت یہی ہے کہ ہمارے سیاست دان ہمیں کھا گئے

سیاست دانوں نے جان بوجھ کر ہمیں روز گار، تعلیم، صحت اور ٹرانسپورٹ کی سہولتیں نہ دیں اور ہی سہی کسر ہماری کم علمی اور بے کاری نے پوری کر دی۔

بلوچ، سندھی، پٹھان، پنجابی، مہاجر، بنگالی قومیتوں کے نعرے لگا کر ایک دوسرے کے گلے مت کاٹیئے بلکہ محنت کیجئے۔ ہنر سیکھئے۔ دینی و دنیاوی تعلیم کو اپنے اوپر لازم کر کے دین و دنیا کی ترقیاں پائیے۔

قرآنِ کریم میں ہے 'اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ "مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اللہ پاک ہم سب کو عقلِ سلیم عطا کرے۔ آمین

عورت مارچ سے واپسی

عورت مارچ سے واپسی پر میں اپنے کولیگ کے ساتھ ڈنر پر گئی۔ بہت دیر تک ہم وہاں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔

میرا نام عنبر ہے۔میں ایک این جی او ورکر ہوں۔
ذاتی طور پر مجھے مرد ذات سے نفرت ہے۔میں نے بچپن سے اپنے قریبی مرد رشتے داروں کو اپنی بیویوں، بیٹیوں، بہنوں کے ساتھ انتہائی ہتک آمیز رویہ اپناتے دیکھا ہے۔
مردوں کا اپنی ماتحت عورتوں کو گالیاں دینا، مار پیٹ کرنا، چھوٹی چھوٹی باتوں پر عورتوں کو بے عزت کرنا ، جھڑک دینا بچپن سے دیکھتی آرہی تھی ،جس وجہ سے مرد ذات کے بارے میں میرے خیالات اچھے نہیں تھے۔۔
اسکول کی پڑھائی کے بعد جب کالج کی دہلیز پر قدم رکھا تو مِس فریحہ کی ٹیم سے ملاقات ہوگئی۔مِس فریحہ کراچی کے پوش علاقے میں رہتی ہیں۔آئی آئی چندریگر روڈ پر اُن کی آفس ہے وہ ایک این جی او چلاتی ہیں۔۔
مس فریحہ کی این جی او کا بنیادی مقصد بھی عورتوں کے حقوق کی تُحفّظ کا شعور اجاگر کرنا ہے۔کالج اور یونی لائف ختم ہونے کے بعد میں بھی باقاعدہ این جی او کا حصہ بن گئی۔۔
ہمارے کام کا طریقہ unmerid job holder girls and women's کا مائنڈ سیٹ کرنا ہے کہ تمھیں زندگی گزارنے کے لئے مرد اور فیملی کی ضرورت ہرگز نہیں ہے۔تم اگر خود مختار بن کر زندگی گزاروگی تو ترقی تمھارے قدم چومے گی۔
این جی او جوائن کرنے کے بعد میں فیملی سے الگ ہوگئ۔آج میرے پاس رہنے کے لئے اپنا اپارٹمنٹ ہے۔آفس آنے جانے کے لئے گاڑی بھی اپنی ہے۔
زندگی کے دن گزرتے گئے۔دن ہفتوں میں، ہفتے مہینوں میں اور مہینے سالوں کی صورت کب گزر گئے کچھ پتا ہی نہیں چلا۔جاب کرتے ہوئے ایک میل کولیگ سے دوستی ہوگئ۔دوستی بڑھتے بڑھتے open relationship تک پہنچ گئ۔پچھلے 6 سال ہمارا Open relationship قائم ہے۔
دن بھر بڑی گہما گہمی رہی۔شام کے ٹائم ہم دونوں ڈنر پر گئے۔رات گئے میری واپس ہوئ۔گھر لوٹنے

کے بعد واٹس ایپ آن کیا تو مِس فریحہ کی طرف سے ہمارے واٹس ایپ گروپ میں آج کے عورت مارچ کی کامیابی کے حوالے سے کئی سارے میسجز آئے تھے۔گروپ میں مبارکبادی کا سلسلہ جاری تھا ۔مس فریحہ کہہ رہی تھی ہم اپنے ٹارگٹ کو Achieve کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔مارچ میں شریک عورتوں کی تعداد ہماری کوششوں سے ہر سال بڑھ رہی ہے۔اگر ہماری ٹیم ورک کی یہی محنت رہی تو وہ دن دور نہیں جب مشرقی عورت کے بچے کی ولدیت خانے میں لکھا ہوگا نامعلوم۔۔۔۔۔۔

جب میں لیٹنے کے لئے بیڈ پر آئی تو مجھے نیند نہیں آرہی تھی۔ایسا لگ رہا تھا کسی نے مجھ سے میرا چین چھین لیا ہے،کسی نے میرا سکون برباد کردیا ہے۔بہت دیر تک کروٹیں بدلتی رہی لیکن نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔مِس فریحہ کے Words بار بار میری سماعتوں سے ٹکرارہے تھے "وہ دن دور نہیں جب مشرقی عورت کے بچے کی ولدیت خانے میں لکھا ہوگا نامعلوم"

کہنے کے حد تک ہمارا مقصد تھا "عورتوں کے حقوق کا تحفظ"۔۔۔۔۔ہم سب ورکرز ایجوکیٹڈ عورتوں، شوبزنس،میڈیا اور تعلیمی اداروں سے وابستہ لڑکیوں کو جمع کرکے سیمینارز منعقد کراتے تھے۔انہیں یہ باور کراتے تھے کہ عورت کو مرد کی ضرورت نہیں ہے۔وہ بِنا مرد کے اپنی زندگی جی سکتی ہے۔

آج کروٹیں کروٹیں بدلتے بدلتے میں یہ بھی سوچ رہی تھی کہ واقعی عورت کو مرد کی ضرورت نہیں،کیا واقعی عورت مرد کے بغیر اپنی زندگی جی سکتی ہے؟ دل سے آواز آئی ہرگز نہیں۔اگر عورت مرد کے بغیر زندگی گزار سکتی ہے تو تونے اپنے کولیگ کے ساتھ کیوں ریلیشن شپ قائم کیا ہوا ہے؟

آزاد عورت مرد کے بغیر زندگی گزارے یہ ممکن ہی نہیں۔فطرت سے جنگ کرنے والے ہار جاتے ہیں کوئی لاکھ جھٹلائے لیکن یہ سچ ہے کہ آزاد عورت کو ہر لحظہ مرد کی ضرورت ہے۔اور نہ سہی خود پر ہی غور کرلیجئے۔تم این جی او سے وابستہ ایک خود مختار عورت ہو۔تمھاری سیلری بھی اچھی خاصی ہے۔این جی او والوں نے تجھے رہنے کے لئے بہترین فلیٹ دیا ہوا ہے۔آنے جانے کے لئے گاڑی بھی تیرے پاس ہے۔کیا تجھے مرد کی ضرورت نہیں؟

ضمیر کی اِس آواز نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ میں کہہ اٹھی آزاد عورت ہر گز مرد کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتی ۔فطرتی ضرورت پوری کرنے کے لئے عورت کو مرد کی اور مرد کو عورت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کئی سارے لوگ خود کو اللہ کی بندگی میں دے کر اُس کے احکام کو مانتے ہوئے جائز رلیشن شپ قائم کرتے ہیں اور بعض لوگ خود کو عقل مند پڑھا لکھ کر سمجھ کر گدھوں کی طرح اوپن رلیشن شپ قائم کرتے ہیں۔

یہ بات سمجھ آگئی کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے لیکن ایک پریشانی ابھی بھی تھی، ایک سوال تھا جس کے جواب کی مجھے تلاش تھی۔ این جی او سے وابستہ زندگی میں ہمارے سامنے معاشرے کی کئی ایسے کیسز سامنے جن مردوں نے عورتوں پر ظلم کیا تھا۔ خود میںبھی بچپن سے یاد تھا کہ مرد ہمیشہ عورتوں پر ظلم کرتے آئے ہیں۔

ایک خیال ابھی باقی تھا جسکے Solution کی ضرورت تھی۔ خود سے پوچھا کہ جب مرد اور عورت ایک دوسرے کی ضرورت ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ میڈیا، شوبزنس، تعلیمی اداروں سے وابستہ نیز جاب ہولڈر عورتیں کہتی ہیں ہمیں مرد کی ضرورت نہیں، مرد اور عورت کے درمیان مقابلے کی فضا کیوں قائم ہوئی، وہ کون سے Elements ہیں جو اِن دونوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنا کر رشتوں میں قائم توازن کو بگاڑ رہے ہیں۔

جواب تلاش کرنے کے لئے میں نے قرآنِ کریم کھولا۔ جس آیت پر نظر پڑی وہ یہ تھی "لَا یجْرِمَنّکُم شنآنُ قومٍ علیٰ ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی"

مجھے ایسا لگا جیسے قرآن مجھ سے کہہ رہا ہے کہ جہالت زدہ معاشرے میں مردوں اور عورتوں کا دین کی الف، با سے بھی ناواقف لوگوں، بسم اللہ شریف بھی درست نہ پڑھنے والے مردوں کا عورتوں پر ظلم وزیادتی دیکھ کر نکاح جیسے جائز رشتے سے بھاگنے والی عورت کسی بھی مرد سے اوپن رلیشن شپ مت رکھ ۔دینی علم کی روشنی پھیلا کر، لوگوں کو خدائی تعلیم سکھا کر انہیں آدمی سے انسان بنا، عورتوں کے حقوق اور

دیگر درست دینی تعلیمات کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے کسی صحیح العقیدہ اہل علم پابند شرع مسلمان سے جائز طور پر وابستہ ہو جانا ہی عدل ہے۔

میں سمجھ گئی رشتوں میں عدمِ توازن کی وجہ بنیادی اسلامی تعلیمات سے محرومی ہے۔جس انسان کو دین کی دال کا نہیں پتا اُس کے دل میں خدا کا خوف کیسے پیدا ہو گا، وہ کیسے کسی کے حقوق درست طریقے سے ادا کر سکے گا۔

ضرورت تھی معاشرے میں محبتِ الٰہی، تعظیمِ نبی اور قرآن وسنت کی تعلیمات کی لیکن ہم ادھ ننگی ہو کر سڑکوں پر احتجاج کرتے ہوئے حق مانگتی پھر رہیں تھیں۔

بغاوت سے اطاعت کی طرف سفر

سماجی خدمت کرتے کرتے مجھے 18 سال ہو گئے تھے۔میرے چاروں طرف بھوک، تنگ دستی، بے روزگاری، معذوری، ظلم وستم سے متاثر بدحال لوگوں کا بسیرا تھا۔

پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے لوگ اپنے کلیجوں کے ٹکڑوں (اولاد) کو بیچنے تک تیار تھے۔مُفلسی عروج پر تھی۔کوئی بے روزگار تھا تو کسی کے پاس علاج کے پیسے نہیں تھے۔کوئی بے گھر تھا تو کوئی نان شبینہ کو محتاج الغرض ہر طرف کسمپُرسی اور بدحالی تھی۔

میں انسانیت کی خدمت سے سرشار تو تھا لیکن دین کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں تھی اوپر تلے کامریڈوں کی سنگت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔نتیجتاً میں وسوسوں کا شکار ہو کر مذہبِ اسلام سے بیگانہ ہوتا گیا۔خداوند قُدّوس کے متعلق بھی مجھے بہت برے خیال آتے تھے۔

میں سوچتا تھا مولویوں کی مسجدیں، مدرسے بن رہے ہیں، بنتے ہی جا رہے ہیں اور غریب لوگوں کو مرنے کے لئے زہر تک بھی مُیسّر نہیں ہے۔حالات اِس نہج پر پہنچ گئے تھے کہ میں نے عزم کر لیا میرا مذھب انسانیت ہے۔تمام انسان برابر ہیں۔

ایک دن ایک دوست کے والد کی وفات پر میں اُن سے تعزیت کرنے گیا۔ وہاں ہر ایک مولوی صاحب بھی آئے ہوئے تھے ۔ مولوی صاحب کو دیکھ کر مجھے شرارت سوجھی ۔ باتوں باتوں میں میں نے اپنے دوست سے کہا دیکھو یار !مولوی صاحبان بھی بڑے عیش میں ہیں ۔ چندہ بھی اِن کے پاس بندے بھی اِن کے پاس ۔جس کو چاہیں مذھب میں داخل کریں جسے چاہیں مذھب سے خارج کریں اور جنّتی حوروں کے مستحق بھی یہی مولوی ہیں ۔

مولوی صاحب بڑے مُتَحَمّلْ مزاج تھے ۔ میرے تیکھے لہجے، تُرش گفتگو کی اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی بجائے کہنے لگے، میاں ! 95٪ مولوی صاحبان بھی کائنات کے مظلوم ترین افراد ہیں ۔سفید پوش ہیں ۔ "لَایَسْئَلُوْنَ النّاسَ اِلْحَافا" کے مصداق ہیں ۔ دنیا کے باقی افراد اپنی دکھ تکلیف ظاہر کر کے کسی سیٹھ، ٹرسٹی ادارے، فلاحی مرکز سے مدد کی درخواست تو کر سکتے ہیں مولوی صاحب تو یہ بھی نہیں کر سکتے کہ مبادا لوگ دین سے بدظن ہو کر اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے محروم نہ کر بیٹھیں ۔

جس طرح لوگوں کو بدحال دیکھ کر آپ باغی بن گئے ہیں اکثر مولوی صاحبان بھی اِسی بدحالی کا شکار ہیں لیکن پُرسان حال کوئی نہیں ۔ کہیں مسجد کمیٹی وبالِ جان بن کر مولوی پر ظلم کر رہا تو کہیں کوئی ٹرسٹی ادارہ ،کہیں کوئی پیٹر ڈکار نہ مارتے ہوئے مولوی کا حق ہڑپ رہا تو کہیں س کسی مدرسے کا مُہْتَمِمْ سانپ کی طرح پھن نکال کر مولوی کا حق بغیر چبائے نگل رہا۔۔۔

میاں !لوگوں کی بھوک، محتاجی، بدحالی دیکھ کر بدظن ہونے سے پہلے کبھی کسی مولوی صاحب سے پوچھ تو لیتے کہ لوگ بدحال کیوں ہیں ۔

لوگ اِس لئے بدحال نہیں ہیں کہ اللہ نے اُن کے لئے رزق کے وسائل پیدا نہیں فرمائے ۔بلکہ دولت کی غیر مُنْصِفانہ تقسیم ، وسائل پر سرمایہ داروں کا قبضہ ۔اِسی وجہ سے دنیا میں بھوک اور بدحالی ہے ----

خداوندِ کریم خالقِ اسباب ہے اور انسان کاسب ۔۔جب انسان اپنے دخلِ عمل سے کسی شئ کے

حصول کے لئے تگ ودو (کوشش) کرتا ہے تو اللہ کی قدرت کے تحت اُس انسان کے دخلِ عمل کی صورت میں نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔انسان کی اِس کوشش کا نام کسب ہے۔

دنیا والوں کی رزق کا ذمہ ضرور اللہ پاک نے لیا ہے لیکن اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آسمان سے من وسلوٰی اترے گا اور لوگ کھاکر خوش ہوں گے ۔انسان جب رزق کے حصول کے لئے اسباب اپناتا ہے تو اللہ پاک کی نظامِ قدرت کے تحت اُسے رزق مل جاتی ہے۔

اللہ پاک نے سرمایہ داروں پر لازم کیا ہے کہ وہ اپنے مال کے ذریعے دوسروں کا بھلا کریں، مسکین لوگوں کی خیر خواہی کریں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے "وَفِیْ اموالھم حق للسائل والمحروم "اُن کے مال میں حصہ ہے سائل اور محروم کا۔۔

سرمایہ داروں نے اِس آیت کے حکم کو پسِ پشت ڈال دیا۔وہ اپنا مال تو سوئیس بینکوں میں ٹرانسفر کرتے رہے ساتھ ہی ساتھ بھاری بھرکم ٹیکسز اور مصنوعی مہنگائی کے ذریعے لوگوں کا خون بھی چوستے رہے ۔دنیا میں اسلامک اسٹیٹ نہ ہونے کے سبب کوئی بھی گورنمنٹ سرمایہ داروں کو دولت کی اِس غیر منصفانہ تقسیم سے نہ روک سکی، جسکی وجہ سے بھوک اور تنگی بڑھتی جارہی ہے۔لوگوں کی معاشی قتل عام کی خطرناکی اور تباہ حالی کے انجام بدؔ سے ڈراتے ہوئے ربّ کائنات نے ارشاد فرمایا "مَنْ قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا"

میرے بھائی فلاحی کام کرنا بہت اچھی بات ہے۔لوگوں کے دکھ درد تکلیف دور کرنا کارِ ثواب ہے شرط یہ ہے جب یہ سب کام اللہ کی رضا اور اُس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے مطابق ہوں۔

امید ہے دنیاوی نظام کا درہم برہم ہونا، لوگوں کا قسم ہا قسم تکالیف میں مبتلا ہونا کیوں ہے، آپ کو سمجھ آگئ ہوگی۔

آخری بات

اعمال کے اعتبار سے تمام انسان برابر نہیں ہیں۔ایک اچھا ہے دوسرا برا تو یہ دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں ۔ایک شخص سے سارا معاشرہ بیزار دوسرا شخص ہر ایک کی آنکھ کا تارا تو یہ دونوں برابر کیسے ہوئے ؟
اللہ پاک نے بھی مسلمانوں کو سمجھایا ہے "لایستوی اصحب النّار واصحب الجنة" دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ۔۔۔۔ایک اور جگہ ارشاد فرمایا" ولعبد مؤمن خیر من مشرك ولو اعجبكم مسلمان اور مشرک برابر نہیں سکتے ۔۔۔

مولوی صاحب کی نرم گفتاری، علمی وجاہت، آیاتِ بیّنات سے استدلال سے میں متاثر ہو گیا۔ایسا لگ رہا تھا جیسے مولوی صاحب کی ایک ایک بات میرے رگ وریشہ میں سرایت کرتی جا رہی ہے ۔میں نے اپنے سابقہ نظریات سے رجوع کیا اور دوبارہ اطاعتِ الٰہی میں مصروف عمل ہو گیا۔۔
دعا ہے اللہ پاک مجھے صراطِ مستقیم پر چلتے رہنے کی توفیق دے۔

سیدنا معاویہ پاک کی سیاست کے بارے میں اہلِ حق کی رائے

شَیْخُ عَلَی الْاِسْلَام ڈاکٹر محمد طاہر القادری جھنگوی ثُمّ لاہوری بَعْدَہ کینڈی کا سوشل میڈیا پر ایک کلپ وائرل ہے ۔کلپ کا لُبِّ لباب یہ ہے کہ شیخ صاحب کے نزدیک 1991 میں حضرت معاویہ زندہ باد نعرہ لگانا جائز اور صحیح تھا البتہ 2018 میں شیخ صاحب نے فتویٰ لگایا "سیدنا معاویہ پاک رضی اللہ عنہ کے قصائد پڑھنا، تعریف کرنا خارجیت ہے ۔۔
شیخ صاحب کے تضادات پر ہم کیا کہیں بس اتنا ہی کہتے ہیں "ناطقہ سر بگریباں ہے اِسے کیا کہئے ۔
1991 کے کلپ میں شیخ صاحب فرما رہے تھے سیاستِ معاویہ زندہ باد نعرہ لگانا جائز نہیں ہے ۔اِسی طرح فیصل آباد کے ایک مناظر نے بھی چند ماہ پہلے اِسی طرح کا کلام کیا۔۔۔
پچھلے سال یعنی 2021ء میں مفتی اعظم پاکستان جناب مفتی منیب الرحمان صاحب کو بھی بعض

پیِرّوں نے گھیر گھار کر ایک اسٹیج پر کہلوایا سیاستِ معاویہ زندہ باد سُنّی نعرہ نہیں ہے۔
2021/3/21 ہم نے اِس پر ایک کالم لکھا جسے نوک پلک سنوارنے کے بعد آج دوبارہ پیش کیا جاتا ہے۔

تمھیدی کلمات۔

شہیدِ بغداد علامہ اُسید الحق محمد عاصم قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "کسی بھی جماعت کے عقائد و مسلک کی تین سطحیں ہوتی ہیں: ایک تو اُس جماعت کا علمی مسلک ہوتا ہے جو اُس کے اکابر کی کتابوں میں مرقوم (لکھا ہوا) ہوتا ہے۔
مسلک کی دوسری سطح وہ ہوتی ہے جب اُس مسلک کے عقائد و مسائل مناظروں اور تقریروں کے اسٹیج پر آتے ہیں۔
جماعت کے عقائد و مسائل کی تیسری سطح کہ جب وہ مسلک عملی طور پر عوام میں پھیلتا ہے۔
شیخ رَحِمَہُ اللہ علیہ لکھتے ہیں !در حقیقت کسی بھی جماعت کا حقیقی مسلک وہی ہوتا ہے جو اُس کے اکابرین کا "علمی مسلک" ہوتا ہے۔
شہیدِ بغداد نے عقائد و مسائل کے اِن تین درجات کو سمجھانے کے لئے مزار شریف پر چادر ڈالنے کی مثال دی لیکن میں یہاں چادر کی بجائے ایک اور مثال بیان کرنا چاہوں گا۔
سیدنا معاویہ پاک رضی اللہ عنہ کی سیاست کے بارے میں بھی اھلِ حق کے تین مسالک ہیں نمبر 1
علمی مسلک۔
نمبر 2
مناظرانہ مسلک
نمبر 3
عوامی مسلک

سیدنا معاویہ پاک رضی اللہ عنہ کی سیاست کے بارے میں اہلِ حق علمی مسلک یہ ہے کہ اُن کی سیاست کا دور اُس وقت شروع ہوتا ہے جب راکبِ دوشِ مصطفیٰ سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے خلافت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی۔ سعیدِ ملت شیخ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے مقالاتِ سعیدی میں "البدایۃ والنھایۃ" سے صحیح سند کے ساتھ یہی ذکر کیا اور امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدی احمد رضا قادری بریلی نوّرَاللہُ مرقدہ الشریفَ نے بھی "المعتمد والمستند" کے حاشیہ "المعتقد المنتقد" میں یہی لکھا کہ سیدنا معاویہ پاک رضی اللہ عنہ کا دورِ سیاست تفویضِ خلافت کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔

اہلِ حق کے علمی مسلک کے لحاظ سے دیکھا جائے تو "سیاستِ معاویہ رضی اللہ عنہ زندہ باد" لگانا ۔۔۔۔۔اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض لوگ بدگمانی کا شکار ہیں وہ کہتے ہیں "سیاستِ معاویہ رضی اللہ عنہ زندہ باد کا مطلب ہے سیاستِ علی مردہ باد" معاذاللہ۔۔۔۔میری دعا ہے اللہ پاک ایسے لوگوں کو جلد صاحبِ مزار بنائے۔

میں ایسے لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں حضرت یہ تو بتائیے! جب آپ آستانہ سجا کر الیکشن کے زمانہ میں جمھوری سیاسی رہنماؤں کو سپورٹ کرتے ہیں تو کیا تمھیں یہ بات یاد نہیں آتی کہ تم خلافت کے مقابلے میں جمھوریت کو سپورٹ کر رہے ہو ؟لندن و پیرس، کینیڈا و ڈنمارک کے ویزے لگواتے وقت،،، یورپ میں آستانے کھولتے وقت،،،، وہاں کے ٹی وی چینلز کو انٹرویو دیتے وقت آپ لوگ ہی کہتے ہو "we belive democracy" کہ ہم جمھوریت پر ایمان رکھتے ہیں تو کیا آپ حضرات کو یہ بات یاد نہیں آتی کہ خلافت کے مقابلے میں جمھوریت پر یقین رکھنا کسی بھی طرح سے درست نہیں ہے ؟؟؟

سیاستِ معاویہ پاک رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہلِ حق کا مناظرانہ مسلک......

"عِلم در کتاب علم در گور" علم کتابوں میں رہ گیا علمائے کرام قبروں میں چلے گئے۔ جاھلیت عروج

پر ہے ایسے میں جب کوئی مناظر یا کوئی مفتی صاحب عوامی اسٹیج پر سیاستِ معاویہ پاک رضی اللہ عنہ کے بارے میں کلام کرنا چاہے تو سب سے پہلے اُس پر لازم ہے کہ وہ مُقدّس پِیرُوں اور بے لگام خطیبوں کو راضی رکھنے کا اہتمام کرے تاکہ کوئی پیر اور خطیب مخالفت پر نہ اتر آئے۔اِسی مجبوری کے پیشِ نظر مفتی و مناظر عوامی اسٹیج پر سیاستِ معاویہ زندہ باد کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں "دیکھیں جی سیاستِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے تین دور ہیں۔

نمبر1۔۔۔۔۔جب وہ گورنر تھے۔

نمبر2۔۔۔۔۔جب وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل آئے۔

نمبر۔۔۔3

جب خلافت اُن کے سپرد کی گئ۔

پھر مناظر کہتا ہے اِن تینوں میں سے جو دوسرا ہے وہ زندہ باد نہیں ہے باقی دو ٹھیک ہیں۔

اب مناظر سے کون پوچھے کہ حضرت !!!جب امیر معاویہ پاک رضی اللہ عنہ گورنر تھے تو سیاسی زمانہ خلافت کا تھا یا بادشاہت کا؟

امیر معاویہ پاک رضی اللہ عنہ جب گورنر تھے تو سیاسی دور خلافتِ راشدہ کا تھا، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو خلافتِ راشدہ کے ماتحت گورنر تھے۔اِسی طرح جب سیدنا مولٰی مرتضٰی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو خلافت کا مستحق ہی نہیں سمجھتے تھے

وہ تو صرف قاتلینِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پہلے سزا دلوانے کا مطالبہ کر رہے تھے۔اِس کا پورا بیان صحیحُ السند احادیث میں موجود ہے۔تو مناظر صاحب !جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاست کے متعلق آپ کی جماعت کا علمی مسلک یہ نہیں ہے تو تاویلات کا سہارا لے کر اُسے اپنی جماعت کا مذھب کیوں بناتے ہو؟

کہو دل سیاستِ معاویہ زندہ باد

خلیفہ کا پِیر اِبلیس نکلا۔

عنوان: جب مُرِیدنے پہلی بار اسلام پڑھا

عوام کی بھیڑ اکٹھی ہو چکی تھی۔ نعت خواں، مَنقبت خواں بھی پہنچ چکے تھے۔ محفل گرمانے کے لئے نقیب صاحب بھی تشریف لا چکے تھے۔ سائیں کے خلیفوں میں سے 38 خلیفے بھی زینتِ محفل تھے۔ حاجی الیاس بروہی گوٹھ میں آج رات چراغاں کا منظر تھا۔ مُرشد کریم، مُجدّدِ وقت کی زیارت کرنے کے لئے دیوانے ٹڈی دَلْ لشکر کی طرح جمع تھے۔ چند عالم نُما بھی اسٹیج پر جلوہ افروز تھے۔

سائیں اور خلیفوں کی محنت رنگ لا چکی تھی۔ ہر گیارہویں اور بالخصوص سال میں عرس شریف کے موقع پر خلیفے سندھ و بلوچستان کے کونے کونے پہنچ کر لوگوں کا برین واش کرتے تھے کہ سائیں مُجدّدِ وقت ہے۔ مُجدّدیت کا تاج اللہ پاک نے سائیں کے سر سجایا ہے۔ باکرامت ولی ہیں ہیں۔۔۔۔اور پھر خلیفوں کے منہ سے سائیں کی اتنی کرامات سننے کو ملتیں ایسا لگتا کہ سائیں سانس بعد میں لیتے ہیں کرامت پہلے دکھاتے ہیں۔

اسمِ اَعظم سے سائیں دلوں کی صفائی کرتے ہیں۔ لوگ کتابیں پڑھ پڑھ کر تھک جاتے ہیں لیکن اُنہیں معرفت نصیب نہیں ہوتی، عَالِم و مفتی اپنے بیٹوں کو نمازی نہیں بنا سکے لیکن میرا مُرشد وہ ہے جو اسم اَعظم سے دلوں کا میل صاف کر کے گنہگاروں کو اللہ کا دوست بنا دیتا ہے۔ اللہ پاک عاشق بنا دیتا ہے۔ جس نے اللہ کا دوست بننا ہے، جس نے اللہ کا عاشق بننا ہے وہ ہمارے ساتھ چلے۔ آج سائیں کنڈویار سے اپنا فیض بانٹنے حاجی الیاس بروہی گوٹھ آ رہے ہیں۔

سائیں کا فیض اس وقت دنیا کے 70 ملکوں تک پہنچ چکا ہے۔ کئی انگریز پادری سائیں کے ہاتھوں مسلمان ہوئے ہیں۔ بس اب درگاہ شریف کا چینل بھی میڈیا پر آنے والا ہے۔ سالانہ دو روزہ انٹرنیشنل عرس میں روس، چائنہ، جاپان، کینیڈا ملائشیا سے لوگ شرکت کرنے آتے ہیں۔ ارے تم لوگ خوش نصیب ہو آج اللہ کی پیارے ولی تمھارے پاس خود چل کر آئے ہیں بس ایسے یار سے یاری رکھنا تو لازم

ہے، چلیئے الیاس بروہی گوٹھ اور قلبی ذکر سے دل جاری کروائیے۔
درگاہ لانڑی پور کا سجادہ نشین حضور غوثِ پاک کی دربار پر حاضر ہوا، مراقبہ میں عرض گزار ہوئے مجھے فیض دیجئے۔ غوث پاک جلال میں آئے اور کہا جائیے اب ہمارا فیض کنڈویار میں ہے جس نے ہمارے پاس فیض لینے آنا ہے وہ یہاں نہ آئے وہ کنڈویار جائے اُسے ہمارا فیض مل جائے گا۔
جب لانڑی پور شریف کے سجادہ نشین دربار پر حاضر ہوئے تو مرشد نے دیکھ کر فرمایا آئیے سینے سے لگ جائیے اِس سے قبل سائیں کا ٹریننگ یافتہ خلیفہ شکار جال میں پھنستا میں اٹھ کھڑا ہوا، مائیک ہاتھ میں لے کر کہا اے لوگو یہ سب ڈھونگ ہے، حسن بن صباح کی مصنوعی جنت ہے جس میں لوگوں کو پھنسا کر انہیں جاہل رکھا جاتا ہے، علم سے علمائے دین سے نفرت دلائی جاتی ہے۔ بدعت اور من گھڑت کرامات کی نفع بخش کاروبار کی جاتی ہے۔
اے لوگو سنو! مجھے بھی اِس ڈھونگی مُجدّد سے بیعت ہوئے 22 سال ہو چکے ہیں۔ میں نے اِن کے قریبی خلیفوں کو دیکھا ہے کہ نماز میں تعدیلِ ارکان کا لحاظ بھی نہیں رکھتے۔ تعدیل ارکان کیا چیز ہے اِس چرب زبان خلیفہ کو بھی نہیں پتا۔
معرفت اِلٰہی کا راستہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا وہ فرائض واجبات کی پابندی ہے ۔حدیثِ قدسی ہے اللہ پاک خود ارشاد فرماتا ہے "میرا بندہ جن چیزوں کے ذریعے میرا قرب پاتا ہے اُس میں سے مجھے محبوب ترین چیزیں وہ ہیں جو میں نے اُس پر فرض کی ہیں"۔
اِس بڈھے خلیفہ سے پوچھئے کہ تجھے جھالت کی چکی پیستے پیستے 45 سال ہو گئے ذرا یہ بتائیے اللہ پاک نے کتنی چیزیں انسان پر فرض قرار دی ہیں۔ اِسے بڈھے کو یہ بھی نہیں پتا کہ فرض کہتے کسے ہیں۔
لوگو! دل کی صفائی شرعی احکامات سیکھ کر اُن پر عمل کرنے، مُحرّمات جان کر اُن سے بچنے کے ذریعے ہوتی ہے۔
جس بندے کو مُحرّمات کے بارے میں علم نہ ہو وہ لاکھ ضربیں لگائے اُس کا دل پاک نہیں ہو سکتا۔

میرے بھائیو! معرفت، معرفت تو آپ نے بہت سنا ہے۔ ذرا یہ بھی سُنئے معرفت ہے کیا چیز۔۔

سچے صوفیائے کرام، اللہ والے معرفت کے نام پر دوکان سجا کر کرامتیں نہیں بیچتے، کاروبارِ حُسران کو وسیع کرنے کے لئے 200 ٹریننگ یافتہ خلیفے بھرتی نہیں کرتے بلکہ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں سالک کی رہنمائی کرتے ہیں۔ تو سُنئے راہِ طریقت کے مسافر کے لئے پانچ چیزوں کا جاننا ضروری ہے تب جا کر اُسے معرفت نصیب ہوتی ہے۔

نمبر 1

ذات اللہ

نمبر 2

افعال اللہ

نمبر 3

صفات اللہ

نمبر 4

اسماء اللہ

نمبر 5

احکام اللہ

میں اِس خلیفہ سے پوچھتا ہوں خالی ذات اللہ کے بارے قرآنِ کریم کی ایک آیت بتادے یا پھر میں اِسے اِن پانچوں کے بارے قرآن وسنت سے دلیل دے کر اِن پانچوں کی تشریح اے ٹو زیڈ سمجھا دوں۔

ارے یہ بڈھا خلیفہ جس پیر کے لئے شکار پھنسا رہا وہ تو اپنے خلیفوں کو نماز بھی نہیں سکھا تو تم جیسے عام دنیا داروں کو معرفت کیا خاک سکھائے گا۔

میں نے جب سے اسلام پڑھا تو مجھے میرا پچھلا پیر یعنی اِس خلیفہ کا موجودہ پیر ابلیس ہی نظر آیا۔ اور

مولائے روم مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

بس بھر دستے نباید داد دست

یعنی کہ بہت سے شیطان انسانوں (جعلی ولیوں) کے بھیس میں ہیں۔ لہذا ہر ایک ہاتھ میں ہاتھ مت دیں بے علم واعظین کی بدعت کاریاں۔

علم اٹھ جائے گا

بخاری شریف میں ہے نبی کریم صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اِنَّ مِنْ اشراط الساعۃ ان یرفع العلم ویکثر الجھل "قیامت کی نشانیوں میں سے ہے علم اٹھ جائے گا، جھالت کی کثرت ہوگی۔

۔ایک نشانی یہ بھی ہے عالم کم اور خطیب (واعظین) بڑھ جائیں گے۔

اللہ کریم ہدایت نصیبت فرمائے، چند ہفتے پہلے کی بات ہے لنک کے ذریعے ایک بہت بڑے صاحب کا اصلاحی بیان سننے کو ملا۔

نفس امّارہ کی شرارتوں اور اُن سے حفاظت کے تعلق سے حضرت واعظ فرمارہے تھے۔ اپنی پارٹی کے اندر اُنھیں ولی اللہ، دنیا کا نیک ترین، پارسا، انتہائی متقی انسان سمجھا جاتا ہے لیکن حقیقت کیا ہے کچھ دیر بعد ملاحظہ فرمائیے۔

بے علم واعظین کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ کفر بھی اصلاحی انداز میں بک جاتے ہیں۔

دورانِ وعظ حضرت نے کہا "حضرت سیدنا ابوالبشر آدم علیہ السلام سے اجتھادی غلطی بھی نفس کی وجہ سے ہوئی تھی۔ آپ نفسانی بہکاوے میں آگئے اور یوں پھر جنت سے باہر جانے کی ترکیب بنی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ کو فعل کو قرآن وحدیث کی تلاوت یا اجتھادی مسائل بیان کرتے ہوئے باامرِ

مجبوری۔۔۔۔کی صورتوں کے علاوہ عام انداز میں حکایت کرنا حرام وگناہ ہے۔اور پھر اس فعل کو نفسِ امارہ کا بہکاوا اقرار دینا خدا جانے کتنا بڑا گناہ ہے۔لیکن اتنی بڑی گندی بات کہنے کے بعد بھی اُن حضرت کی تقویٰ وطھارت پر کوئی آنچ نہیں،اِس لئے کہ عقل نہ ہو تو موجاں ہی موجاں۔

وہ حضرت میرے قریب نہیں تھے اس لئے ہم اُنہیں کچھ کہہ نہیں سکے اور یہ بھی امید تھی کہ ہمارے علاوہ سینکڑوں افراد ہوں گے جنھوں نے حضرت کی بات کو سنا ہوگا وہ اصلاح کردیں گے۔خیر چار ہفتے گزر چکے اب تک اُنہوں نے کوئی وضاحت نہیں کی۔۔

زندگی میں اُن حضرت کو صرف دوبار سنا۔دونوں بار سننے کے بعد میری طبیعت خراب ہوگئی۔آج سے چار سال پہلے جب حضرت کو سنا تو کہہ رہے تھے ہم سب اپنے رب کی بجائے نفس کی پوجا کررہے ہیں ۔بروقت اُنہیں ٹوکا بجائے اپنی غلطی ماننے کے چونکہ چنانچہ کرنے لگے۔خیر مجمع زیادہ تھا ہمارے کسی دوست نے اُسی وقت کراچی کے ایک بڑے مفتی صاحب سے رابطہ کیا تو اُنہیں بات سمجھ آئی اور رجوع پر راضی ہوئے۔۔۔۔۔

ہم نے تو پوری زندگی حضرت کو صرف دوبار سنا اور دونوں بار ملفوظاتِ غیر شرعیہ مُوْہِمْ الی الکفر سننے کو ملے خدا جانے تہجد کی پابندی کرتے ہوئے وہ صاحب اپنی پارٹی میں کیسے کیسے گل کھلاتے ہوں گے یہ ہم نہیں جانتے۔

ایک اور واعظ کا حال ملاحظہ فرمائیے مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ حضرت سیدنا علی پاک رضی اللہ عنہ کی ولایت سمجھاتے ہوئے وہ کردار ادا کیا جو بڑھیا نے باز کے ساتھ کیا تھا۔۔

میرے بھائی جب علم نہیں ہے تو واعظ کیوں بنتے ہو،کیوں جھالتیں اور بدعتیں پھیلا کر لوگوں کا دین وایمان برباد کرتے ہو؟

صاحب یہ بھی کہہ رہے تھے "قدمی ھذہ رقبتی علی کل ولی اللہ" جب سے دنیا وجود میں آئی تب سے قیامت تک تمام ولیوں پر حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر۔۔۔۔۔اور

جو ولی یہ قدم نہیں مانے اُس کا حال وہی ہو گا جو حضرت کے قدم مبارک کو اپنی گردن پر نہ ماننے والوں کا ہوا۔

اب اُن کو کون سمجھائے حضرت آپ تو وعظ میں جہالت پھیلا گئے اب ہم سے ذرا سنئے۔

اللہ کا ہر نبی منصبِ نبوت ملنے سے قبل ولایت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوتا ہے۔ یونہی اصحابِ رسول ولی ہیں، تابعین میں سے کئی ایک اولیائے کرام گزرے ہیں، قریب قیامت میں امام مھدی رضی اللہ عنہ تشریف لائیں گے وہ غوثیتِ کبریٰ کے مقام پر فائز ہوں گے آپ کے بیان نے ہمیں تشویش میں ڈال دیا خدارا وضاحت فرمائیے آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟

مسئلہ اُحُد میں قمبر والے سائیں کی بڑی بڑی غلطیاں

دینِ اسلام میں پیِرّی مُریدی فرض ہے نہ واجب۔ کوئی شخص زندگی بھر کسی کی بیعت نہ کرے اور بے پیرا ہو کر مرے تو وہ گناہ گار ہے نہ خطا کار۔ البتہ احکاماتِ شرع پر عمل کرنے میں کسی مُجتھدؔ کی تقلید کرنا واجبات میں سے ہے۔ بزرگانِ دین نے جو فرمایا "مَنْ لاشیخ لہ فشیخہ الشیطان "اس سے مراد احکاماتِ شرع سمجھنے کے لئے کسی کو استاد و مربی بنائے بغیر خود سے قرآن و سنت سے مسائلِ شرعیہ اخذ کرنا ۔۔۔تو بے شک غیر مُجتَھِدؔ شخص جو احکامات شرع میں کسی امام مجتھد کی پیروی نہ کرے اُس کا امام شیطان ہے۔ مزید تفصیل کے لئے پڑھئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب عقد الجید فی احکام التقلید

ہو سکتا ہے کوئی صاحب کہہ دے کہ پیری مریدی معمولاتِ اھل سنت میں ہے تو واجب کیسے نہ ہوا؟ عرض ہے! کسی چیز کا معمولاتِ اھل سنت میں سے ہونا فرض یا واجب ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

پیری مریدی اس لئے مشروع ہوئی کہ بندہ سلوکِ احسان کے راستے پر چل کر معرفتِ اِلٰہی حاصل کرے

سلوکِ احسان کے راستے پر چلنے سے پہلے سلوکِ تقویٰ پر مکمل عبور حاصل کرنا واجب وضروری ہے۔یعنی شریعت کے ظاہری وباطنی تمام احکامات سیکھنا اور ظاہری وباطنی ہر قسم گناہ کو ترک کرنا ۔۔۔۔۔اِس کے بعد معرفت کے راستے پر رہنمائی کے لئے کسی کامل سے بیعت ہونا۔

اصلاً پیری مریدی یہی تھی جو آج چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہی ۔آجکل ہر دوسرا پیر صفائے قلب کے واسطے لوگوں کو مرید بنا رہا ہے نہ پیر کو پتا ہے پیری مریدی کی اصل کیا ہے اور نہ مرید کو اِس بات کی خبر کہ اصل پیری مریدی کسے کہتے ہیں۔اِلّا ماشاء اللہ۔

معاشرے میں اِتّخذ والناس رءوسًا جُھالا کا منظر بکثرت ہے۔جو اشخاص خود اندھیرے میں ہیں وہی گدی نشین بن کر دوسروں کو بھی جہالت کی وادیوں میں دھکیلتے جارہے ہیں۔حاملینِ شرع بھی چپ ہیں ایسے میں مجھ جیسے بندے کی آواز نقار خانہ میں طوطی کی مثل ہے وبس۔

18 فبروری 2022 جمعۃ المبارک کے خطبہ میں قمبر والے پیر صاحب نے اپنے سابقہ ملفوظاتِ کریہہ کا ریکارڈ توڑتے کہا "اُحُد کے جنگ صحابہ نے دو نافرمانیاں کیں پہلی نافرمانی کہ مدینہ شریف سے باہر نکل کر جنگ کی۔

دوسری نافرمانی کہ اُحُد کے پہاڑی درے پر تیر اندازوں کا ہٹ جانا۔۔۔۔۔۔آگے کے الفاظ سابقہ ہیں لیکن اِس میں ایک اضافہ کیا۔حضور نے پہلے حکم کیا تو علی پاک آئے تکبیر کی صدا بلند کی کافروں کو بھگایا، پھر کافر دوبارہ آئے تو حضور نے دوبارہ حکم کیا کون اِن کو دور کرے گا پھر بھی علی آئے دوسرا کوئی نہیں آیا۔۔۔رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔

پیِرّ آف قمبر کو سمجھانا اونٹ کو چھت پر چڑھانے کی مثل مشکل ہے۔البتہ عقلمند مریدوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا پیِرّ صاحب راستہ بھول گئے اور مزید کھائی میں گرتے جارہے ہیں پر آپ لوگ مت گریں۔

پیِرّ صاحب کا صحابہ کرام علیھم الرضوان کی طرف نافرمانی کی نسبت کرنا انتہائی بے ادبی اور اسلامی

احکامات سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔۔۔۔

قرآن کریم کی آیت "وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ "تواُن سے معاملات میں مشورہ کیا کرو جب تم پختہ ارادہ کر چکو تو اللہ پر توکل کرو۔۔۔۔۔۔۔

اِس آیت کی رو سے اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ فرمایا کہ شہر کے اندر رہ دفاع کیا جائے یا باہر نکل کر؟

کئی صحابہ کرام جن میں سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی شامل تھے نے مشورہ دیا کہ باہر نکل کر حملہ کیا جائے۔۔

مشاورت الگ چیز ہے اور کسی چیز کے متعلق قطعی فیصلہ کرنا یہ ایک الگ چیز ہے۔فَبَیْنَہُما بَوْنٌ بَعِیْدٌ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چیز کا فیصلہ فرمائیں تو عام مومنین بھی اُس فیصلے کے خلاف جانا جائز نہیں سمجھتے۔اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ کی خلاف ورزی کریں گے۔

جنگ کا جب پانسہ پلٹا اور مسلمانوں پر سخت مشکل آپڑی تو اُس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کون سے جانثار صحابہ موجود تھے اس کے متعلق تمام سیرت نگار اِیک بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت از اول تا آخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھی۔

دلائل النبوۃ جلد 3۔۔۔۔۔

فاوجعوا واللہ فینا قتلا ذریعا ونالوا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما نالوا۔لا والذی بعثہ بالحق اَنْ زال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبرا واحدا انہ لفی وجہ العدو وتثوب الیہ طائفۃ من اصحابہ مرۃ وتفرق عنہ مرۃ۔فربما رایتہ قائما یرمی علی قوسیہ ویرمی بالحجر حتی تحاجزوا

وثبت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كما هو في عصابة صبروا معه۔

کفار نے قتل عام کے ذریعے ہمیں دکھ پہنچایا۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تکلیفیں دیں جو تکلیفیں دیں۔

اُس ذات کی قسم جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ سے ایک بالشت بھی پیچھے نہیں ہوئے۔ حضور دشمن کے سامنے کھڑے رہے۔صحابہ کرام کا ایک گروہ حضور کی طرف لوٹ آتا اور دوسرا میدان میں دشمن کے مقابل ہوتا۔تومیں کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا۔ حضور کھڑے ہوکر اپنے دونوں کمانوں سے تیر چلا رہے ہیں، کبھی پتھر پھینک رہے ہیں یہاں تک کہ دشمن ہٹ گئے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح ثابت قدم رہے گویا جوانوں کے ایک دستہ آس پاس ہے۔۔

سبل الھدی والرشاد (سیرت کے مشہور جامع کتاب) کے مطابق جنگ احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد پندرہ جان نثار حلقہ باندھے کھڑے رہے۔آٹھ مہاجرین اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر، سیدنا علی پاک، سیدنا زبیر، سیدنا عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، ابوعبیدہ بن حراح،

سات انصار جن کے نام یہ ہیں۔

حباب بن منذر حارث بن الصمہ، سھل بن حُنیف، سعد بن معاذ، ابودجانہ، عاصم بن ثابت۔

ہر ایک صحابی مستانہ وار یہ نعرہ لگارہاتھا! وجھی دون وجھک، ونفسی دون نفسک، ونحری دون نحرک، علیک السلام غیر مودع۔

احد کے دن حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ جھک کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ڈھال بن گئے۔جوبھی تیر یا تلوار آتی اسے اپنے جسم پر لیتے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بھی جانثاری کے جوہر

دکھائے آپ کے جسم پر 70 سے زیادہ زخم آئے۔
پیر صاحب کو نجانے کیا ہو گیا ہے۔ منہ بھر بھر کے جلسوں میں صحابہ کرام علیھم الرضوان کی تنقیص کر رہے ہیں۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے "لانذکر الصحابۃ الا بخیر" ہم صحابہ کرام علیھم الرضوان کو بھلائی کے ساتھ ہی یاد کرتے ہیں۔
جو پیر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی متعلق کمزور گفتگو کرے وہ پیر خود نافرمان ہے۔ گناہ گار اور بدعتی ہے۔

پِسَنُد فقیر (چتن پٹی صحبت پور) بلوچستان

اہلیانِ بھنڈ شریف، چتن پٹی اور مضافاتی گاؤں والو!

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مُعَبّرِیْن (خوابوں کی تعبیر بتانے والے) کہتے ہیں جس شخص کا ہاضمہ خراب ہو جائے اسے برے برے خواب آتے ہیں جنکی کوئی تعبیر نہیں ہوتی۔ 2007ء میں ایک شخص کا ہاضمہ خراب ہوا اُس نے خواب دیکھا کہ پِسَنُد فقیر کہہ رہا ہے میری قبر پر مزار بنواؤ، لنگر خانہ بناؤ۔۔۔ وہ شخص صبح اٹھا اور سیدھا پہنچا چتن پٹی قبرستان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور پسند فقیر کا فقیر بن کر آستانہ سجا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ لوگوں کی آمد و رفت شروع ہوئی، آس پاس کی قبریں زمین برابر کی گئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے قبر پر مزار بھی بنا دیا گیا۔ صرف مزار نہیں بلکہ آنے والے لوگوں کے بیٹھنے، لیٹنے، کھانے پینے کے لئے مزید قبریں زمین برابر کی گئیں اور جگہ بنادی گئی۔
اب باقاعدہ سے لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے۔ وقتاً فوقتاً دیگیں بھی پکتی ہیں۔ چائے، لنگر کا سلسلہ جاری ہے اور یہ سب چیزیں پکانے کے لئے بیچ قبروں میں آگ جلائی جاتی ہے۔ مزار پر چندے کے پیٹی بھی رکھ دی گئی ہے۔ منت، مراد کا سلسلہ جاری ہے۔
چتن پٹی قبرستان قدیمی قبرستان ہے۔ ہمارے خاندان کے چار پشتوں تک کے فوت شدہ لوگ اِسی

قبرستان میں مدفون ہیں۔کئی ایکڑ زمین پر مشتمل یہ قبرستان ہے۔ہزاروں فوت شدگان اِس میں مدفون ہیں لوگوں کی آمدورفت کا مرکز ہونے کی وجہ سے پسند فقیر کے مجاور فقیروں کی کمائی خوب ہورہی ہے۔ ہم توٹھہرے مولوی/ہرکسی کو مولوی سے شکایت الّاماشآءاللہ۔۔۔۔۔۔سیاست دان بھی مولوی سے پریشان، فلمی بھانڈ بھی مولوی سے پریشان۔ پیر، فقیر، درباروں کے گدی نشینوں کو بھی مولوی سے شکایت۔لبرلز کی آنکھوں کا کانٹا بھی مولوی۔۔۔۔۔۔۔۔تو جناب اب پِسَنْد فقیر کے فقیر بھی ہوجائیں تیار۔۔۔۔۔

شرعی مسئلہ۔۔۔۔قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا حرام ہے۔قبرستان میں قبریں توڑ کر نیا راستہ بنانا حرام۔
کوئی قدیمی قبرستان جس میں بعض قبریں زمین بوس ہوگئیں اور معلوم ہے کہ اپنے کسی عزیز کے قبر تک جاتے ہوئے اِس قسم کے قبروں کے اوپر سے گزرنا پڑے گا تو حکم یہ ہے دور سے فاتحہ پڑھے، قبریں پھلانگ کر وہاں تک نہ جائے کہ سخت ناجائز ہے۔
خواب کی بنا پر عام مسلمانوں کی قبریں توڑ کر زمین برابر کر کے کسی بزرگ کا مزار بنانا سخت ناجائز اور حرام ہے۔۔۔۔۔

مقامی علمائے کرام، زمینداروں، برادریوں کے سرداروں سے گزارش ہے کہ انتظامیہ کو اعتماد میں لے کر اِن فقیروں اور گھر سے فارغ رانڈھ عورتوں کو پِسَنْد فقیر کے مزار سے اٹھادیں۔مسمار کی گئی قبروں پر بنی عمارت کو توڑ دیں اور قبریں واپس پہلی حالت پر بحال کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔اگر بدعت و حرام خوری کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور مقامی علمائے کرام بھی چپ سادھ کر بیٹھے رہے تو وہ بھی اِس گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔۔۔۔۔

ضروری احتیاط!آئندہ کسی بھی جعلی پیر کا خلیفہ آپ کے علاقے میں آکر جلسے کرے اور کہے میرے پیر کی یہ کرامت، میرے پیر کی وہ کرامت، نگاہِ ولایت سے ہزاروں کی تقدیریں بدل دیتا ہے وغیرہ وغیرہ اسے کہیں جناب ہمیں شریعت سکھائیں پیر کے فضائل مت بتائیں۔۔۔۔۔وَمَا عَلَیّ الاّ البلاغ

آخر مرید کی اصلاح ہوگئ

سب کہہ رہے تھے یہ پیر ٹھیک نہیں ہے۔ لیکن میرا دل نہیں مان نہیں مان رہا تھا۔ میں کہتا تھا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک شخص بخاری سیّد ہے، غوثِ زماں ہے وہ کیسے غلط ہوسکتا ہے؟

سائیں خود بھی کہتا تھا میں علی علی کرتا ہوں لوگ اِس لئے میری مخالفت کررہے ہیں۔۔۔

شش و پنج کی سی کیفیت تھی کہ کون صحیح ہے کون غلط۔ اِسی دوران سوشل میڈیا پر سائیں ایک کلپ سننے کو ملا۔ کہہ رہا تھا "احد کی جنگ میں صحابہ کرام نے معمولی نافرمانی کی۔

میں نے ویڈیو کو اسٹاپ کیا تاکہ دوبارہ سنوں۔ ہوسکتا ہے میری سماعت کی غلطی ہو۔ ویسے بھی طریقت کے آداب میں سے ہے کہ سالک اپنے شیخ کی طرف سے کوئی نامناسب بات دیکھے تو اپنی فہم کا قصور جانے لیکن یہاں معاملہ عقیدت کا نہیں عقیدے کا تھا۔ دوبارہ سننے میں بھی وہی الفاظ تھے "احد کی جنگ میں صحابہ نے معمولی نافرمانی کی۔ شدّت کرب سے میرے پسینے چھوٹ گئے سائیں کیا کہہ رہا ہے۔ صحابہ نے نافرمانی کی؟ اگر نافرمانی کی جگہ لفظ غلطی کہتے تب بھی گنجائش نکل سکتی تھی کہ اجتھادی غلطی تھی اور حقیقت بھی یہی ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان یہ سمجھے اب تو ہماری فتح ہوگئ غنیمتیں سمیٹنے کا وقت ہے۔

نافرمانی کا لفظ ہمارے عرف میں کسی بھی اچھے معنی میں استعمال نہیں ہوتا تو پھر میرا سائیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے یہ لفظ کیوں استعمال کررہا ہے۔۔۔ بحرحال اگلے الفاظ اور زیادہ بھیانک تھے جس میں تنقیصِ صحابہ کا شائبہ نہیں بلکہ مکمل کلام تنقیص پر مشتمل تھی۔ سائیں کہہ رہا تھا پھر انتشار پھیل گیا۔ کوئ کس طرف کوئی کس طرف۔ اُس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے رہ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ مشرک چاروں طرف سے حملہ آور تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کون اِن کافروں کو مُنتشِر کرے گا۔ حضرت علی پاک حاضر ہوئے دوسرا کوئی نہیں آیا۔ علی پاک نے یہ نہیں سوچا کہ مجھ اکیلے کی تلوار پانچ سو کافروں کو کیا بگاڑے گی۔ علی پاک کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم باقی ہر حکم سے عزیز تھا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ۔لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔۔۔۔۔
کلپ سنتے ہی میری عقیدت کے رنگ میں بھنگ مل گیا۔ تحقیقِ حال کے لئے سیرتِ مبارکہ کی چند کتب اٹھائیں کسی بھی کتاب سے سائیں کی کہی ہوئی بات کی تصدیق نہیں ہورہی تھی۔
تمام سیرت نگار اِیک بات پر متفق تھے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت از اول تا آخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھی۔
دلائل النبوۃ جلد 3۔۔۔۔۔۔

فاوجعوا واللہ فینا قتلا ذریعا ونالوا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مانالوا ۔لا والذی بعثہ بالحق اَنُ زال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبرا واحدا انہ لفی وجہ العدو وتثوب الیہ طائفۃ من اصحابہ مرۃ وتفرق عنہ مرۃ ۔فربما رایتہ قائما یرمی علی قوسیہ ویرمی بالحجر حتی تحاجزوا وثبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کما ھو فی عصابۃ صبروا معہ۔

کفار نے قتل عام کے ذریعے ہمیں دکھ پہنچایا۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تکلیفیں دیں جو تکلیفیں دیں۔
اُس ذات کی قسم جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ سے ایک بالشت بھی پیچھے نہیں ہوئے۔ حضور دشمن کے سامنے کھڑے رہے۔ صحابہ کرام کا ایک گروہ حضور کی طرف لوٹ آتا اور دوسرا میدان میں دشمن کے مقابل ہوتا۔تو میں کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا۔ حضور کھڑے ہوکر اپنے دونوں کمانوں سے تیر چلا رہے ہیں، کبھی پتھر پھینک رہے ہیں یہاں تک کہ دشمن ہٹ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح ثابت قدم رہے گویا جوانوں کے

ایک دستہ آس پاس ہے۔۔

سبل الھدی والرشاد (سیرت کے مشہور جامع کتاب) کے مطابق جنگ احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد پندرہ جان نثار حلقہ باندھے کھڑے رہے۔آٹھ مہاجرین اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں۔حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر، سیدنا علی پاک، سیدنا زبیر، سیدنا عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، ابوعبیدہ بن حراح،

سات انصار جن کے نام یہ ہیں۔

حباب بن منذر حارث بن الصمہ، سھل بن حُنیف، سعد بن معاذ، ابودجانہ، عاصم بن ثابت۔

ہر ایک صحابی مستانہ وار یہ نعرہ لگا رہا تھا! وجھی دون وجھک، ونفسی دون نفسک، ونحری دون نحرک، علیک السلام غیر مودع۔

احد کے دن حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ جھک کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ڈھال بن گئے۔جو بھی تیر یا تلوار آتی اسے اپنے جسم پر لیتے۔حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بھی جانثاری کے جوہر دکھائے آپ کے جسم پر 70 سے زیادہ زخم آئے۔

صحابہ کرام علیھم الرضوان کی جانثاریوں کے واقعات پڑھ کر میرا ایمان تازہ ہوگیا۔میرا سینہ کھل گیا میں نے اپنے آپ سے کہا کہ بدر کے وقت جن اصحاب نے بے سروسامانی کے عالم عرض کیا حضور! اگر آپ حکم فرمائیں تو ہم قیصر وکسریٰ سے بِھڑ جائیں۔وہ اصحابِ رسول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احد میں اکیلے کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

جن کے لئے اللہ پاک نے قرآن کریم میں فرمایا ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ" وہ کیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکیلے چھوڑ سکتے ہیں۔

سیرت مبارکہ کے روشن پہلوؤں نے میرے آنکھوں سے اندھی عقیدت کی پٹی اتار دی۔دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں، بائیں کندھے کی طرف تھتکارتے (تھوکتے ہوئے) ہوئے میں حوقلہ (لاحول ولاقوۃ

الا باللہ) پڑھا اور اپنے آپ سے کہا آئندہ کسی بھی ایسے پِیر یا خطیب کا وعظ نہیں سنوں گا جو صحابہ کرام واھل بیت کرام کے متعلق نازیبا ریمارکس دیتا ہو۔

مناظرہ بعد میں کیجئے پہلے پِیر صاحب کو علمِ شریعت سکھائیے

آج ایک بڑے پِیر صاحب کی تصویر سوشل میڈیا پر نظر سے گزری۔ حضرت کے ساتھ اُن کا بیٹا اور دو چار خلیفے بھی تھے۔۔

2020/11/18 کو پِیر صاحب اپنے بیٹے اور خلیفوں کے ساتھ شہداد پور سندھ سے تعلق رکھنے والے موہن لال کی موت پر اُن کے بھتیجے رمیش لال (ممبر آف سندھ اسمبلی) سے تعزیت کرنے گئے ہوئے تھے۔ پِیر صاحب صرف تعزیت نہیں بلکہ دعا کے لئے بھی ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔

مریدوں اور عقیدت مندوں کے لئے کچھ معروضات۔

پِیر ہدایت اور رہبری کے لئے ہوتا ہے جس پِیر کو اسلامی مُسلّمہ عقائد کا بھی علم نہ ہو وہ کیسا پِیر ہے۔

کافر کو کافر اور مسلمان کو مسلمان سمجھنا فرض ہے۔ کافروں کے لئے بخشش کی دعا کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اللہ پاک قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے "اِنّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِه"

مردہ کافروں کے تعلق سے اسلام نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اُنہیں غسل وکفن نہ دیں بلکہ باامر مجبوری اگر کرنا پڑجائے تو مردہ کافر میت کو چیتھڑا لپیٹ کر تنگ گڑھے میں دبا دیں۔ اُن کے جنازہ میں ہرگز شرکت نا کریں۔

فتاوٰی رضویہ شریف جلد 21 صفحہ 131 ۔۔۔۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام اھل سنت نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے "کافر کے لئے دعائے مغفرت وفاتحہ خوانی کفرِ خالص و تکذیبِ قرآنِ عظیم ہے۔(یعنی کافروں کی بخشش کے لئے دعا، فاتحہ کرنا قرآنِ کریم کو جھٹلانا ہے)

ہم مذکورہ پیرؔ صاحب پر کوئی حکم نہیں لگا رہے لیکن بغیر نام لئے لوگوں کو اتنا بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ جو پیرؔ علمائے اہل سنت کا دشمن ہے، جو عالمِ دین کو نفرت کے انداز میں ملاں ملاں کہے، جو درس نظامی، علمِ شریعت کو دو چار کتابیں یا کالے حروف پڑھنے سے حقارت کے ساتھ تشبیہ دے وہ پیرؔ دینِ اسلام کا دشمن ہے۔ اگر علمائے اہل سنت نا ہوتے تو یہ دو نمبر پیر ہمارے ایمانوں کا سودا کر کے ہمیں زندہ بیچ کھاتے

--

جو مولانا حضرات روزی روٹی کی خاطر کسی بد عقیدہ پیرؔ کی بد عقیدگی کو چھپاتے ہوئے، حرام کو حلال، کالے کوے کو سفید کبوتر ثابت کرنے کے لئے علمائے اہل سنت کو مناظروں کے چیلنج دیتے ہیں اُن سے دست بستہ عرض ہے کہ صاحبو رزق کا ضامن اللہ پاک ہے۔ چند ٹکوں کی خاطر ایمان مت بیچئے۔ بد عقیدہ پیرؔوں کے لئے مناظرہ بعد کیجئے پہلے اُن کو علمِ شریعت تو سکھائیے۔۔۔

میرا پیِرؔ خانہ جاہلیت کی بھینٹ چڑھ گیا۔

بدھ شریف کا مبارک دن تھا۔ کرکٹ گراؤنڈ لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ شہر کا اسٹڈیم کرکٹ میچ کی وجہ سے لوگوں سے بھرا ہوا نہیں تھا بلکہ پیرؔ صاحب کا بیان سننے کے لئے لوگ جمع تھے۔

پیرؔ صاحب کا نورانی خطاب سننے کے لئے میں بھی بیتابانہ اجتماع گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ گھر سے نکلتے وقت سوچا تھا آج پیر صاحب مجھ پر وہ نظر فرمائیں گے جو ایک نحیف کمزور سید نے پہلوانِ وقت جنید بغدادی پر کی تھی اور اُنہیں ولی بنا دیا تھا۔

اجتماع گاہ پہنچ کر باوضو باادب بیٹھ کر ٹِک ٹکی باندھے پیرؔ صاحب کی زیارت کئے جا رہے تھا۔ سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا مبارک کلام "میں نیواں، میرا مرشد اوچا" دل ہی میں پڑھے جا رہا تھا۔ امید تھی کہ بس اب کرم کی نظر پڑے گی، انوار و تجلیات کی بارشیں دل کے بنجر زمین پر برسیں گی، عشق کے سوتے پھوٹے گے، فیض کے چشمے بہیں گے، مخلوقِ خدا باغِ محمدی کے مہکتے پھولوں سے معطّر

ہوگی، من تو کا فاصلہ مٹ جائے گا، جمالِ مرشد کا عکس میرے کردار کو نکھار کر مجھے جنیدِ وقت بنادے گا ۔اِنہی خیالوں میں محو سلوک کی وادیٔ کی سیر کررہا تھا کہ اچانک مرشد کے پوتے کی چیخیں بلند ہوئیں "او ملاں !فتویٰ کی چند کتابیں پڑھ کر تم سمجھتے ہو کہ تم میرا راستہ روکو گے ،ارے تمھارا باپ میرا دادا کا رستہ نہ روک سکا تو تم کیسے روک سکو گے "

مکروہ آواز سن کر میرے عشق کا آبگینہ ٹوٹ پڑا۔پاس بیٹھے اپنے ایک پِیر بھائی سے پوچھا سائیں کو کیا ہوگیا ہے کہ پھٹے ہوئے ڈھول کی طرح بجنا شروع ہوگیا ہے ؟قریب تھا کہ پِیر بھائی میرا اگلا دبا کر قصہ ہی تمام کردیتا ایک اور عقلمند پیر بھائی نے وہاں سے بچاکر مجھے اجتماع گاہ سے باہر بھیجا۔

میں سمجھ ہی نہیں پایا کہ سوال پوچھنے پر میرا پیر بھائی اتنا سیخ پا کیوں ہوگیا۔چند لمحے بعد گلی کے نُکڑ پر مجھے بچانے والا میرا دوسرا پیر بھائی ملا۔دورانِ بات چیت اُنھوں نے بتایا کہ دراصل سائیں نے سُنیّت کی پیٹھ میں چھرا گھونپا ہے۔

میں نے پوچھا وہ کیسے ؟

کہنے لگا 12 فبروری کو عرفان شاہ مشہدی اور حنیف قریشی کو سائیں نے جلسے میں تقریر کی دعوت دی ،صدرِ جلسہ بنایا۔اِس پر علمائے اہل سنت نے سائیں کو پیار سے سمجھایا کہ یہ دونوں صاحبان اچھے نہیں ہیں آپ اِن سے علیک سلیک مت رکھیں۔بس اِس بات پر سائیں کی ہٹ گئ۔۔۔۔

پِیر بھائی کی زبانی یہ کہانی سننے کے بعد میں گھر آیا۔گھر کے کاموں سے فارغ ہوکر عرفان شاہ مشہدی اور حنیف قریشی کی ہسٹری سرچ کی تو معلوم ہوا یہ دونوں آدمی بہت بڑے چیترو ہیں۔

عرفان شاہ کی دو ویڈیوز دیکھیں جس میں وہ اپنے مخالفین کو منبرِ رسول پر بیٹھ کر ننگی گالیاں دے رہا تھا ۔اور قریشی تو الامان والحفیظ اُس کی ناپاک زبان سے اصحابِ رسول صلی اللہ وآلہ وسلم بھی محفوظ نہیں ہیں تو باقی ماوشما کس شمار میں ۔۔۔۔

الغرض چند لمحوں میں مجھے پتا چل گیا یہ دونوں اشخاص بدترین فاسق ہیں۔سوشل میڈیا پر اِن دونوں کی

گالم گلوچ سے بھری ہوئی ویڈیوز دین بیزار لوگوں نے اِس میسج کے ساتھ اپ لوڈ کئے ہوئے ہیں "یہ دیکھیں اسلام کے ترجمانوں کی زبان" ۔۔۔۔۔نیچے کمنٹس میں کئ دین بیزار لوگ قریشی اور عرفان شاہ کی گالیوں کی وجہ سے دین پر تبرا کر رہے تھے۔

میں پریشان ہوا کہ سائیں اِن کو جلسہ میں کیوں بلایا حالانکہ شریعتِ اسلامیہ میں فاسق کے متعلق واضح احکامات ہیں کہ فاسق کو مُقتدا بنانا، اُس سے وعظ کرانا گویا اپنے ہاتھوں اسلام کو کمزور وبدنام کرانا ہے ۔۔۔

مجھے حیرت اِس بات پر بھی تھی کہ علمائے اھل سنت کی مشفقانہ وعظ و نصیحت پر میرا پیر خانہ کیوں برامان گیا؟اِسی شش و پنج میں اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سیرت پڑھنے بیٹھ گیا کہ شاید جواب مل جائے۔ورق گردانی کرتے ہوئے مجھے میرے سوال کا جواب مل گیا ۔۔۔قریش کے بعض لوگوں نے حق کی مخالفت محض اِس وجہ سے کی کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مالدار یا قوم کے سردار آدمی کو نبی کیوں نہیں بنایا۔یعنی ایسے قریشی چاہتے تھے کہ ہمیں حق کا پیغام صرف کوئی سردار یا مالدار آدمی سنائے ورنہ ہم حق ہرگز قبول نہیں کریں گے۔

میں نے جان لیا کہ میرا سائیں بھی "لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ کان قَبْلَکُمْ" والی حدیث کے مصداق قریشی سرداروں کی روش پر چل کر حق کی مخالفت کر رہا ہے۔میرا سائیں جاھلیت کی سب سے بدترین قسم جھلِ مُرَکّب کا شکار ہے۔سائیں کا یقینِ کامل ہے کہ عرفان شاہ اور سورۃ القریش کے قریشی حنیف قمی کو دعوتِ خطاب دے کر، صدرِ جلسہ بنا کر میں نے اُس نے اچھا کیا ہے۔حالانکہ شرعی نقطہ نظر سے سائیں نے بہت غلط کیا ہے۔

سائیں اِس وقت یزید کی روش پر بھی چل رہا ہے کیونکہ یزید پلید بھی مصطفیٰ کریم علیہ السلام کی شریعت کا مخالف تھا۔۔۔اب تو مجھے یہ خوف بھی لاحق ہو رہا ہے کہیں جھالت کی بھینٹ چڑھ کر میرا سائیں شمر کی روش پر نہ چل پڑے۔جس طرح شریعت مخالف بن کر شمر بدبخت نے امام عالی مقام رضی

اللہ عنہ کا سر تن سے جدا کیا کہیں سائیں بھی حق گو علمائے کرام کے ساتھ ایسی حرکتیں نہ کرے۔

شادی میں مرد کی فطرت کا لحاظ رکھا گیا عورت کا کیوں نہیں؟

ایک خاتون لکھتی ہیں "بہت سنتی آرہی ہوں کہ چار چار بیویاں اور لونڈیاں مرد کی فطرت ہے۔ میرا سوال ہے کہ دوسری طرف بھی تو ایک انسان ہے، جانور یا کموڈٹی نہیں، اُس کی فطرت میں محبت میں شراکت برداشت کرنا شامل نہیں، تو کیا اُس کی فطرت کوئی اہمیت نہیں ہوتی؟

خاتون اگرچہ Open minded ہیں لیکن کلمہ گو ہیں۔ ایک بار اپنے قلم سے اقرارًا لکھ چکی ہیں "اشھد ان علیا ولی اللہ"۔ لہٰذا ہم کوشش کریں گے کہ دائرہ کتاب و سنت میں رہتے اُسے جواب دیں۔

پہلی بات

زیادہ شادیاں مرد کی فطرت میں ہے اس لئے اُسے زیادہ شادیوں کی اجازت دی گئی یہ بات غلط ہے۔ اسلام سے پہلے کئی سارے لوگ پچاس پچاس شادیاں کیا کرتے تھے۔ ہر ایک بیوی کا حق ادا کرنا، انھیں رہائش و خرچہ دینا اُن کے لئے ممکن نہیں تھا وہ عورتوں کے حقوق ادا نہیں کرتے تھے، انھیں اپنے نکاح سے آزاد بھی نہیں کرتے تھے، ایسے ہی لٹکا کر رکھتے تھے۔ اسلام نے عورتوں کے حقوق کی اہمیت بتا کر مردوں کو اِس ظالمانہ روش اپنانے سے سختی سے روکا اور بتایا کہ اگر استطاعت رکھتے ہو تو بشرطِ انصاف صرف چار تک کی اجازت ہے زیادتی حرام و ناجائز ہے۔

دیکھا جائے تو یہاں مرد کی فطرت کی وجہ سے اُسے چار تک کی اجازت نہیں دی گئی۔ بلکہ جسم سے نئی جسم ملانے کی خواہش اور ہر دفعہ نئی کی حرص رکھنے کی بری صفت اُس پر آشکار کر کے کہا گیا کہ اے آدم زاد انسان بنو۔ حریص وحشی جانور مت بنو۔

عورت کو چار مرد رکھنے کی اجازت کیوں نہیں دی گئی؟

خاتون Open minded ہیں جواب بھی Personality کے مطابق لکھنے کی کوشش کی جائے گی ۔عفیف لوگوں سے گزارش ہے ہو سکتا ہے جواب کے پڑھنے سے آپ حضرات کے خیالات مُنتَشِر اور حالات پراگندہ ہوں اِس کے لئے ہم آپ سب سے معذرت خواہ ہیں۔

خاتون خانہ سے گزارش علمائے کرام نے اِس سوال کے متعلق کئ جوابات دیئے ہیں الحمد للہ سارے تشفی بخش ہیں۔لیکن ہم اِس کا جواب سائلہ (سوال پوچھنے والی) کی کنڈیشن کے مطابق دیں گے ان شاءاللہ۔

فَاَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التّوْفیق۔

شادی میں مرد و عورت کی خواہش کا احترام رکھا گیا ہے۔عورت کی پاک دامنی اِس بات کا تقاضا کرتی تھی کہ اُسے چار مختلف لوگوں کے نیچے آنے سے منع کیا جائے۔اللہ پاک حیاء کو پسند فرماتا ہے لہذا اُس نے اِس طرح کی بے حیائی کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند رکھنے کا احسان فرماکر عورت پر احسانِ عظیم کیا ہے۔۔۔

اسلام نے مرد کو حکم دیا ہے کہ اپنی عورت کو مختلف طریقوں سے ہر ممکن اطمینان دلائے،اُس کی خواہش کا احترام کرے۔ایکسپرٹ مرد شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنی طرف سے عورت کو دس ذائقے چکھا سکتا ہے خاتونِ خانہ اگر شادی شدہ نہیں ہے تو کسی ایکسپرٹ مولوی صاحب سے شادی کرکے ہماری بات کی تصدیق کر سکتی ہے۔

عورت محبت میں شراکت برداشت نہیں کر سکتی پھر اُسکی فطرت کا لحاظ رکھ کر مرد کو صرف ایک شادی کا حکم کیوں نہیں دیا گیا؟

عورت محبت میں شراکت برداشت نہیں کر سکتی اِس بات کو عورت کی فطرت سے جوڑنا درست نہیں ہے۔حقیقت یہ ہے کہ عورت محبت میں شراکت برداشت بھی کرتی ہے اور خوش بھی رہتی ہے۔

کیا عورت اپنے ماں، باپ، بھائی، بہن، بیٹے سے محبت نہیں کرتی ؟ضرور کرتی ہے۔۔۔۔۔جس طرح

ایک عورت اِن تمام رشتوں سے محبت کرتی ہے اُس کی بہنیں، بھائی یا دیگر رشتے دار بھی عورت کے اِس مُحِب سے محبت کرتے ہیں وہاں عورت شراکت برداشت بھی کرتی ہے اور خوش بھی رہتی ہے۔

عورت کا اپنے شوہر کی دوسری بیوی کو برادشت نہ کرنا خواہش کی وجہ سے ہے۔ عورت چاہتی ہے میں اکیلے ہی سلطنتِ مغلیہ کی مالکن بنی رہوں۔ خواہشات کی پیروی کرنے سے قرآنِ کریم نے منع کیا ارشاد فرمایا "اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَه هواه فاضلّه الله علی علم"

انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اگر کوئی شخص دوسری شادی کرتا ہے تو یہاں پہلی بیوی کی آزمائش شروع ہوجاتی ہے۔ وہ عورت جو کلمہ تو پڑھتی ہے، مسلمان تو کہلواتی ہے، آخرت پر بھی یقین رکھتی ہے آیا اپنے رب کے فیصلوں پر راضی رہتی ہے یا نفس وشیطان کے بہکاوے میں آکر بے انصافی کا واویلا مچاتی ہے یہ اُس کی آزمائش ہے۔

عورت بہترین مُنتظِمہ ہے۔ بچوں کی اچھی تربیت ماں کے اچھی ہونے سے وابستہ ہے۔ معاشرے میں جتنے بھی اچھے افراد ہیں سب نے کسی اچھی ماں کی آغوشِ تربیت میں نشوونما پایا ہے تو اچھی عورتوں کو اپنے انصاف پسند شوہر کی دوسری پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ البتہ مردوں سے گزارش ہے آجکل مہنگائی عام ہے۔ دن بھر کام کرکے بندہ تھک جاتا ہے پھر ٹریفک جام اور دیگر ٹینشنیں الگ سے۔ بہت سے لوگوں کے لئے ایک کو مطمئن رکھنا ہی ناممکن دکھائی دے رہا ہے لہٰذا دسری کی خواہش دل میں دفن کردیں اور ویسے بھی دوسری ہو یا پہلی اسلام نے نکاح کی اجازت بعد میں دی ہے بیوی کو ہر طرح سے مطمئن رکھنے کا حکم پہلے دیا ہے۔

عنوان: بغیر شادی کے خوش رہنے والی خواتین کی کہانی ابو حاتم کی زبانی

نیا زمانہ ہے۔ نئی اُمنگیں ہیں۔ لوگ ہر چیز میں جِدّت کو پسند کرتے ہیں۔۔۔ نئی جِدّت کی بری

بِدعات میں سے یہ بھی ہے کہ آج کل مسلمان لڑکیاں/طلاق یافتہ عورتیں/ایجڈ آنٹیاں یہ راگ الاپ رہی ہیں "میں جاب کر کے گزارا کرونگی شادی نہیں کرونگی۔۔۔۔۔۔"میں بغیر شادی کے خوش ہوں"

مسلمان عورتوں کی یہ سوچ کسی بھی طرح سے درست نہیں ہے۔۔۔کتاب بلوغ الارب جلد 1 صفحہ 19 کے حوالے سے سیرت کی مشہور کتاب "ضیاء النبی" کے مصنف (رائیٹر) نے ایک واقعہ نقل کیا۔ لکھتے ہیں عوف بن مُحَلّم عرب ایک بڑا مالدار رئیس تھا اس کی بیٹی کی جب رخصتی تھی تو عوف بن محلم کی بیوی نے اپنی بیٹی کو طویل ترین وصیت کی اس میں سے ایک بات یہ بھی تھی۔ اے بیٹی! اگر کوئ عورت شوہر کی ضرورت محسوس کرنے سے اس لئے بے پرواہ ہو سکتی تھی کہ اس کے والدین بڑے دولت مند ہیں اور بیٹی کا بہت زیادہ کیئر کرتے ہیں تو تو ضرور شادی سے بے پرواہ ہوتی کیونکہ تیرے والدین بڑے پیسے والے ہیں اور ہر طرح سے کیئر بھی کرتے ہیں۔

اے بیٹی! حقیقت یہ ہے کہ عورتیں مردوں کے لئے پیدا کی گئ ہیں اور مرد عورتوں کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔۔۔

نصیحت۔

(مسلمان عورتوں کا کہنا کہ میں جاب کروں گی شادی نہیں کروں گی) صحیح نہیں ہے۔

شادی ایک فطری ضرورت ہے۔ انسان فطرت سے لڑ کر کبھی بھی جیت نہیں سکے گا۔۔۔ جو لوگ اپنے فطرتی مقاصد کو جائز طور پر پورے کرنے کی بجائے ان کو کچلنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ہار جاتے ہیں۔

فطری مقصد کو پسِ پشت ڈالنے والی لیڈیز کا حال کچھ اس طرح ہوتا ہے کہ ایک مرد کی عزت، دل کا مالک، آنکھوں کی ٹھنڈک، گھر کی رانی بننے کی بجائے بہت سوں کے نفسانی خواہشات پورے کرنے والی مشین بن جاتی ہیں۔۔۔

اللہ پاک تمام مسلمان عورتوں کو لبرل آنٹیوں کے شر سے بچا کر سنت نکاح پر عمل کرنے کی توفیق

عطافرمائے۔انہیں گھر کی ملکہ بنائے۔آمین۔

آسان حسینیت

فخرِ نام ونسب چہ کار آید
آدمی زاد را ادب باید

میرا سائیں ولی ابن ولی ہے۔

اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک ولایت کسبی تو نہیں ہے کہ آدمی عبادت وریاضت ومحنتِ شاقہ سے ولی بن جائے، ولایتِ وھبی ہے محض فضلِ الٰہی ہے۔ اللہ پاک جس مُتقی عالمؒ کو چاہے اپنا ولی بن سکتا ہے ۔ذٰالِک فضل اللہ یُوتِیہِ من یشآء۔لیکن میرے سندھ کے سائیں وں یعنی پیروں کے نزدیک ولی وہ ہے جو پیر ہو، گدی نشین ہو۔

مزے کی بات یہ ہے کہ ان پیروں کی اولاد بھی ولی،،،، ایسا لگتا ہے کہ ولایت کی اِسٹمپ اِنہی کے ہاتھ ہے جسکو چاہیں ٹھپہ لگاکر ولی بنادیں۔۔

میرا سائیں جلسوں میں گلا پھاڑ پھاڑ کر کہتا ہے او ملاں حُسَیْنِیّت اساں کھاں سِکھُ۔

میں جب سائیں کی حُسَیْنِیّتْ حُسَیْنِیّتْ والی چیخ وپکار اور مریدوں کو بیوقوف بنانے کا ڈرامہ دیکھتا ہوں تو حیرت میں پڑجاتا ہوں، سائیں کے متعلق میری عقیدت بھی مُتزَلزِل ہوجاتی ہے۔

سائیں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ سندھ یونیورسٹی اور دیگر بڑے تعلیمی ادارے الحادو بے دینی وبے حیائی کی نرسریاں بن چکی ہیں۔سائیں نے نئی نسل کے عقائد واعمال کی اصلاح کے لئے ایک چھوٹا سا دنیاوی تعلیمی ادارہ بھی نہیں بنایا کہ جہاں درست تعلیم کا انتظام ہو۔

میرا سائیں جانتا ہے کہ بچے کی پہلی تربیت گاہ ماں کا گود ہے، ماں کی اچھائی، برائی کا بچے کی طبیعت پر اثر پڑتا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ سندھ کے اسکولز، کالجز، یونیورسٹیوں کی لڑکیاں عرفانہ ملاح اور دیگر دین

بیزار آنٹیوں کی دامِ تزویر میں پھنستی جارہی ہیں پر سائیں کی حُسَینِیّت پر جُوں بھی نہیں رینگتی کہ عورتوں کی اسلامی طرز پر تربیت کے لئے کوئی اچھا ادارہ بنائے۔

کے،ٹی،این،سندھ ٹی وی اور مہران ٹی وی کے ڈرامے سندھ کے گھر گھر میں بے سکونی پھیلا رہے ہیں ،نفرت کی آگ سُلگا رہے ہیں، ،خاندان برباد ہورہے۔لیکن سائیں نے اِن چینلز کے ڈراموں کے خلاف کچھ بھی نہیں کہا اور نہ کچھ سمجھایا پھر بھی میرا بے شرم سائیں کہتا ہے ہم حُسَینِیّتؒ والے ہیں۔

شمن میرالی ،ممتاز مولائی، غلام حسین عمرانی کے بے ہودہ گانے سن سن کر سندھ کے جوان وبوڑھے بدکردار ونا کارہ بنتے جارہے ہیں،سائیں کو عوام کی اِس بدحالی کی ٹینشن ذرا بھی نہیں ہے۔

صوفیت کے نام پر کفریات ومُغَلّظات بکے جارہے ہیں جنہیں سن کر عوام کے عقائد خراب ہورہے ہیں ۔میرے سائیں کو اِس بدعقیدگی کے پھیلنے کی بھی ٹینشن نہیں ہے۔

مساجد ویران، ہوٹل آباد ،مدارس زبوں حالی کا شکار اور بدعات وخرافات کے اڈے آباد ہیں میرے سائیں کو کُکھ پرواہ نہیں ہے پھر بھی میرا سائیں ولی ابن ولی ہے۔

اللہ پاک کی گستاخیاں سرعام ہورہی ہیں، رسولِ پاک کی عزت وناموس پر حملے ہورہے ہیں، شعارِ اسلام کا مذاق اڑایا جارہا ہے لیکن میرا سائیں مجھے بچ بناتے ہوئے کہتا ہے ہم حُسَینِیّت والے ہیں۔۔

پرسو۔

سائیں کی چیخ وپخار اور حسینیت حسینیت کے خوش کُن نعرے سن کر میرے دل ودماغ کی بند کھڑکیاں کُھلیں زمانہ کے حالات میرے سامنے ورق ورق ہوکر کُھلنے لگے۔

میں نے خود سے پوچھا کہ سائیں کے مریدوں میں سے 99٪99 لوگ جاھل ہیں، فرض علوم، عقائدِ اسلامیہ سے ناواقف ہیں، قرآن کریم درست پڑھنے سے محروم ہیں۔سائیں جس علاقے سے تعلق رکھتا ہے وہاں بدعات وخرافات کی کثرت ہے۔جگہ جگہ پر کالے جھنڈے لگے ہیں لوگ صبح صبح اٹھ کر اُن جھنڈوں کے سامنے جھکتے ہیں سلام یاغازی عباس کہتے ہیں۔میرے سائیں کے علاقے کے اربابِ

اقتدار شیعہ ہیں، صحابہ کرام کی گستاخیاں بھی اربابِ اقتدار کی چھتری تلے ہورہی ہیں لیکن میرا سائیں اِن تمام معاملات میں ایسے چپ ہے جیسے میرے سائیں کو کوئی کتا سونگھ گیا ہو۔

میں اپنے سائیں پوچھتا ہوں بے دینی، الحاد، برائیوں، اسلامی طرزِ معاشرت کی زوالی دیکھ کر چپ چاپ صرف چیخ وپکار کرکے مریدوں کو چ بنانا اگر حسینیت ہے تو پھر یزیدیت کس بلا کا نام ہے؟

حنیف قریشی

علومِ قرآن میں غور وفکر نے میرے سامنے میرے پِیر کا اصلی چہرہ ظاہر کردیا۔

عنوان: جب میرا پِیر حنیف قریشی سے بغل گیر ہوا۔

قرآنِ کریم کی تلاوت میرا معمول ہے۔آیاتِ قرآنیہ کے معانی ومطالب میں غور وفکر کرنا میرا شوق ہے۔حالاتِ حاضرہ میں قرآن کس طرح رہنمائی کررہا ہے اِس کے متعلق بحث کرنا میرا علمی مشغلہ ہے۔

ایک دن نمازِ ظہر کے لئے مسجد شریف جاتے ہوئے راستے میں ایک اشتہار پر نظر پڑی۔لکھا ہوا تھا "12 فبروری جناح باغ لاڑکانہ میں وکیلِ اھل بیت مفتی حنیف قریشی صاحب خطاب کریں گے تمام عشاقانِ اھل بیت شرکت فرمائیں"

اشتہار پڑھ کر مجھے سخت تشویش لاحق ہوئی کیوں کہ حنیف قریشی صاحب کئی بار صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان کے متعلق زبان دارزیاں کرچکا ہے۔حنیف قریشی صاحب کی کوشش ہوتی ہے کہ اشاروں، کنایوں میں خواہی نخواہی صحابہ کرام اور اھل بیت کرام علیہم الرضوان کے متعلق ذاتی اختلاف اور رنجشیں ثابت کرے۔۔۔۔۔

میں حنیف قریشی اور اُس کی تمام پارٹی کو اھل سنت کے لئے کینسر سمجھتا ہوں۔جس طرح کینسر کی بیماری جانِ لیوا ثابت ہوتی ہے ایسی ہی حنیف قریشی عوامِ مسلمین کے لئے ایمانِ لیوا مرض ہے۔

اب کی بار قریشی کے متعلق مجھے زیادہ تشویش اس لئے بھی ہو رہی تھی کہ میر اپیر خانہ اُنھیں بلا رہا تھا۔ سخت پریشان لاحق تھی اگرپیر کو پکڑے رکھتا ہوں تو عقیدہ وایمان کا خون ہو جاتا ہے اور اگر عقیدہ وایمان کو پکڑتا ہوں توپیر صاحب سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔

بالآخر طویل غور وفکر کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا کہ ترازو کو کسی پلڑے کی طرف جھکانے سے پہلے قرآنِ کریم سے رہنمائی لوں۔ ہو سکتا ہے میرا عقیدہ وایمان بھی بچ جائے اورپیر بھی سلامت رہے۔۔۔ چنانچہ باوضو ہو کر میں نے جیسے ہی قرآنِ کریم کھولا سب سے پہلے جس آیت پر نظر پڑی وہ یہ تھی

"يَقُوْلُوْنَ لَئِن رجَعْنآ اِلى المدينةِ لَيُخْرِجَنّ الْاَعَزّ منهآ الْاَذَلّ"

کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور بڑی عزت والا ہے وہ اُس میں سے نکال دے گا اُسے جو نہایت ذلت والا ہے۔

اِس آیت سے مجھے گویا جواب مل گیا۔ کیونکہ جب پہلی بار سُنّی اسٹیج پر بڑے تزک واحتشام کے ساتھ مولا معاویہ پاک رضی اللہ عنہ کا عرس شریف منایا گیا تو حنیف قریشی اور ریاض شاہ اینڈ پنڈی کمپنی نے ایک میٹنگ بلائی۔ فیصلہ کیا گیا کہ ہم تاریخی کتابوں سے معاویہ کی کمزوریاں نکال نکال کر عوام کو بتائیں گے۔۔

اِس آیت کے متعلق مزید پڑھا تو معلوم ہوا کہ منافقوں کی ہمیشہ سے کوشش رہی ہے کہ صحابہ کرام علیھم الرضوان کے درمیان پرانے اختلافات کو ہوا دے کر دینِ اسلام کو کمزور کیا جائے۔

یہ آیت غزوہ مُرَیسیع کے وقت نازل ہوئی۔ دو غلاموں کی معمولی بات کو منافقین نے چرب زبانی سے مرچ مسالہ لگا کر اِس قدر بڑھا دیا کہ مہاجرین اور انصار صحابہ کرام علیھم الرضوان ایک دوسرے پر تلواریں بے نیام کرنے کو تیار ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موقع پر پہنچ کر دونوں گروہوں کو شیر وشکر کر دیا۔۔۔۔

اِس آیت کے متعلق پڑھتے ہوئے میرے سامنے دو باتیں کھل کر واضح ہو گئیں۔

نمبر 1
صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پرانے اختلافات کو ہوا دینا منافقین (یعنی اسلام دشمنوں) کا کام ہے۔
نمبر 2
مصطفٰی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا حق ادا کرتے ہوئے شرعی حکم کو اہم و مُقدّم جاننا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے غلاموں کی نشانی ہے۔ چناچہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کا بیٹا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سچا غلام تھا جب یہ قافلہ مدینے کے قریب پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس سچے غلام نے اپنے باپ عبداللہ بن ابی کا راستہ روکا اور کہا کہ تم نے مہاجرین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذلیل کہا ہے خدا کی قسم! میں اُس وقت تک تم کو مدینہ میں داخل نہیں دوں گا جب تک تم اپنی زبان سے یہ نہ کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اولادِ آدم میں سب سے زیادہ عزت والے ہیں اور تم سارے جہان والوں میں سب سے زیادہ ذلیل ہو۔

علومِ قرآن کے مطالعہ نے میری پریشانی دور کر دی۔ میں فیصلہ کیا کہ پیٖر کو چھوڑنے میں ہی بھلائی ہے۔ جو پیِر حنیف قریشی جیسے بدبختوں کو عزت دے وہ مصطفٰی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سچا عاشق، دین کا مخلص خدمت گار ہرگز نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔

اگر آپ بھی کسی ایسے پیِر سے مرید ہیں جو حنیف قریشی، ریاض شاہ اور عبدالقادر ٹینچ بھاٹوی سے بغل گیر ہوتا ہو تو اُس سے پیچھا چھڑوائیے۔ ورنہ پوری زندگی جہالت کی چکی میں پستے رہیں گے حاصل کچھ نہیں ہو گا سوائے نقصان کے۔۔

سورۃُ القریش کا قریشی حنیف قمی

جناح باغ لاڑکانہ 12 فبروری ایک جلسہ مُنعَقِد ہونے جا رہا ہے۔ سیدنا معاویہ پاک رضی اللہ عنہ کی گستاخیاں کرنے والا سورۃُ القریش کا قریشی حنیف قمی صاحب خطاب کرنے آرہا ہے اگر آپ اس جلسہ

میں جانے کے خواہشمند ہیں تو جانے سے پہلے یہ کالم ضرور پڑھیں۔۔۔

عنوان: کیا آپ نے غور کیا؟

دینی محافل خصوصًا بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کے اَعراس (یعنی عُرسوں) کے موقع پر اُجرتی مقرّرین/لَفّاظ نقیب (باتونی اینکر) صاحبِ سجادہ کی نمک حلالی کا حق ادا کرتے ہوئے اُجرت حلال کرنے کے چکر میں ایک خطرناک جملہ بولتے ہوئے کہتے ہیں!

بے شک کوئی شخص 10 سال تک مدرسہ میں اساتذہ کے زیرِ سایہ باادب بیٹھ کر درس نظامی کی تعلیم مُکمَّل کرے ،کنز، کافیہ، قدوری پڑھے، ہدایہ اوّلین، آخرین پڑھے ،بیضاوی شریف ،بخاری و مسلم شریف پڑھے ،ہدایت نہیں پاسکتا،فیض حاصل نہیں کر سکتا،راہ نہیں پاسکتا جب تک کسی کا مُرید نہ بن جائے

استغفر الله العظيم و اتوب اليه

لا حول و لا قوة الا بالله العظيم

پیٹ کا دھندہ کرنے والے نقیب و خطیب حضرات اِس موقع پر اور بھی کئی قسم کے واہیاتی جملے بول جاتے ہیں لیکن میں اُن خلافِ شرع جملوں کو لکھ کر اپنا مضمون خراب نہیں کرنا چاہتا۔۔۔

قارئین محترم! اولیائے کرام سے وابستگی سعادت مندی ہے۔

بدبخت و محروم ہے وہ شخص جو اللہ کے نیک بندوں سے بُغض رکھے ،اُن سے دشمنی کرے۔اَولیائے کرام سے دشمنی رکھنے والے شخص کا موت کے وقت ایمان برباد ہونے کا شدید اندیشہ ہے۔۔لیکن فی زمانہ اصل ولی قلیل تعداد میں ہیں۔

ہر پِیرؒ ولی نہیں ہوتا اور نہ ہی ہر پِیرؒ،، پِیرؒ بنانے کے لائق ہے۔

پیر کے اپنے شرائط ہیں اگر باشرائط پیر مل جائے اور وہ کسی شخص کو اپنے حلقہ ارادت میں داخل بھی کر لے تو سونے پر سہاگہ اور اگر باشرائط پیر نہ ملے تو ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کا مرید وہی بنے گا جو جاہل ہو یا پھر دھوکہ کا شکار ہو۔۔

اب آتے ہیں اپنے اصل مقصد کی طرف۔

اُجرتی مقرّرین ونقیب حضرات اِس قسم کے واہیاتی جملے بول کر محفل سے رقم بٹورنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔اُجرتی مقرّرین ونقیبوں کے اِس جملہ کی وجہ سے کسی مَکّار و بے علم بدعتی پیر کے مریدین میں اضافہ بھی ہوجاتا ہے۔لوگوں کے دلوں میں اِس واہیاتی جملہ کی وجہ سے اَوْلِیَاءُالشّیطان کی عقیدت بھی بیٹھ جاتی ہے لیکن اِس جملہ کی خرابیاں کیاکیاہیں کیاکبھی ہم نے اِس پر غور کیا؟

خرابی نمبر1

لوگوں کے دلوں میں علمِ دین کی اہمیت گھٹ جاتی ہے۔

اگر کسی قوم کے دل میں علم کی اہمیت ختم ہوجائے تو تباہی وبربادی اُس قوم کا مُقَدّر بن جاتی ہے۔

دلیل۔۔۔۔۔۔

سَیّدُنااِمام جعفرالصادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک قول ہے آپ فرماتے ہیں۔

لَاعَدُوّ اَضَرّمِنَ الْجَھْلِ

مسلمان کے لئے سب سے ضرر رساں دشمن جہالت ہے۔۔

خرابی نمبر2

لوگوں کے دلوں میں علماء کی اہمیت ختم ہوجاتی ہے علماء کی اہمیت کا ختم ہونا خطرہ کی علامت ہے حالانکہ حقیقی ولی باعمل سنی صحیح العقیدہ علماء کرام ہی ہیں۔

دلیل۔۔۔۔۔

اللہ فرماتا ہے

اِنّمایخشٰی اللہَ من عبادہ العلمٰؤا

اللہ کے بندوں میں سے اُس سے وہی ڈرتے ہیں جو علماء ہیں.

خرابی3

دینی جلسوں میں شریک طلباءِ اس واہیاتی جملہ کی وجہ سے اپنے اساتذہ سے بدظن ہوجاتے ہیں۔ سبق یاد کرنے کی طرف توجہ نہیں دیتے اور یوں ایسے طلبہ خیر و بھلائی پانے سے محروم رہ جاتے ہیں کیونکہ خیر و بھلائی دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے سے وابستہ ہے

دلیل۔۔۔۔۔

حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام فرماتے ہیں

مَنۡ یُرِد اللهُ بِه خیرا یُفقّهه فی الدّینِ۔

اللہ پاک جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

خرابی نمبر 4

اِس واہیاتی جملہ کی وجہ سے طلباء اور عوام درس نظامی کی کُتُب کو صرف عام کتابیں سمجھنے کی برائی میں مبتلا ہوجاتے ہیں حالانکہ یہ کتابیں ایسی ہیں جنھیں محنت سے پڑھ کر فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ امام رازی بن گئے غزالی رحمۃ اللہ علیہ امام غزالی بن گئے۔

مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ مولائے روم بن گئے۔

تاجدارِ بریلی امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ امامِ اہلِ سُنت بن گئے۔۔۔

کیا یہ کتابیں ہدایت نہیں دے سکتیں؟ فیض نہیں دے سکتیں؟ جیسا کہ واہیاتی مقرّرین کہتے ہیں ۔۔۔۔۔ حالانکہ اِن بابرکت کتابوں میں علم کی مُقدّس موتیاں چھُپی ہوئی ہیں جب ایک طالب علم اپنے اساتذہ سے اِن بابرکت کتابوں کا درس لیتا ہے تو اللہ کی رحمتیں زمین پر نازل ہوتی ہیں علم کا نور طالبِ عِلم کے سینے میں داخل ہوتا ہے۔

نورِ علم اللہ پاک کی طرف سے ایک قیمتی عطیہ ہے جس سے محروم وہی شخص رہتا ہے جو حقیقت میں محروم ہو۔۔۔۔

اللہ پاک ہمیں بے علم و بدعتی پیروں سے محفوظ رکھے علم اور علماءِ اہلِ سنت سے وابستگی و عقیدت نصیب

فرمائے آمین ۔۔

قارئینِ محترم !اگر آپ اِس مضمون میں شرعی غلطی پائیں تو میری اصلاح فرمائیں ۔۔۔

لتا منگیشکر

مشہور گلوکارہ لتا منگیشکر کی موت کے بعد پاکستان میں رہنے والے بعض بے دینوں نے ایک بحث چھیڑ دی کہتے ہیں "فنکار، گلوکار امن و محبت کی علامت ہوتے ہیں یہ جنت میں نہیں جائیں گے تو کیا فسادی مُلا جنت میں جائیں گے "

اصل حقیقت۔

کسی بھی مستند عالم دین، یا مفتی صاحب نے یہ نہیں کہا کہ لتا منگیشکر جہنم میں پہنچ چکی ہے، پاکستان میں رہنے والے بے دین لوگوں نے یہ بحث کیوں چھیڑی ہم اِس راز کو جاننے سے قاصر ہیں۔۔۔۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق کافر کو کافر سمجھنے اور کافر کا خاتمہ کفر پر ہونے کے یقین جاننے کا فلسفہ الگ الگ ہے۔۔۔۔(بہارِ شریعت حصہ اوّل عقیدہ نمبر 7)

مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے،اگرچہ کسی شخص کی نسبت یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذاللہ کفر پر ہوا، تاوقتیکہ اُس کے خاتمے کا حال دلیلِ شرعی سے ثابت نہ ہو، مگر اِس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعًا کفر کیا ہو اُس کے کفر میں شک کیا جائے، کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔۔

پاکستان میں بسنے والے بے دین لوگوں سے گزارش ہے کہ ہم (یعنی دیندار لوگوں) پر باچھیں کھول کر ہنسنے کی بجائے اسلامی تعلیمات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

ہم لتا منگیشکر کو کافر ہی سمجھتے ہیں کیونکہ اُس کی زندگی کفر میں گزری۔اُس کا خاتمہ کیسا ہوا یہ اُس کا اور رب کا معاملہ ہے۔اُس کے خاتمے کا حال قیامت کے دن کھلے گا ابھی ہم اسے کافر ہی سمجھیں گے اور

سمجھتے ہیں کہ ہمیں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی حکم دیا کہ کافر کو کافر ہی سمجھیں۔۔۔
کافر جھنم میں کیوں جائیں گے ؟

جواب۔
جمھوری دستور ہے کہ آپ جس ملک میں رہتے ہیں اُس ملک کے قانون پر عمل کرنا ضروری ہے ورنہ آپ مجرم ٹھہریں گے ۔اُس ملک کے آئین سے بغاوت کریں گے تو آپ بہت بڑے مجرم کہلائیں گے ۔ کافر جھنم میں اس لئے جائیں گے کہ وہ دنیا میں اللہ پاک کے بنائے ہوئے آئین کو نہیں مانتے بلکہ اُس سے بغاوت کرتے ہیں۔اللہ پاک کے ملک میں رہتے ہوئے،اُس کی نعمتیں کے سہارے زندگی گزارتے ہیں لیکن پھر کفرانِ نعمت کرتے ہوئے بتوں کو خدا سمجھتے ہیں اُن کے آگے ماتھے ٹیکتے ہیں۔اِس کفر وشرک کی وجہ سے جھنم کے مستحق ہیں۔

عورت/حقوق/میڈیا

اللہ کریم نے میری جنس کو عورت کا نام دیا۔
عورت کے معنی ہیں چھپانے کی چیز۔۔۔
میرے بارے میں دانشور لوگ کہتے ہیں کہ میں کائنات کی حسن ہوں۔اگر میں نہ ہوتی تو مَرْدوں کی زندگی جنگلی جانوروں سے بھی بدتر ہوتی۔۔
اللہ کریم نے مجھے نازُک جان بنایا۔
کائنات کے سردار،اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورے طور پر میرے حقوق کو دنیا کے سامنے اُجاگر فرمایا۔اپنے آخری خطبہ حَجۃُ الْوِدَاع کے موقع پر کم وبیش ایک لاکھ پچیس ہزار صحابہ کرام علیھم الرضوان کے سامنے میرے بارے میں فرمایا اے اولادِ آدم! عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو یہ نازُک جان ہیں اِن کے حقوق کو اچھی طریقہ سے ادا کرو۔

اسلام سے پہلے مجھے پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا تھا۔اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید نے مجھے شرف بخشا ۔۔۔۔۔قرآنِ کریم کی کئ آیات نے میری اہمیت کو بیان کیا۔دو خاص سورتیں سورۃ النساء اور سورۃ الطلاق میرے ہی حقوق کے بیان میں نازل ہوئیں۔

میری کوکھ سے اب تک ہزاروں غازی، نمازی، مجاھد،عالم، مفتی،ولی، جرنیل، بہادر،جنم پا چکے ہیں۔

جب میں پیدا ہوئ تو اُس وقت ہر قسم کے گناہ سے پاک تھی میں ایک نازک اور معصوم سی کلی تھی۔اللہ پاک نے اولادِ آدم میں تین قوّتیں رکھی ہیں۔

نمبر1

قوّتِ عقل

نمبر2

قوّتِ شہوت (خواہشات)

نمبر3

قوّت غضب۔۔۔۔۔

اگر قوّتِ عقل باقی دو قوّتوں پر غالب ہو تو وہ آدمی واقعی انسان ہے۔اَشْرَفُ الْمَخْلُوقات کہلانے کا حقدار ہے۔"وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ "کے تاج پہننے کا مُستَحق ہے۔

اگر قوّتِ عقل باقی دو قوّتوں کا غلام بن جائے تو آدمی انسانیت کے درجے سے نکل جاتا ہے۔تب صرف شکل انسانی رہتی ہے، اعمال جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں۔"اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سبیلا" وہ جانور کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر ہیں۔

دونوں آیتوں میں آدمیوں کا تذکرہ ہے۔پہلی آیت میں انسانیت کے شرفِ معراج کو بیان کیا گیا ہے ۔دوسری آیت میں شَیطَنَتْ ،ھوائے نفس (خواہشات کی غلامیت) کا شکار انسان کو جانور۔۔۔۔۔بلکہ جانوروں سے بھی بدتر کہا گیا ہے۔۔۔

میں انسانیت کے اعلیٰ مقام پر ہوں یا گناہوں کے کیچڑ میں لتھڑ کر اعلیٰ مقام کھو چکی ہوں یہ جائزہ لیتی ہوں۔

حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

كُلُّ مَوْلُودٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاه يُهَوِّدانِه وَيُمَجِّسَانِه وَيُنَصّرَانِه۔

ہر بچہ سَلِیْمُ الْفِطْرَتْ (کفر و گناہوں کی گندگیوں سے پاک) پیدا ہوتا ہے۔پس اُس کے ماں باپ (گردو پیش کا ماحول) اسے یہودی، کرسچن وغیرہ بناتے ہیں۔

ماحول سے متاثر ہونا انسان کی کا طبیعت کا تقاضا ہے۔۔۔ میں جب اپنے اندر جھانکتی ہوں دیکھتی ہوں تو مجھے اپنے اندر کا انسان کالے شیطان سے بھی بدتر دکھائی دیتی ہے۔

اگر میں شرفِ انسانیت کے معراج پر فائز ہوتی تو اللہ کریم کی فرمانبردار بندی ہوتی۔حلال و حرام، جائز و ناجائز کے درمیان فرق کر رہی ہوتی۔میری قوّتِ عقل اگر خواہشات پر غالب ہوتی تو میرے دل سے علم و حکمت کے چشمے پھوٹتے۔۔میری کوکھ سے جنیدِ بغدادی، سَری سقطی جیسے ولی اللہ جنم پاتے، ابو حنیفہ جیسے فقیہ پیدا ہوتے، شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جیسی بزرگ شخصیات پیدا ہوتیں، خالد بن ولید جیسے بہادر سپاہ سالار پیدا ہوتے، محمود غزنوی وصلاح الدین ایوبی جیسے جرنیل پیدا ہوتے ۔۔۔۔۔

ہائے افسوس! قرآن و حدیث کے مبارک علم سے دوری کی بنا پر میری قوّتِ عقل خواہشات کا غلام بن چکی ہے۔میری کوکھ سے ظالم ڈکٹیٹر جرنیل، بھتہ خور پولیس افسر، سفید پوش ڈاکو ڈاکٹرز، رشوت خور مافیاز، درندگی کرنے والے ٹیچرز، ٹیکس چور مافیاز، ٹک ٹاک پر ناچنے والے بھانڈ پیدا ہو رہے ہیں۔

خود میری کنڈیشن بھی اچھی نہیں ہے۔دنیا کی چمک دمک، شُہرت کی طلب نے مجھے خراب کر دیا ہے۔شہرت نے مجھ سے حیا کی چادر چھین لی۔میں ٹک ٹاکر بن گئ، ڈرامہ نگار بن گئ۔

ٹک ٹاک ویڈیوز اور ٹی وی ڈراموں میں کام کی وجہ سے میں اعلیٰ اقتدار پر فائز گوشت کے بھوکے کتوں کے لئے مُرغّنِ غذا بن گئی۔

الغرض شہرت، حرص وہوس، دولت کی لالچ نے مجھے انسانیت کے مقام سے حیوانیت کی چوکھٹ پر کھڑا کر دیا۔

میری شہرت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ایڈوٹائیز میں میرا نام نہ ہو تو پروڈکٹ نہیں بکتی۔

مولوی سے۔ مجھے چڑ ہے کیونکہ ملّا لوگ میرے رنگ میں بھنگ ملانے کے لئے وعظ و نصیحت کا سہارا لیتے ہیں۔ میرے گروؤں نے بھی مجھے یہی سکھایا کہ ٹی وی ڈرامہ ہو یا سوشل میڈیا بسس مولوی کو دہشت گرد اور وحشی مخلوق ثابت کرو کیونکہ لوگ جب تک مولوی کی بات مانیں گے انسان رہیں گے اور یہ چیز میرے مقاصد کے خلاف ہے۔

انڈسٹری کی دنیا میں ہمیں سکھایا ہی یہی جاتا ہے کہ اِس پورے معاشرے کو درندوں کا معاشرہ بنادو۔ آج ہم نے ڈراموں کے ذریعے عورت کو مظلوم اور مرد کو ظالم دکھا کر خاندانی سسٹم کو تباہ کرنے میں اہم۔ کردار ادا کرتے ہیں۔ ترقی اور ماڈل ازم کے نام پر عزت دار خاندانوں کی بچیوں کو ٹک ٹاکر و فلم سٹار بنا کر انہیں رئیسوں وامیر زادوں کی داشتائیں بنانا ہمارا مقصد ہے۔

لوّ اسٹوری، پیار محبت کے نام پر عورتِ سے زیورِ تعلیم چھین کر اسے ڈیٹ مارنے والی بنا دینا ہماری اوّلین فریضہ۔ ڈراموں کے ذریعے اسلامی اقدار پر حملے ہمارا پروفیشن۔۔۔

سوچتی ہوں کہاں تو میں معصوم نازک سی جان، میری پیدائش کو رحمت، میری تربیت کو راہِ جنت بتایا گیا اور کہاں میری آج کی غلاظت۔۔۔۔۔ خدا مجھے سمجھنے کی توفیق دے۔

مہاجروں کی پٹائی۔

موبائل اسکرین پر مہاجروں کے پِٹنے، بے عزت ہونے کی ویڈیوز دیکھ کر میں بہت خوش ہو رہا تھا

۔ادا بشیر قریشی کے مرنے کے بعد شاید کل پہلی بار خوشی نصیب ہوئی۔سندھ پولیس مہاجروں کی بری طرح پٹائی لگائی رہی تھی، انہیں گھسیٹ رہی تھی۔

یہ مناظر دیکھ کر میں خوشی سے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔میرا تعلق ایک قوم پرست تنظیم سے ہے ۔مہاجروں سے تعصّب، نفرت، دشمنی رکھنا ہر قوم پرست کارکن کے لئے ضروری ہے۔ہم کامریڈ لوگ مہاجروں اور مذہبی جماعتوں سے سخت نفرت رکھتے ہیں۔ویسے عام حالات میں انسانیت سے محبت، نیاز، نِوَرْت کا بھاشن دینا ہمارا مشغلہ ہے۔

مہاجروں کے پٹنے کے مناظر دیکھ کر جب میں رات سونے لگا تو اچانک ایک بے چینی کی سی کیفیت طاری ہوئی۔ہر ممکن کوشش کی لیکن ایسے لگ رہا تھا جیسے آرام وسکون مجھ سے کوسوں دور چلے گئے ہیں ۔۔۔چارو ناچار نہ چاہتے ہوئے بھی خیال آیا کہ میں مسلمان ہوں۔اللہ کے آخری نبی کا کلمہ پڑھنے کی وجہ سے مسلمان ہوں۔اللہ نے اپنے آخری نبی پر پاک کلام اتارا جس میں کامیاب اور خوشی والی زندگی گزارنے کے اصول سکھائے گئے ہیں۔۔۔۔۔

سوچا قوم پرستی کی بھٹی میں جلتے سالوں ہو گئے ہیں کچھ حاصل نہیں ہوا۔ہاں مگر دل میں مسلمانوں کی نفرت، تعصّب، دشمنی ضرور داخل ہوئی جس نے برسوں نفرت کی بھٹی میں جھونک کر مجھے جلائے رکھا۔

آج تلاش تھی ایک ایسے سکون کی جو میری ساری نفرتیں ختم کر دے، میرے دل کو مسلمانوں کی دشمنی سے پاک کر دے ۔۔۔۔۔وضو کیا قرآنِ کریم کو کھولا جیسے ہی ورق پلٹا تو دسواں پارا اں سورۃ الانفال آیت نمبر 46 پر نظر پڑگئ "وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ"

اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمھاری بندی ہوا جاتی رہی گی۔۔۔۔۔

آیت اور آیت کا ترجمہ پڑھکر ایسا لگ رہا تھا جیسے آیت مجھ سے ہم کلام ہو رہا ہے۔۔۔آپس میں جھگڑو نہیں ۔۔۔۔۔۔میں تو نجی زندگی، اور سوشل میڈیا پر مہاجروں سے لڑنے بھڑنے کے مواقع تلاش کرتا ہوں۔۔۔۔۔"وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ" تمھاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی۔۔۔۔۔میں سوچ

رہا کہ قومپرستی کی نفرت آمیز شربت پلاکر ہمارے رہنما میں ہمیں کیسے لڑا رہے ہیں، کس طرح ہمیں استعمال کررہے ہیں۔کبھی سندھ کے حقوق کے نام پر، کبھی اجرک ٹوپی کے نام پر تو کبھی "دھاریا سندھ کھے کھائی ویا کے نام پر"۔۔۔۔

خود سے سوال کیا کہ سندھی اور مہاجر مسلمانوں کا آپس میں لڑنے ، نفرت ،تعصّب رکھنے پر کیسے بندھی ہوئی ہوا چلی گئی؟

تواِس کا جواب یوں ملا کہ لوگوں کے دلوں سے تمھاری ہیبت نکل جائے گی۔۔۔۔

سچ فرمایا قرآن نے ہماری ہیبت وہ نہیں رہی جو پہلے والے مسلمانوں کی تھی۔ہم سے غیر مسلم کیا ڈریں ہم تو قومپرستی میں اسلامی تعلیمات کو بھی اِس قدر بھول گئے ہیں کہ ناختنہ شدہ غیر مسلموں کو ادا روی کمار کہتے ہیں۔۔۔۔۔

قرآنِ کریم کی اِس آیت نے میری آنکھیں کھولیں میں نے توبہ کیا اور قومپرستی کا پٹہ اتار کر اسلامی تعلیمات کا پٹہ باندھ لیا۔۔۔۔

کرپشن (بدعنوانی) میں ترقی۔

عنوان: تبلیغِ دین سے وابستہ جماعتوں کی کارکردگی پر سوالیہ نشان۔

پاکستان بدعنوانی کے لحاظ سے ترقی پاکر 140 سے 124 ویں نمبر پہنچ چکا ہے۔بیرونی دنیا، غیر مسلم اقوام کے سامنے ہماری عملی زندگی کا کچھا چھٹا اگرچہ پہلے بھی کھل چکا تھا لیکن گرہیں مزید کھلتی جارہی ہیں۔۔

مسلمانانِ پاکستان کا بدعنوانی میں ترقی کی خبر پڑھ کر میں سوچ رہا تھا کہ پاکستان میں اِس وقت کئی ساری مذہبی جماعتیں اصلاحِ امّت کا کام کررہی ہیں۔ہر جماعت کے مذہبی رہنما کے متعلق اُن کے عقیدت منداِس خوش عقیدگی میں مبتلا ہیں کہ حضرت کی بابرکت صحبت نے لاکھوں، کروڑوں افراد کی تقدیر کو بدل دیا ہے۔

اگر لاکھوں، کروڑوں افراد کی زندگیاں بدل گئیں تو سوال یہ ہے کہ پھر پاکستان بدعنوانی میں ترقی یافتہ کیوں؟ پاکستان کی مارکیٹوں میں ذخیرہ اندوزی کیوں؟ پاکستان میں چھوٹی بچیوں کے ساتھ ریپ، قتل کے واقعات ترقی پر کیوں؟؟؟

پاکستان میں ہر پیر کا خلیفہ جلسے جلوسوں میں دعویٰ کرتا ہے سائیں نے کروڑوں لوگوں کی زندگیاں بدل دیں۔۔۔۔۔فرض کریں اگر دس پیروں نے کروڑوں انسانوں کو زندگیوں کو بدل دیا، اُنھیں صالح بنادیا تو حکمِ قرآن "وکتبنا فی الزبور انّ الارض یرثھا من عبادی الصّٰلحون "کی مطابق روئے زمین پر مسلمانوں کی حکومت ہونی چاہیئے جبکہ معروضی حالات میں پاکستان کے نیک لوگ کسی یونین کونسل کے ممبر بھی نہیں ہیں چہ جائیکہ کہ پورے زمین کے وارث ہوں

ماضی میں بھی تجدید دین کا کام ہوا ہے۔اُن مُجدّدین کی کارکردگی زمینی سطح پر ظاہر بھی ہوئ۔جن برائیوں کے خلاف اُنہوں نے عملی اقدامات کیئے اُن کا تدارک بھی ہوا۔۔۔موجودہ زمانہ میں بھی لوگ اپنے اپنے ممدوح جماعتوں کے متعلق کہتے ہیں کہ ہم تجدیدِ دین کا کام کررہے ہیں لیکن امّت کے حالات سدھارنے کی بجائے مزید بگڑ کیوں رہے ہیں یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے۔۔

امّت کے حالات کی درستی کے لئے چار چیزیں ضروری ہیں۔۔۔

نمبر1

صالح نصابِ تعلیم

نمبر2

مُصلِح کا راسخ العلم والعمل صحیح العقیدہ مسلمان ہونا۔

نمبر3

طریقہ تعلیم وتبلیغ

نمبر4

مُخَاطَبِیِّن کے دلوں کا اصلاح قبول کرنا۔۔۔

حالات چاہے جتنے بھی خراب ہوں لوگ اصلاح آج بھی قبول کرتے ہیں۔قرآنِ کریم کی آیت "وَذَکِّرْ فَاِنّ الذّکریٰ تنفع المؤمنین "سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے " کا حکم ہر دور کے مسلمانوں کو شامل ہے۔لہذا یہ کہنا غلط ہے کہ لوگ اصلاح قبول نہیں کر رہے۔۔۔

رہی بات نصابِ تعلیم کی۔۔۔۔تو مسلمانوں کی اصلاح، ترقی، کامیابی کے لئے نصابِ تعلیم قرآنِ کریم ہے۔نصابِ تعلیم بھی اعلیٰ۔۔۔۔

تین چیزیں ایسی ہیں جسکی وجہ سے موجودہ زمانہ میں مسلمان تنزلی کا شکار ہیں۔۔۔۔

نمبر1

نصابِ تعلیم و تبلیغ۔

موجودہ زمانہ میں اصلاحی مذہبی جماعتیں قرآنِ کریم کو نصابِ تعلیم و تبلیغ میں ثانوی درجہ کی حیثیت دے چکے ہیں۔جبکہ جماعتی کتابیں اُن کے نزدیک اوّل درجہ کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔۔۔۔

نمبر2

طریقہ تعلیم و تبلیغ۔۔۔۔۔۔مسلمان کے لئے فائدہ مند طریقہ تعلیم و تبلیغ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تعلیم و تبلیغ ہے۔ارشادِ الٰہی ہے "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں تمھارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک طریقہ کے مطابق جس معاشرے میں جس قسم کی برائ عروج پر ہواُسے ٹارگٹ بنا کر اُس کی خرابیاں بیان کرنا اور افرادِ معاشرے کے دل میں اُس برائ کی محبت ختم کرانے کے لئے نبوی طریقے آزمانہ۔۔۔۔قرآن کریم میں کفار مکہ، یہود نصاریٰ اور منافقین کو دعوتِ حق دینے میں یہی طریقہ برتا گیا ہے۔

موجودہ زمانہ میں مذہبی جماعتوں کے اندر روشن خیال طبقہ کے لوگ اِس حد تک آگے بڑھ چکیں

ہیں کہ اب قدامت پسند کارکنوں کا اُن جماعتوں میں رہنا بھی مشکل بن گیا ہے۔ بات بات پر مغربی اصولِ ترقی کی گردان روشن خیال اسلامی اسکالرز کی وردِ زبان بن چکی ہے۔ (عالم دین کہلوانے کی بجائے یہ طبقہ خود کو اسلامی اسکالر لکھنے، بولنے میں فخر محسوس کرتا ہے)

تعلیم و تبلیغ دین میں نبوی طریقہ تعلیم و تبلیغ متروک ہوتی جارہی ہے۔ گاندھی جی کے اصولوں (اچھا سوچئے، اچھا بولئے، اچھا دیکھئے، صرف ترغیب دیجئے) کی پرچار بڑھتی جارہی ہے۔

نمبر2

مُصْلِح کا راسخ العلم والعمل صحیح العقیدہ مسلمان ہونا۔۔۔۔۔۔

اِس پر گفتگو کی حاجت نہیں ہے۔ اقبال نے کہا تھا "زاغوں کے تَصرّف میں ہے عقابوں کا نشیمن" اِلّا ماشآء اللہ

صاحب برا نہ مانیں تو کچھ کڑوی معروضات آپ کی بارگاہ میں عرض کروں۔

صاحب !عوامی فنڈ سے مسلمانوں کی تعلیم و تبلیغ کا سلسلہ چل رہا ہے۔ اور عوامی فنڈ مالِ وقف ہے ۔ وقف میں ناجائز تَصرُّف کرنا یتیم کے مال میں ناجائز تَصرّف کرنے سے بھی بڑھ کر اشد کبیرہ گناہ و حرام ہے۔

ذرا سوچئے! کہیں آپ نے اصل اسلامی نبوی طریقہ تعلیم و تبلیغ جدّت پسندی کے سیلاب میں بہا تو نہیں دیا؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ مغربی موٹیویشنل اسپیکروں کی باتوں کو حرزِ جان بنا کر آپ نے اپنے کارکنوں کو سرمایہ کے پیچھے لگا دیا جسکی بنا پر اخلاص، لِلّٰہیت، جذبہ خدمت دین اپنا بوریا بستر گول چکے ہوں؟

کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ آپ کے آس پاس تنخواہ دار فکری بونوں کی جمگھٹا ہے جنہیں صرف اپنی سیٹ کی فکر ہے؟

ٹنڈو اللہ یار سندھ

مفتی صاحب، پیر صاحب، رئیس المصنفین صاحب، کشف وکرامات والے صاحب، نگاہِ ولایت سے لوگوں کی تقدیریں بدلنے والے صاحب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اگر آپ تمام صاحبان زندہ ہیں تو کچھ عرض کروں؟

ٹنڈو اللہ یار سندھ میں لسانی بنیادوں پر فسادات ،قتل وغارت گری شروع ہوچکی ہے ۔دو مُتَعَصّب فسادی گروپ لسانیت کی بنیاد فتنہ وفساد کو بڑھاوا دینا چاہ رہے ہیں ۔دونوں طرف سے دھمکیوں ،پریس کانفرنسز کا سلسلہ جاری ہے ۔بات ٹیوٹر ٹرینڈ تک بھی پہنچ چکی ہے ۔دونوں طرف سے ایک ایک بندہ قتل ہوچکا ہے ۔املاک جلائی جاچکیں ہیں ۔۔۔۔ مانا کہ آپ لوگ بہت مصروف ہوں گے لیکن اپنی مصروفیت میں سے کچھ وقت نکال کر حاملِ شرع ہونے کا حق ادا کیجئے انتظامیہ کو خبردار کیجئے تاکہ فساد کا سدّباب ہوسکے۔

مُتَعَصّب سیاسی شعبدہ بازوں، نفرتوں کے سوداگر قومی لیڈروں کی بھڑکائی ہوئی آگ میں عام عوام جل رہی ہے ۔لوگوں کی جان ومال کا، نقصان ہورہا ہے کچھ کیجئے صاحب۔۔۔۔۔۔۔اللہ پاک قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے "مَن قتل نفسا بغیر نفسٍ اَوْ فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا "جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے یا زمین میں فساد کیئے گویا اُس نے تمام لوگوں کو قتل کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اگر روئے زمین کے تمام لوگ کسی کے قتلِ ناحق میں شریک ہوئے تو اللہ پاک اُن سب کو اوندھے جہنم میں پھینکے گا۔ترمذی۔

امت کی وحدت کا پارہ پارہ کرنے، مسلمانوں کے درمیان فساد برپا کرنے والے انسان نما جانوروں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جو کوئی بھی ہوں اُن کو قتل کردو "من اراد ان یفرق امر ھذہ الامۃ وھی جمیع فاضربوہ کائنا من کان "رواہ مسلم

قتل وغارت گری ،مسلمانوں کی جان ومال عزت وآبروؤں کو لٹتا دیکھ کر آپ حضرات کا چپ رہنا مجھ

جیسوں کے لئے انتہائی تشویش کا باعث ہے۔

آپ حضرات نائبانِ انبیاء کہلاتے ہیں ،غزوہ مریسیع کے وقت منافقین کی شرارت سے مہاجرین وانصار کا آپس میں مد مقابل ہونے کے لئے آمنے سامنے ہوجانا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آگے بڑھکر حالات کو کنٹرول میں لینا، اُن کے درمیان صلح کرانا۔۔۔کیا یہ سب واقعات پڑھتے وقت آپ لوگوں کے حاشیہ خیال میں نہیں آتا کہ مسلم قوم مہاجر، سندھی، پٹھان، بلوچ قومیت کی بنیاد پر ایک دوسرے کے گلے کاٹ رہے ہیں اِن کے درمیان صلح صفائی کرائی جائے ،اِنہیں آپس میں ملایا جائے ؟

آخری بات

"من رای منکم منکرا فلیغیر بیدہ، فان لم یستطع فبلسانه،فان لم یستطع فبقلبه وذٰالك اضعف الایمان"

تمام آئمہ اھل سنت کا مشترکہ قول ہے علمائے دین برائیوں کے خلاف لسانی وقلمی جہاد کریں۔۔چپ رہ کر تماشہ نہ دیکھیں۔۔۔۔۔۔

لٹیرے بزرگ

بلوچستان اور سندھ کے دیہی علاقوں میں بعض بزرگ شخصیات لٹیرے بھی ہیں۔زیرِ نظر پراڈو تصویر ایک ایسے ہی لٹیرے بزرگ کے گاڑی کی ہے جو آجکل ڈسٹرکٹ نصیر آباد، جعفر آباد، اور صحبت پور کے دورے پر ہے۔عموماً اِن لٹیرے بزرگوں کا رُخ متوسط اور غریب گھرانوں کی طرف ہوتا ہے۔ جہاں گئے بَھتّ خوروں کی پوری ٹبر ان کے ساتھ۔۔۔۔رات کی مہمانی، چار ٹائم چائے، صبح کا ناشتہ اور نذرانہ کی رقم الگ سے۔۔۔۔اِن لٹیرے بزرگوں کا تعلق اکثر لاڑکانہ، شکارپور، سکھر، جیکب آباد، سبی، اوستہ محمد وغیرہ سے ہوتا ہے۔

رات کے مہمانی میں اِن حضرات کو دیسی مرغی چاہیئے ہوتا ہے۔فرمائش کرتے ہیں کہ جوان دیسی

مرغی جسکی عمر انڈے دینے کے قریب ہو وہ پکائی جائے۔۔۔۔۔اگر میزبان کے گھر اس قسم کی مرغی نہ ہو تو 1000 یا 1200 دے کر اڑوس پڑوس سے مرغی خرید کر پکانا لازم ورنہ لٹیرے بزرگوں کی مغلظات سننے کے لئے تیار رہئے۔۔۔۔نذرانہ کی رقم بھی فرمائشی کم از کم 10000 یا بکرا یا پھر گائے کا بچھڑا جسکی عمر کم از کم تین سال۔۔۔۔۔زیادہ سے زیادہ 50000 یا مکمل ایک بیل۔۔۔۔۔۔۔

اگر نذرانے کے پیسے آپ کے جیب میں نہیں ہیں تو بنیے سے بیاج پر قرضہ بے شک لے لیجئے مگر سائیں کو مت ٹالئے ورنہ بددعائیں لگیں گی۔۔۔۔

عورتوں کے لئے لٹیرے بزرگوں کی محفل الگ سے سجتی ہے۔دعائیں، تعویذ، دھاگے ہر قسم کی بلا ومرض کے لئے بزرگوں کے پاس دستیاب ہوتی ہیں۔جس مُریدنی کو دیکھتے ہیں کہ تھوڑی گوری چٹی، فربہ بدن، سڈول جسم ہے اُس کے لئے خصوصی تعویذ آستانے پر۔۔۔۔۔۔یعنی لٹیرے بزرگ کا دورہ مکمل ہوجانے کے بعد اِس مریدنی کا بزرگ کے گھر آنا لازم۔۔۔۔۔

پیارے بلوچی اور سندھی بھائیو! ایسے لوگ بزرگ ہرگز نہیں ہیں بلکہ لٹیرے ہیں۔دنیا اِنہیں ولی کہے، یا سید، غوث کہے یا قطب لیکن شریعت کی نظر میں ایسے لوگ نیک انسان بھی نہیں چہ جائیکہ بزرگ ۔۔۔۔۔۔

اَحۡسَنُ الۡوِعاء لِآدابِ الدّعاء کے اندر علامہ مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے لوگوں کو ڈاکو کہا ہے۔

علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "آجکل ایک عام بلا یہ پھیلی ہوئی ہے کہ اچھے خاصے تندرست چاہیں تو کما کر اَوْرُوں کو کھلائیں، مگر اُنہوں نے اپنے وجود کو بیکار کر رکھا ہے، کون محنت کرے، مصیبت جھیلے، بے مشقت جو مل جائے تو تکلیف کیوں برداشت کرے۔ناجائز طور پر سوال کرتے ہیں اور بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے ہیں۔

یہ بزرگ اتنے گندے اور گھٹیا ہوتے ہیں جب تک اِنہیں کچھ دو نہیں پیچھا نہیں چھوڑتے تو سُنئے

مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "اگر حاجت پڑجائے تو مبالغہ ہرگز نہ کرے کہ بے لئے پیچھا نہ چھوڑے کہ اِس کی بھی سخت ممانعت آئی ہے۔

فکر رضا ہرگز نہیں

مِلّۃالاسلامیہ اور اھل السنۃ کے مابین تساوی کی نسبت ہرگز نہیں ہے۔جس نے ایسا کہا ہے یہ اُن کا تفرد ہونے کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت کچھ ہے،فکر رضا ہرگز نہیں ہے ۔۔۔آئمہ اھل سنت کے نزدیک دیگر کلمہ گو فرقے سنیت سے خارج ضرور ہیں لیکن ملت سے خارج نہیں ہیں تاوقتیکہ ضروریات میں سے کسی ضرورتِ دینی کا انکار نہ کریں۔

اعلیٰ حضرت، امام اھل سنت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلی نوّراللہ مرقدہ ارشاد فرماتے ہیں "عند التحقیق آدمی کو اسلام سے خارج نہیں کرتا مگر انکار اُس کا جسکی تصدیق نے اُسے دائرہ اسلام میں داخل کیا تھا اور وہ نہیں مگر ضروریات دین،کما حقّقہ العلمآء المُحقّقون من الائمۃ المتکلمین۔

(فتاوٰی رضویہ جلد 5 ص 101.)

سندھ و بلوچستان کے دیہی علاقوں پر مافیاز کی مہربانیاں۔

مری میں بسنے والے ہوٹل اور دیگر مافیاز کے خلاف بہت سارے لوگوں بالخصوص بڑے نامور علمائے دین و مفتیان اسلام نے بھی حق کی صدا بلند کی ،خوش آئند بات ہے ۔۔۔انسان صرف بڑے شہروں میں نہیں چھوٹے علاقوں میں بھی بستے ہیں۔جس طرح بڑے شہروں میں مافیاز لوگوں کی معاش و معیشت چھیننے کے درپے ہیں اِسی طرح پاکستان کے دیہی علاقوں کے مافیاز بھی لوگ کا نان شبینہ چھیننے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔۔۔اِس بار یوریا کھاد جسکی اصل قیمت 1750 روپے فی بوری تھی لیکن لینڈ مافیا نے مارکیٹ میں یوریا کھاد غائب کرواکر بلیک میں 3000 روپے فی بوری لینے کی مانگ کی

۔کسان کی پریشان کا مداوا انتظامیہ بھی نا کر سکی ۔۔۔۔سب جانتے ہیں کہ پاکستان کی 60٪ فیصد آبادی دیہی علاقوں میں بستی ہے جن کا گزر بسر کھیتی باڑی سے وابستہ ہے۔۔۔۔دھان (چاول) کے ریٹ اِس بار 1400 روپے مقرر کئے گئے حالانکہ کسان پورے چھ مہینے دھان کی کھیتی پر محنت کرتا ہے۔ ٹریکر کھاد، بیج، کیڑے مار ادویات الغرض کل خرچہ ملائیں تو ہر 10 ایکڑ پر دو سے ڈھائی لاکھ تک خالی خرچہ ہوجاتا ہے پھر کئ جگہ زمین کسی اور کی ہوتی ہے وہ کل خرچ کا 80 سے 90٪ فیصد کسان سے وصول کرتا ہے۔۔۔۔۔

کسان کی معیشت برباد کرنے والے مافیاز سے متعلق بھی اپنا شرعی فریضہ ادا کرکے غریب کسانوں کی دعائیں لیں ۔۔۔۔مقامی علمائے کرام سے یہ بھی گزارش ہے کہ مزارعت کے شرعی مسائل جو آپ مدارس میں پڑھتے پڑھاتے ہیں کسان اور زمینداروں کو بھی اِن مسائل سے آگاہ کریں تاکہ ہر دو فریق گناہ و تعدی سے باز رہ کر ملک کے ذرعی شعبہ کی ترقی میں اپنا کردار ادا کریں۔۔۔۔

✍️ ابوحاتم

فکرِ اسلامی کی روشنی میں ارتقاء کا مفہوم۔

نوٹ!

کالم کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو کلمہ گو ہیں، باری تعالٰی کے وجود پر یقین رکھتے ہیں اور قرآنِ کریم کے الھامی کتاب اور مُنَزّل مِنَ اللّٰہِ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔

مولانا صاحب اور کوٹ ٹائی لگانے والے بابو صاحب کے مابین پائے جانے والے لاینحل مسائل میں سے ایک مسئلہ نظریہ ارتقاء بھی ہے۔

ارتقاء کے لغوی، اصطلاحی تعریف، دلائل و بحث میں پڑکر بات کو طول دینے کی بجائے ہماری کوشش ہوگی کہ مختصر الفاظ میں دونوں فریقین کو سمجھا کر بات نپٹالیں۔۔

اسلام افراط وتفریط سے پاک دین ہے۔کلمہ گو مسلمان اہلِ علم پرلازم ہے کہ کسی بھی نئے نظریہ کو پلک جھپکنے میں قبول یارد کرنے سے پہلے ایک نظر اُس نئے نظریے کو فکری اسلامی کی اصل ماخذ، قرآن وسنت پر پیش کرے اگر اُس نظریہ کو فکر اسلامی کی مطابق پائے تو قبول کرے، بصورتِ دیگر دونوں نظریات کا تقابلی جائزہ لے کر غور کرے کہ کیا نئے نظریہ اور فکری اسلامی میں تطبیق کی کوئی صورت ممکن ہے یانہیں۔اگر تطبیق کی کوئی صورت ممکن نہ ہوتو فکر اسلامی پر چٹان سے بھی زیادہ مضبوطی کے ساتھ قائم رہے،نئے نظریہ کورد کردے۔۔۔۔۔

دلیل۔۔۔۔اذا جاءکم فاسق بنبأ فتبیّنوا۔۔۔۔۔

ارتقاء کالغوی معنی فکری اسلامی کے مطابق ضرور ہے لیکن چارلس ڈارون کا انسان کے متعلق پیش کردہ نظریہ ارتقاء ہرگز فکرِاسلامی کے مطابق نہیں ہے۔چارلس ڈارون کے مطابق انسان پہلے بندر تھا جبکہ قرآنِ کریم میں خالقِ کائنات اللہ جلّ مجدہ ارشاد فرماتا ہے "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنسان فی احسن تقویم" انسان کوسب سے اچھی صورت میں پیدا کیا۔

لہذاڈارون کانظریہ ردی کی ٹوکری میں ڈالے جانے کے قابل ہے۔۔۔

ارتقاء کالغوی معنی تدریجاًمنتھائے کمال کوپہنچنا،نشوونماپانا،روزافزوں ترقی کرنا یہ معنی اِس لحاظ سے فکر اسلامی کے مطابق ہے کہ انسان کی عقل بتدریج نشوونما پاکردرجہ کمال تک پہنچتی ہے۔

فکراسلامی کے مطابق ابتداًانسان کی دوقسمیں ہیں۔

خاص انسان۔

عام انسان۔

خاص انسانوں سے مراد انبیائے کرام علیھم السلام ہیں اِن کے متعلق فکر اسلامی یہ ہے کہ یہ حضرات ابتداًہی مدارج کمالات پر فائز ہوتے ہیں اِن کی عقل کامل ومکمل ہوتی ہے۔

عام انسانوں میں دیگر لوگ شامل ہے ان کے متعلق یہ اسلامی نظریہ یہ ہے کہ اللہ پاک اِنہیں درجہ بدرجہ

کمال فرماتا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کی تشریح کرتے ہوئے جمیع مفکرین اسلام بھی یہی کہتے ہیں کہ اللہ پاک نے انسان کو تدریجاً درجہ کمال تک پہنچایا جب ہر اعتبار سے عقلِ انسانی کامل ہوا تو آخر میں اپنے کامل و اکمل نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

اس کے علاوہ غیر منصوصی مسائل شرعیہ میں اجتہاد کرنا بھی ارتقاء(بمعنی بتدریج عقل انسانی کا نشوونما پاکر درجہ کمال تک پہنچنا) کی دلیل ہے۔

مفتی اعظم پاکستان جناب مفتی منیب الرحمٰن صاحب زید مجدُہ

عنوان: صلح کلی کی حقیقی تعریف

آجکل کراچی کا مذہبی ماحول کافی گرم ہے۔ماحول کو گرم رکھنے میں یہ کرم نوازی پاکستان کے صوبہ پنجاب کی طرف سے ہورہی ہے۔اہلیانِ پنجاب بالخصوص لاہور، پنڈی،فیصل آباد والوں کو خدا اسلامت رکھے جنکی بدولت مذہبی اور سیاسی سطح پر کرم نوازیاں دیگر صوبوں کے شہروں پر وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہیں

حالیہ دنوں کرم نوازیوں کی برسات مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمان صاحب کی ذاتِ عالی پر برس رہی ہے۔سوشل میڈیا پر ایک پورا غول مفتی صاحب کے عزت کے درپے ہے۔الغرض ایک ہنگامہ برپا ہے اور ہنگامہ آرائی کرنے والے لوگ خود کو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلی رحمۃ اللہ کا فکری وارث بتارہے ہیں خود کو ٹناٹن سنی کہہ ہیں۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے مطابق اگر سُنّی صحیح العقیدہ عالم دین جس کی تحریر و تقریر سے لوگوں کو دینی اعتبار سے نفع پہنچ رہا ہو،اُس سے بتقضائے بشریت کوئی لغزشِ فاحش سرزد ہوجائے اور وہ غلطی کفر بھی نہ ہو، نہ اُس کے سبب ضروریاتِ مذھب اہل سنت میں سے کسی

ضرورت کا خلاف لازم آرہا ہو تو ایسی صورت میں شرع کہتی ہے غلطی کو مخفی رکھنا واجب ہے۔ لغزشِ فاحش کو بنیاد بنا کر اُس عالم دین کی عزت خراب کرنا اشاعتِ فاحشہ ہے اور اشاعتِ فاحشہ بنصِ قطعی حرام ہے۔

اگر غلطی ایسی ہو جس سے دین کے کسی حکم کا بدل جانا لازم آتا ہو تو دیگر علماء حق پر لازم ہے کہ اُس عالم دین کو احسن انداز میں سمجھائیں، حکمتِ عملی سے اُس پر نکیر کریں۔ جب احسن صورتوں میں سے کسی صورت اصلاح ممکن نظر نہ آئے تو عوام میں اُس کی بدمذھبی یا کفر واضح کریں تاکہ لوگوں کا ایمان اُس کے شر سے محفوظ رہے۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سمجھانے کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی غلطی کی نشاندہی یوں فرماتے "مابالُ اقوامٍ یفعلون کذاوکذا" لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اِس اِس طرح کرتے ہیں ہنگامہ آرائی کرنے والوں سے گزارش ہے کہ پہلے غلطی کی نشاندہی کریں کہ مفتی صاحب سے کس قسم کی غلطی سرزد ہوئی ہے۔

ہمارے زمانے میں صلح کلی کی اصل تعریف پر توجہ کم ہے۔ صلح کلی کی من پسند تعریف کی تشہیر عام ہے۔

حق و باطل کا فرق مٹا کر اِلْتِبَاسُ الْحق بِالْبَاطِل کا مُرتکِب ہو کر صلحِ کل بن جانا یقیناً مردود عمل ہے۔

جس شخص سے ہماری نہیں بنتی وہ اگر صُلحِ کل بن جائے تو ہماری غیرتِ ایمانی جاگ جاتی ہے، حسام الحرمین شریف اور تمھید الایمان شریف کے مندرجات ہمیں نظر آجاتے ہیں۔

ناپسند شخصیات کا صلح کل بن جانے پر "مَنْ شكّ فی کفرہ وعذابہ فقد کفر" کی عبارت ہماری وردِ زبان بن جاتی ہے۔

اگر ممدوح شخصیات میں سے کسی سے غلطی سرزد ہو جائے جس سے صلح کل بن جانا لازم آتا ہو اور وہ ممدوح شخصیت اُس غلطی پر قائم بھی رہے تو اُس وقت ہماری زبانیں گونگی ہو جاتی ہیں، ہم چشم پوشی سے کام لیتے ہیں یعنی ممدوح شخصیات سے غلطی سرزد ہونے اور پھر اُس غلطی پر قائم رہنے پر ہم لوگ

شریعت کا حکم ظاہر نہیں کرتے۔۔۔

حق وباطل کا فرق مٹا کر طواغیتِ اربعہ اور اُن کے متبعین کی غلطیوں سے چشم پوشی کرنا، اُن سے محبت بھرے تعلقات رکھنا بھی صلح کلی ہے ایسے ہی سیاسی شخصیات جو بتوں کی تعظیم کرتے ہیں، ہولی دیوالی کے دنوں بتوں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں، سِکھوں کے گوردواروں میں اُن کے مذہبی تہوار سیلیبریٹ کرتے ہیں اِن کی غلطیوں سے چشمِ پوشی کرنا، اِن سے محبت بھرے تعلقات رکھنا، اِن کو سرسرُ کہنا بھی تو صلح کلی ہے۔

حسام الحرمین اور تمھید الایمان شریف کے دروس کا خلاصہ یہی ہے کہ ہر وہ شخص جو التزام کفر کرے، مرتد ہو جائے اُس سے تعلق رکھنا حرام حرام اشد حرام اور منافیٔ ایمان ہے وہ چاہے طواغیتِ اربعہ اور اُن کے ہمنوا ہوں یا پھر کوئی سیاسی یا مذہبی شخصیت۔۔۔۔

اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارناالباطل باطلا وارزقنا اجتنابه۔

(مرادی معنی) سکولی ماہرین کے مشورے۔

فقہ کے ادق ترین بحث استحسان کے بارے میں پڑھ کر دماغ تھک چکا تھا۔ سوچا موضوع بدلوں، دماغ بھی فریش ہو جائے۔۔۔۔ گھر کی لائبریری سے دو کتابیں لیں پہلی "برطانوی مظالم کی کہانیاں" دوسری" دینی مدارس اور عھد حاضر کے تقاضے "۔۔۔ قبل اِس کے مطالعہ شروع کرتا ایک نظر موبائل آن کر کے دیکھا تو اُستادِ محترم مولانا غلام مجتبیٰ مدنی دامت برکاتہم العالیہ کے سوشل میڈیا فیسبک وال سے یہ خبر پڑھنے کو ملی "پاکستان میں کرپٹو کرنسی کا کھیل ختم۔

پاکستانیوں کے 20ارب روپے ڈوب گئے۔ 11 ایپس اچانک بند ہو گئی۔

شرعی رہنمائوں نے ابتدا ہی سے منع کیا تھا یہ ناجائز اور غیر قانونی ہے "۔۔۔۔۔۔۔۔

آئیےاِسی مناسبت سے اب آپ کو سیر کراتے ہیں غیر منقسم ہند پر قابض انگریزوں کے زمانہ کی۔
انگریزوں کی کرنسی کی طرح اُن کی جمہوریت کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔شاطر دماغ انگریزوں کی ہمیشہ سے کوشش رہی ہے کہ مسلمان ہمیشہ نقصان میں رہیں چنانچہ برطانوی دور کے تبصر نگار سر ولیم ہنٹر اپنی کتاب
" The Indian Musalmans:Truben and company "
میں مسلمانوں کی علمی، سیاسی، وعسکری برتری، فکری پختگی کا اعتراف کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ اپنے دورِ حکومت کے 75 سال ہم نے مسلم نظامِ تعلیم سے فارغ التحصیل افراد کو انتظامی معاملات چلانے کی غرض سے استعمال کیا۔وہ ہماری مجموعی فکر کے موافق تو نہیں تھے مگر پھر بھی ہم نے اُن کو استعمال کیا صرف انتظامی معاملات چلانے کے لئے۔کیونکہ ہمیں ہندستان میں مستقل فکری تبدیلی لانا تھی،اِسی وجہ سے ہم نے اپنے طور پر ایسی منصوبہ بندی کی کہ جس کے تحت جب ہم ایک نسل تیار کرلیں گے تو لازمی طور پر مسلم نظام تعلیم سے چھٹکارہ حاصل کریں گے ۔برّصغیر میں ایک ایسی فضا قائم کردیں گے جس سے اِن مدارس سے فارغ التحصیل مسلمان نوجوان اپنے لئے معاشی و معاشرتی ترقی کا ہر دروازہ بند پائیں گے۔
دین مدارس اور عھدِ حاضر کے تقاضے صفحہ نمبر 8۔
واضح رہے کہ انگریزوں کی آمد سے پہلے مسلمانوں کے ہاں دینی و دنیاوی تعلیم کی تقسیم کاری نہیں تھی ۔مسلمان ہر قسم کے علوم وفنون کی تعلیم مدرسہ کے مولوی صاحب سے ہی پاتے تھے ۔۔۔۔اقلیمِ منطق کے شہنشاہ علامہ فضل الحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے علامہ عبدالحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "زبدۃ الحکمت "میری لائیبریری کی زینت ہے۔کتاب مختصر ہے لیکن کتاب کے مشمولات پڑھ کر بندہ خوش ہوجائے۔مذکورہ کتاب تین فنون پر مشتمل ہے۔منطق۔طبعیات۔الٰہیات(خدائے پاک کی ذات وصفات کا علم)۔۔۔۔پھر طبیعات کی بحث میں فلکیات، ارضیات، اور عناصر کی بحث بھی شامل ہے۔۔۔عناصر کی بحث میں حضرت نے لکھا ہے کہ زلزلہ کیسے پیدا ہوتا ہے، شہاب ثاقب کیا ہے، گرم ہوا اور سرد ہوا کیوں چلتی ہے وغیرہ۔۔۔۔۔۔۔

واضح رہے کہ حضرت کے زمانہ میں معقولات کے ابتدائی درجہ کے طالبعلم کو یہ کتاب پڑھائی جاتی تھی۔۔۔۔

مدارس کے منتظمین نصاب میں عجیب وغریب تبدیلیاں لانے کی بجائے اگر اپنے اکابرین کو فالو کریں، علم ریاضی، کمپیوٹر، اور لینگوئج تک ہی نصاب میں ترمیم قبول کریں مزید وحشتناک تبدیلیاں لانے سے بچیں تو مفید ہے۔۔۔۔۔ بصورتِ دیگر (میرے منہ میں خاک) جدید سکولی ماہرین کے مشورے اہلِ مدارس کو ایسے لے ڈوبیں گے جیسے کرپٹو پاکستانیوں کے پیسے لے ڈوبی۔۔۔۔

ڈِکٹیٹر شِپ

ملکی یا ادارتی سسٹم چلانے کے لئے دنیا میں تین قسم کے نظام ہیں۔

نمبر 1

ڈِکٹیٹر شِپ۔

نمبر 2

مشاورت (شورائی سسٹم)

نمبر 3

جمہوریت۔

ادارتی، حکومتی یا خاندانی معاملات کو بہتر انداز میں چلانے کے لئے اسلام نے اپنے ماننے والوں کو مُشَاورتْ کا حکم ارشاد فرمایا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" اور معاملات میں اُن سے باہم مشورہ کرو۔

جمہوریت میں ہر ایک شخص کو رائے دینے کا اختیار حاصل ہے پھر چاہے وہ عقل سے پیدل ہی کیوں نہ ہو ڈکٹیٹر شپ میں کسی کو بھی رائے دینے کا اختیار حاصل نہیں ہے بس صاحب جی نے جو قانون پاس کیا بلا

چوں وچرا مان لینا ہے۔

اسلام افراط وتفریط سے پاک دین ہے۔ جمھوریت، مُشاورت (شورائیت)، اور ڈکٹیٹر شپ تینوں سسٹمز میں سے صرف شورائیت ہی وہ سسٹم ہے جو افراط وتفریط سے پاک ہے۔

شورائی سسٹم میں اہل رائے (بصیرت والے صاحبانِ علم) کو کسی بھی قانون کے متعلق رائے دینے کا اختیار ہوتا ہے اور پاس شدہ قانون کے متعلق بحث وتمحیص کا بھی اُنہیں حق حاصل ہوتا ہے۔ دورِ حاضر میں ملکی معاملات جمھوری نظام کے ماتحت ہیں۔ پرائیویٹ اداروں میں کون سا نظام نافذ ہے۔ اِس مثال سے سمجھیں لیکن ضروری نہیں کہ ہر ہر پرائیویٹ ادارہ اِس مثال کا مُمَثّلُ لہ ہو۔

مسجد کمیٹی ممبران نے فیصلہ کیا کہ آج سے امام صاحب کو Prayer اور مؤذن صاحب کو لاؤڈر کہا جائے اِس لئے کہ انگلش کا ماحول ہے۔ لوگ انگلش سے متاثر ہیں۔ جب ہم امام صاحب کی بجائے Prayer اور مؤذن صاحب کہنے کی بجائے لاؤڈر کہیں گے تو Elite Class کے لوگ بھی قریب آئیں گے اور اپنے بچوں کو Prayer (نماز پڑھانے والا امام مسجد) بنائیں گے۔

بندہ پوچھے اتنی حیرت انگیز وحشتناک، کرافت فِیْ السمع تبدیلی لانے سے پہلے کم از کم امام صاحب اور مؤذن صاحب کو بھی اعتماد میں لے لیتے وہ دونوں بھی صاحبِ علم ہیں۔ مطالعہ کا خوگر ہیں، تاریخ بھی جانتے ہیں۔ لوگوں کے مزاج اور حالات حاضر سے بھی واقف ہیں۔

Eliteclass

قریب آئیں گے یا نہیں یہ بعد کی بات ہے البتہ مڈل کلاس اِس قانون سے ضرور متاثر ہوں گے، وحشت کھائیں گے۔

حیرت در حیرت یہ کہ قانون تو پاس کر لیا لیکن طُرْفَہ یہ کہ مؤذن صاحب اور امام صاحب کی طرف بھی فرمان جاری کر دیا کہ اب سے بس یہی قانون ہے۔

اگر وہ چاہتے تو میلاد یوں بھی منا سکتے تھے

اُن کے ہاں ہر قسم کی برائی عام تھی۔

وہ مکمل طور پر آئی، ایم، ایف جیسے سودی ادارے کے غلام بن چکے تھے۔

ایک زرعی ملک میں رہتے ہوئے بھی وہ اشیائے خورد و نوش مہنگے داموں خریدنے پر مجبور تھے۔

اُن کے سیاستدان ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے بہتان بازی، الزام تراشی، اور ہر قسم کی گھٹیا حرکات اپنانے سے گریز نہیں کرتے تھے۔۔

اُن کی عدالتیں بانجھ اور میڈیا طوائفوں کا کوٹھا بن چکا تھا۔

ٹک ٹاک جیسی ایپلی کیشنز اُن کی خاندانی سسٹم کو بہت بری طرح سے تباہ کرنے کے درپے تھے۔

اُن کے ملک میں سیکورٹی اداروں کے ناک کے نیچے شراب، جوا اور دیگر برائیوں کے اڈے قائم تھے۔

اُن کے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ تھا لیکن وہاں پر قحبہ خانے بھی سرِ بازار قائم تھے۔

اُن کے ملک کے باشندے جب بیرون ملک سفر کرتے تو اُن کی سخت چیکنگ کی جاتی تھی یہاں تک کہ اُن کے ملک کے بعض باشندوں کی ٹوئی تک بھی چیک کی جاتی تھی لیکن وہ پھر بھی یورپ کے گُن گاتے تھے

اُن کے ملک کے تعلیمی ادارے ملحدوں، لبرلوں کا گڑھ بنتے جارہے تھے۔

ناقص نظامِ حکومت کی وجہ سے اُن کے وطن کی دوشیزائیں پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے جسم بیچنے کو تیار ہوجاتیں تھی۔

اُن کے ملکی ڈرامے بے حیائی اور گھٹیا پن کی انتہاء کو پہنچ چکے تھے۔۔

اُن کے ملکی کے مذہبی نمائندے اگر چاہتے تو گھر، گلیاں، مسجد، مزار سجانے، چراغاں کرنے، آمد مصطفٰی مرحبا مرحبا کے نعرے لگانے کے ساتھ ساتھ یوں بھی میلاد منا سکتے تھے کہ حکمت اور اچھی نصیحت سے حاکمِ وقت اور اداروں کو امر بالمعروف و نھی عن المنکر کرتے۔

اسلام کی سربلندی کے لئے عملی طور پر میدان عمل میں پیش پیش ہوتے۔۔۔۔۔

اُن کے مذھبی رہنما علمائے بنی اسرائیل کی طرح برائی کے اسباب کا خاتمہ کرانے، حکامِ وقت کو متنبہ کرنے کی بجائے صرف عوام کو کہتے تھے ہائے ہم بے نمازی ہو گئے، ہائے ہم یہ ہو گئے، ہائے ہمیں کیا ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔۔

اُن کے ملک کے مذھبی رہنما عوام کے بے نمازی ہونے پر کڑھتے تھے اور اِس کڑھن کا اظہار بھی کرتے تھے لیکن ملک کے سیاستدانوں کے نشئی ہو جانے، وزیر وزراء کا 20، 20 عورتوں کی چوتڑیں چاٹنے، بے دینی کو پرموٹ کرنے پر کبھی کڑھن کا اظہار نہیں کرتے تھے۔

اُن کی بعض مذھبی رہنماؤں کی عقلیں اِس قدر ماؤف ہو گئیں تھیں کے ایک بگڑے ہوئے بڈھے نشئی حکمران سے امید لگا بیٹھے تھے کہ یہ ہمارے ملک کے باشندوں کو سدھارے گا، ملک سے نشہ ختم کرے گا اپنے کرتوں سے ملک اور دین کو بدنام کر کے، اقوامِ عالم کی نظروں میں ذلت ورسوائی کا سامنا کرنے کے باوجود وہ قوم لائیٹنگ کر کے خوش ہوتی تھی کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے خوش ہوں گے۔

اِناّ لِلّٰہ وَاِناّ الیہ راجعون۔۔لاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم۔

مبارک رات

چاند تاریخ کے مطابق پاکستان میں 12 ربیع الاول شریف کی بابرکت رات کی ابتدائی گھڑیاں شروع ہو چکی ہیں۔۔۔ ولادتِ مصطفیٰ کی رات یہ وہ مبارک رات ہے جس کے بارے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے۔

ہر سُنی صحیح العقیدہ مسلمان کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت رکھنے والے ہر شئ اپنے جان سے بھی زیادہ پیاری ہے الحمد للہ۔۔۔

بدنصیب ہیں وہ لوگ جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک ذات سے تعلق رکھنے والی مُتَبَرّکْ اشیاء کے متعلق باتیں بنا کر مسلمانوں کو تشویش میں مبتلا کرتے ہیں۔

میلاد شریف کی خوشی میں ہم نے بھی اپنا گھر سجالیا ہے۔ خداوندِ قدوس ہمارے دلوں کو بھی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز فرمائے۔

خالص باڑے کا دودھ خود جاکر لے آیا، کھیر پکار کر نیاز شریف دوں گا۔ ان شاء اللہ

(یہ بات اُن کے لئے جنھوں میرے پچھلے پوسٹ کا مقصد سمجھے بنا مجھے فتویٰ شریف سے نوازا، بعض نے کمنٹس میں گالیاں بھی دیں)

ہم اپنے گھر، محلے، گلیاں اس لئے سجاتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک سب سے بڑی نعمت ہیں۔

بعض علمائے اہل سنت ارشاد فرماتے ہیں کہ جو محمدِ مصطفیٰ، احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد پر خوشیاں مناتا ہے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اُس سے خوش ہوتے ہیں۔

ذرا سوچئے! ہم محتاج ہیں آئی ایم ایف کے،،،

ملکی کا معاشی نظام تباہ حال ہے،،،،

تینوں سیاسی پارٹیوں کی دین سے وفاداری کتنی ہے یہ سب پر ظاہر ہو چکا ہے،،

ہمارے مذہبی رہنما کس قدر راسخ العلم ہیں، عقائد و نظریات کو بادلیل جانتے ہیں، حالاتِ حاضرہ سے کتنے واقف ہے یہ بھی سب کو پتا ہے۔

بیرونِ ملک گرین کارڈ کی کیا اہمیت ہے یہ بھی سب جانتے ہیں۔

اقوامِ عالم میں عام پاکستانی کی عزت کیا ہوگی کہ جب پاکستانی مقتدر سیاسی لیڈروں کی بھی ائیر پورٹس پر ٹوئی تک چیک کی جاتی ہے۔۔ ایسے میں سوچئے کیا ہماری نظامِ حکومت، زندگی کے انفرادی اعمال، اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر جھومنے سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوں گے؟

ٹک ٹاک پر اُس کے ملینز فالورز تھے

ٹک ٹاک پر اُس کے ملینز فالورز تھے۔ وہ یوٹیوب گولڈن بٹن بھی حاصل کر چکی تھی۔ فیسبک پیج

پر جب وہ اپنے چاہنے والوں کے کمنٹس پڑھتی تو اسے ایسا لگتا کہ وہ کوئی عام لڑکی نہیں بلکہ بالی ووڈ کی حسینہ کترینہ کیف ہے جسکی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ہزاروں لوگ مشتاق ہیں۔
میسنجر پر جب بڑے بڑے امیر لوگ اُس سے ملاقات کی خواہش ظاہر کرتے تو وہ خود کو حسن کی ملکہ سمجھتی۔۔۔
زندگی کی شامیں یونہی گزرتی جارہی تھی۔وہ نیکی کے راستے سے بہت دور تھی۔اُسکی روٹین وائز زندگی سے یہی اندازہ لگتا تھا کہ جیسے وہ کبھی بوڑھے نہیں ہوگی، اُسے کبھی موت نہیں آئے گی۔
حقیقت سے منہ موڑ کر اپنے روح کو گناہوں کے گٹر سے پلید کر کے بھی وہ یہی سمجھتی تھی کہ یہ مصنوعی شہرت میری کامیابی ہے۔۔
اسے شہرت اور ہوس میں فرق کا احساس نہیں تھا۔گرم گوشت کے بھوکے بھیڑیوں کی ٹپکتی رال کو وہ محبت وعزت سمجھ بیٹھی تھی۔

ربیع الاوّل کا چاند نظر آچکا تھا۔گلیاں سج چکیں تھیں، مساجد سج چکے تھے۔مختلف لوگ اپنے گھروں میں میلاد شریف کے پروگراموں کا اہتمام کررہے تھے۔
ایک شام اُس کے کزن کی کال آئ روبی! ہمارے گھر میلاد ہے آپ کو بھی دعوت ہے۔
مصنوعی زیب وزینت ،میک اپ سے سج دھج کر وہ میلاد شریف کی محفل میں شریک ہوئ۔حسب معمول تلاوت، نعت وغیرہ کے بعد آج پہلی بار ایک قاری صاحب کو تقریر کے لئے بھی کہا گیا۔
قاری صاحب بڑے نیک تھے۔قاری صاحب کی تقریر میں وہ مٹھاس، محبتِ الٰہی کی وہ چاشنی تھی کہ مشہور ٹک ٹاکر بھی توجہ کے ساتھ تقریر سننے لگی۔۔
قاری صاحب قرآن کریم پڑھتے جارہے تھے اور تشریح بتاتے جارہے تھے
مجرموں کا تذکرہ تھا، بھڑکتی کی آگ کی بات ہورہی تھی قاری صاحب نے پڑھا "اِنّہ کان فِیۡ اَھۡلِہ مسرورا"

بے شک وہ اپنے گھر میں خوش تھا۔

قرآن کی آیت سن کر اُسے ایسا لگا کہ جیسے قرآنِ کریم اسے مخاطب کر کے کہہ رہا ہو وہ لڑکی ٹک ٹاک اور دیگر سوشل میڈیا سائیٹس پر ملنے والی شہرت، فالورز کے کمنٹس میں خوش تھی۔

"اِنّہ ظَنّ اَنْ لّن یّحورَ"

وہ سمجھ بیٹھا کہ اسے پھرنا نہیں۔

قاری صاحب کی زبانی یہ آیت سن کر وہ عبرت میں پڑگئ کہ قرآن کریم تو مجھ سے کہہ رہا کہ مجھے واپس پھرنا، مرنا نہیں۔۔۔

"بلیٰ اِنّ رَبّہ کان بہ بصیرا"

ہاں کیوں نہیں۔۔۔۔

جب اُس نے لفظِ بلٰی کی تشریح سنی تو اُس کے دل کی دنیا بدل گئ کہ مجھے مرنا ہے، اللہ کے حضور حاضر ہو کر حساب بھی دینا ہے۔

"اِنّ رَبّہ کان بہ بصیرا"

بے شک اُس کا رب اُسے دیکھ رہا ہے۔

آیاتِ قرآنیہ کی مٹھاس نے اُس کے دل کو نرم کر دیا۔اُسکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو جاری ہو گئے ۔اسے اب یہ فکر نہیں تھی کہ آنسوؤں سے میک اپ خراب ہو رہی ہے کیونکہ اب اُس کے دل تعلق حقیقت سے جڑ چکا تھا۔

چند آیات کے بعد جب قاری صاحب نے پڑھا "فما لھم لا یؤمنون"

تو کیا ہوا اُنھیں،،،،،ایمان نہیں لاتے۔

قاری صاحب کی زبانی اِس آیت کی تشریح سن کر وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگی اور کہنے لگی

"""اے میرے اللہ! میں مان گئ، میں مصنوعی نام نمود کو تیرے نام پر چھوڑ رہی ہیں۔

اے میرے اللہ! میری زندگی میں نیکی کے نون کا نقطہ بھی نہیں ہے بس یا رب مجھے بخش دے، میرے گناہوں کو معاف کر دے۔

وہ ہچکیاں باندھ کر روئے جا رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔

الٰہی! تیری گناہگار بندی اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے تیری بارگاہ میں حاضر ہے۔

الٰہ العلمین صراطِ مستقیم سے بھاگنے والی تیری ایک نافرمان بندی واپس آنی چاہتی ہے اُسکی توبہ قبول کر کے صراطِ مستقیم پر ڈال دے۔

اسے گناہوں سے ایسے پاک کر دے جیسے وہ پیدائش کے وقت گناہوں سے پاک تھی۔۔۔۔

سورۃ البروج پارہ نمبر 30 آیات نمبر 13 تا 20

آدمی سے انسان بننے کے اسباب

آدمی سے انسان بننے کے اسباب میں سے ایک سبب اللہ پاک کے آخری نبی محمدِ مصطفیٰ، احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سیرت کو پڑھنا بھی ہے۔

میں نے جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سیرت کو پڑھنا شروع کیا، گناہوں کی عادتیں کم ہوتی گئیں، محبتِ الٰہی میں اضافہ ہوتا گیا۔۔۔۔

سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق سے اردو زبان میں بہترین کتاب سیرتِ مصطفیٰ بھی ہے۔

کوشش کیجئے اِس کتاب کو ضرور پڑھئے۔۔

پاکستانی لوگ ذلت ورسوائی کا شکار کیوں

میں نے قرآنِ کریم سے پوچھا! اے قرآنِ کریم، اے اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب مجھے بتائیے کہ ہم پاکستانی لوگ ذلت ورسوائی کا شکار کیوں ہیں؟

اے کتابِ ہدایت دنیامیں گرین پاسپورٹ کی بے قدری کیوں ہے ؟
اے اللہ پاک کی پاک کتاب روپے کی قدر میں روز بروز کمی کیوں ہے، ہماری معیشت کا پہیہ کیوں جام ہے ؟
قرآنِ کریم سے مجھے جو جواب ملا وہ آپ بھی پڑھیئے

قرآن کہتا ہے قوموں کی معیشت کی ترقی کا راز محنت پر ہے اور تم پاکستانیوں میں سے جو لوگ محنت کرتے ہیں وہ انفرادی طور پر تو خوشحال ہیں جبکہ اجتماعی ترقی کے لئے قوم کے کثیر افراد کا دیانت داری سے محنت کرنا شرط ہے "اَنِّیْ لَا اُضِیْعُ عمل عامل منکم ذکر او اُنثٰی"
میں کسی محنت کرنے والے کی محنت کو رائیگاں نہیں کرتا چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔۔۔۔
قرآن نے کہا تم نے مجھ سے پوچھا ہے کہ اقوامِ عالم میں تمھاری قوم رسوا کیوں ہے ؟
کیوں تمھارے حکمران بھکاری ہیں ؟

تو سنو۔۔۔۔۔۔۔تم مُوَحّدْ ہو، مسلمان ہو، جنت کی آرزو رکھتے ہو، آخری نبی کی امّت ہو اور جو قوم اِس قسم کے عقائد و نظریات رکھتی ہو اُسے زیب نہیں دیتا کہ وہ نافرمانی کرے، بے حیائی و عریانی میں مبتلا ہو

"وضربت علیھم الذلة والمسکنة"

اُن پر ذلت اور محتاجی مسلط کی گئی۔۔۔۔

پھر فرمایا "ذالك بما عصوا و كانوا يعتدون"۔

یہ اس وجہ سے کہ وہ نافرمان تھے، حد سے بڑھنے والے تھے۔۔
تم بھی نافرمان ہو ذیرِ نظر تصویر ایک ڈرامے کی سین ہے جس میں کیمرے کے دوسرے سائیڈ شوہر کھڑا ہے اور اُسکی بیوی کسی غیر محرم کے گلے لگی ہوئی ہے شوہر بیوی کی اِس عمل پر خوش ہے۔
تمھارے ملک کے نوجوان لڑکے لڑکیاں مشہوری کے لئے اپنی عزت بیچنے تک تیار ہیں یقین نہیں آتا تو

ٹک ٹاکروں کو دیکھ لو اور پھر پوچھتے ہیں کہ ہم رسوا کیوں ہیں بھلا رب کی نافرمان موحدؔ قوم کامیاب ہو سکتی ہے ؟؟؟؟. ہرگز نہیں ــ۔

مفلسی

ویسے تو اسلام میں رَہبانیت کا کوئی تصور نہیں ہے لیکن حدیثِ بخاری "لَتَتّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ کان قَبْلَکُمْ" کے مصداق پاکستان میں اصحابِ منبر و محراب کے مزاجوں میں رہبانیت ایسے سرایت کر چکی ہے جیسے بنی اسرائیلیوں کے دلوں میں گوسالہ پرستی (بچھڑے کی پوجا) سرایت کر چکی تھی۔ اِلّاماشاءاللہ

بنی اسرائیلیوں کے احبار و رھبان (مذہبی علماء و روحانی پیشواؤں) نے دینِ موسویت و دینِ عیسویت کو گرجا و کنیسا کی چار دیواری تک محدود کر دیا تھا۔اُن کے نزدیک تصورِ دین یہ تھا کہ بندہ چند مخصوص عبادات میں محو رہے، کھجور پانی کھا کر گزارہ کرے، گرجا و کنیسا عبادت گزاروں سے بھرے رہیں و بس۔

ملکِ پاکستان کے اکثر اصحابِ محراب و منبر کا بھی یہی روش ہے مسجدیں آباد رہیں، سب لوگ نمازیں پڑھیں، تسبیحات کا ورد رہے، مخصوص ٹولے بنا کر گشت لگانے کا سلسلہ ہو۔

دنیا میں کیا ہو رہا ہے، کیا ہونے جا رہا ہے، اسلام اور مسلمانوں کو درپیش چیلنجز کون کون سے ہیں اصحابِ محراب و منبر کو اِس سے کوئی سروکار نہیں ہے ،اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد قائم رہے ،میری امامت ،خطابت چلتی رہے یعنی اپنا کام بنتا بھاڑ میں جنْتا۔۔۔۔۔۔اللہ اللہ خیر سلا۔

مُندرجہ بالا سطور پڑھتے ہوئے وارثینِ منبر و محراب میں بعض کے مزاج کے تھرمامیٹر کا فارن ہائیٹ 100 ؍ ڈگری تک پہنچ گیا ہو گا لیکن خیر ہم نے بھی اُن کے بخارِ جھلِ بسیط کے اتارے کا پورا پورا انتظام کر رکھا ہے تو لیجئے علاجِ علمی و عملی حاضر ہے۔

اصحابِ محرابِ و منبر چاہتے ہیں سارے لوگ نمازی بن جائیں، مسجدیں آباد ہو جائیں ۔۔۔۔۔سبحان اللہ ۔۔۔۔۔بہت ہی اچھی بات ہے ہم بھی چاہتے ہیں دنیا کے مسلمان نمازی بن جائیں، مسجدیں

عبادت گزاروں سے بھر جائیں۔۔۔۔

عبادت گزاری ہو یا تمدّنی زندگی، عائلی معاملات ہوں یا ملکی معاملات اسلام نے اِن تمام کے لئے ایک رول ماڈل دیا۔ قرآنِ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے "لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حسنۃ "تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں تمھارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

شریعت پر عمل پیرا ہونے کے تعلق سے ربّ کائنات جلّ مجدہ نے رسولوں کو مخاطب فرما کر امّت کو حکم دیا "یاایھاالرسل کلوا من الطیّبٰتِ واعملوا صالحا"

اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو۔

مقامِ غور

ہمارے علمائے کرام نے یہاں نقطہ بیان فرمایا کہ کھانے کا حکم پہلے ہے اور عبادت کا بعد میں۔

جب پیٹ خالی ہو، انسان مالی پریشانیوں کا شکار ہو تو وہ رب کی عبادت بھی درست طریقے سے نہیں کر سکے گا۔

ایمان کے بعد فرض نماز کی انتہائی زیادہ اہمیت ہے۔ شریعتِ مُقدّسہ کا حکم ہے اگر کسی شخص کو سخت بھوک لگی ہے اور کھانا حاضر ہے تو پہلے کھانا کھائے اِس کے بعد نماز پڑھے۔

رزقِ کے فلسفے کی اہمیت ایک اور شرعی مسئلہ سے سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ اگر کوئی شخص کھانا پینا ترک کر دے اور بھوک سے مر جائے اسلام کہتا ہے کہ مرنے والے کا یہ فعل حرام ہے اور وہ اشدّ الکبائر میں سے ایک کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے۔

فقہی قاعدہ ہے "الضرورات تُبیح المحظورات "اِس قاعدہ کی جملہ نظائر میں سے ایک نظیر (مثال) یہ ہے اگر کسی شخص کی جان پر بن جائے، جان بچانے کے لئے اسے حلال شئ میسر نہ ہو تو وہ بقدرِ ضرورت حرام کھا کر بھی اپنی جان بچا سکتا ہے۔

اِن تمام فقہی جزئیات میں مقصدِ شرع اور کیا ہو سکتا ہے کہ انسان مالی اعتبار سے خوشحال ہو تا کہ

رب کی عبادت بخوشی کر سکے، معرفتِ الٰہی کے راسطے پر بلا کسی ترڈّد چل سکے۔۔۔

پاکستان کا نظامِ معیشت، حکمران جماعتوں کا سود در سود قرضے لینا اور پھر لاک ڈاؤن وغیرہ کے ذریعے ملکی معیشت کا پہیہ جام کرنا، آئے روز کی مہنگائی یہ سب عوامل اصحابِ محراب و منبر کو سوچ و فکر کی دعوت دے رہیں کہ اے حاملانِ شریعت! تمھارے ملک کا نظامِ معیشت، حکمرانوں کا طرزِ عمل اور مہنگائی در مہنگائی کیا اسلامیانِ پاکستان کو خوشحالی مُیسر کرکے انہیں رب کی عبادت کی طرف فارغ البالی دلانے والی ہے یا نہیں؟

اگر نہیں ہے تو پھر آپ حضرات کا اپنی تبلیغ کو محدود کرنا، حکمران جماعتوں کی معیشت کُش پالیسیز پر چپ رہنا کس قاعدے کے تحت درست ہے؟۔

آپ میں سے بعض حضرات تو ایسے ہیں جو حکمرانوں سے ایسے گھلتے ملتے ہیں کہ جیسے جنیدِ بغدادی کے نواسوں سے اُن کی ملاقات ہو رہی ہو۔

ایک طرف آپ حضرات کی چاہت ہے لوگ نیک بن جائیں، مسجدیں آباد ہو جائیں اور دوسری طرف مزاجِ شریعت سے ناموافق معاشی پالیسیز بنانے پر حکمرانوں کو تنبیہ بھی نہ کرنا۔۔۔۔ یہ سب کیا ہے؟

کیا آپ حضرات واقعی بنی اسرائیلی علماء و مشائخ کی طرح دین کو چار دیواری کی اندر محدود کرنا چاہتے ہیں؟

سجدہ خالق کو بھی ، ابلیس سے یارانہ بھی
حشر میں کس سے عقیدت کا صلہ مانگے گا؟

انسان جب معاشی تنگیوں کا شکار ہو جائے تو اُس کو ایمان کے لالے پڑ سکتے ہیں جسکی طرف حدیث میں اشارہ ہے "کاد الفقرُ ان یکون کفرا"

نظیر اکبر آبادی نے کہا تھا

جو اہلِ فضل عالم وفاضل کہاتے ہیں
مفلس ہوئے تو کلمہ تلک بھول جاتے ہیں

غور کیجیئے مضبوط علم والے عالم کو بھی مفلسی ہلا دیتی ہے تو کم علم، کم فھم عوام پر حکمرانوں کی معیشت کُش پالیسیاں کس قدر اثرانداز ہوتی ہونگی۔

بدکاریوں کے اڈے آباد رہنے کی ایک وجہ معاشی پریشانیاں بھی ہیں۔

دعا ہے اللہ پاک ہمارے اصحابِ محراب و منبر کو کنوئیں سے مرا ہوا کتا نکال کر پھر کنوئیں کا پانی پاک کرنا نصیب فرمائے۔ آمین

مُحافظ

مشہور بالی ووڈ فلمی ایکٹر دلیپ کمار کی موت کے بعد اُن کی اور اُن کی بیوی کی محبت ،وفاداری، خلوص اور زندگی کے ہر موڑ پر ایک دوسرے کا ساتھ دینے کے ہر طرف چرچے ہیں۔

پرنٹ میڈیا سے لے کر الیکٹرانک میڈیا تک ،پاکستانی چینلز سے لے کر وائیس آف امریکہ اور بی بی سی نیوز تک ہر چینل دلیپ کمار اور سائرہ بانو کی محبت کے قصیدے پڑھ رہا ہے۔

یوسف خان سے دلیپ کمار بننے والے اور سائرہ بانو کی محبت وعشق اور رشتے میں خلوص کا پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر اِس طرح چرچا ہونا ہمارے اسکولی مسلمانوں کے دین وایمان کے لئے خطرناک بات ہے۔ اسکولی بچے ایسوں سے متاثر ہوسکتے ہیں۔

اِس صورتحال میں اہلِ علم کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی سے اب تک کے ایسے واقعات جو میاں بیوی کے رشتہ کے خلوص اور نازک مواقع پر ایک دوسرے کا ساتھ دینے کے عنوان پر مشتمل ہوں اُنھیں احاطہ تحریر میں لاکر اور ویڈیوز کی صورت دیگر پرنٹ والیکٹرانک میڈیا پر نشر کردیں۔ تاکہ اسکولی بچوں کو صحابہ کرام وصحابیات، اولیائے کرام اور اُن کی خوش بخت نیک بیویوں کے واقعات کثرت سے پڑھنے کو ملیں اور تمام اسکولی بچے دلیپ کمار اور مدھوبالا کی سحر سے چھٹکارا پائیں۔

اِس سلسلے کے کچھ واقعات میں اپنے کالمز میں مناسب وقت پر بیان کروں گا۔ان شاءاللہ
دلیپ کمار کا جنازہ پڑھنے والوں اور اُس کے لئے بخشش کی دعائیں کرنے والے تمام مسلمانوں سے "الدین النصیحۃ" کے تحت پیار کی زبان ایک بات کہنا چاہوں گا امید ہے "سنو سب کی" کا نعرہ لگانے والے آج ہماری بات بھی سُنیں گے۔

اے دلیپ کمار کے لئے بخشش کی دعا کرنے والو ! مذہبی تعلیم سے دوری، مادی دنیا کی چکا چوند روشنیوں میں گُم سُم ہو کر جو لوگ شہرت و ناموری کما لیتے ہیں اُن کے لئے دین و مذہب کی حیثیت ثانوی بن جاتی ہے۔ وہ لوگ خود کو مذھب اور مذہبی قوانین سے آزاد سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگ چاہے وہ یوسف خان سے دلیپ کمار بننے والے فلمی ایکٹر ہوں یا عبدالستار ایدھی جیسے سماجی کارکن ہوں اِن تمام لوگوں کے نزدیک دین کی وہی تشریح صحیح ہے جو وہ خود بزعم خویش کہیں۔

مادہ پرستی کا دور ہے۔ لوگ دین سے ویسے ہی دور ہیں ایسے میں اگر کوئی مفتیٔ اسلام دلیپ کمار یا ایدھی جیسے لوگوں کو فتوے زبان میں سمجھانا بھی چاہے تو یہ لوگ ضد میں آجاتے ہیں بجائے اپنی اصلاح کے دینی اقدار کے متعلق اول فول بولنا شروع کر دیتے ہیں۔

اے دلیپ کے چاہنے والو! اِس پُرفتن دور میں دلیپ کمار جیسے لوگوں کے لئے فتوے کی زبان میں سمجھانا اِس لئے بھی مناسب نہیں ہے کہ شرعی فتویٰ کی وجہ سے آپ فالوورز کے نازک آبگینے ٹوٹ جائیں گے اور آپ لوگ علمائے دین کو برا بھلا بولو گے۔

ہمارے لئے بھلائی اِسی میں ہے کہ دلیپ کمار اور ایدھی جیسے لوگوں کو انفرادی طور پر سمجھا کر دینی فریضہ ادا کریں۔ انفرادی طور پر سمجھانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سانپ بھی مرے لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ وہ بھی سمجھ جائیں اور اُن کے فالورز بھی دین و علمائے دین سے بدظن نہ ہوں۔

ممکنہ سوال

مذکورہ کالم پڑھنے کے بعد ہوسکتا ہے کہ دلیپ کمار یا ایدھی کا کوئی فالوور ہم سے پوچھے کہ میرے ممدوح

کیسے غلط تھے؟

جواب۔

قرآن اور حدیث کی تعلیم کی برکات سے عقلی طور پر ایک دلیل کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ دلیپ کمار اور ایدھی جیسے لوگ کیسے غلط ہیں۔

دلیپ کمار اور ایدھی کی غلطی کو سمجھنا جمہوری دور میں بہت آسان ہے۔ جمہوری ملکوں کا آئین کا کہنا ہے کہ ہر وہ شخص جو کسی جمہوری ملک میں رہنا چاہتا ہے اُس پر لازم ہے کہ وہ اُس ملک کے آئین و قانون کو تسلیم کرے بصورتِ دیگر وہ غدار کہلائے گا۔۔

کوئی شخص چاہے کتنی ہی بڑی سماجی شخصیت ہو، خدمتِ خلق کے کام کرتا ہو، لوگ اُس کے فلاحی کاموں کو اپریشیٹ کرتے ہیں۔ اُس شخص پر بھی اُس ملک کے آئین و قانون کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔

ایسے ہی جو شخص کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا ہے، اسلامی نام رکھتا ہے لوگ کلمہ پڑھنے کی وجہ سے اُسے مسلمان سمجھتے ہیں تو اُس کلمہ گو شخص پر بھی لازم ہے کہ وہ اسلام کا آئین و قانون تسلیم کرے اُسی کے مطابق زندگی گزارے۔

جیسے کسی جمہوری ملک میں رہتے ہوئے کسی جرم کا مرتکب ہونا برا ہے ایسی ہی کلمہ پڑھکر کسی شرعی حد کو پار کرنا بھی شریعتِ اسلام کی نظر میں جرم ہے۔

جمہوری ملکوں میں مخصوص مقامات پر لکھا ہوتا ہے نو انٹری، وہاں پر داخلہ ممنوع ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص وہاں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے تو اُس کا سر گولی سے اُڑا دینے کی اجازت ہوتی ہے بلا تشبیہ یوں سمجھیں کہ کلمہ گو شخص کے لئے اسلام نے حدود (باؤنڈریز) مکرر کی ہیں۔ وہ جب تک اُن باؤنڈریز کے اندر رہتا ہے اُس کا دین ایمان سلامت رہتا ہے اور جب کوئی شخص اُن باؤنڈریز کو کراس کرتا ہے وہ اسلام کے حکم سے نکل جاتا ہے۔

قارئینِ محترم! ایدھی جیسے لوگ ہوں یا دلیپ کمار جیسے مذھب آزاد،،، ایسے تمام لوگ زندگی میں

کئی بار اپنے فعل یعنی کردار اور قول یعنی باتوں کے ذریعے اسلامی حدود کو کراس کر چکے ہوتے ہیں اُن کے جنازے پڑھنا اُن کی لئے مغفرت کی دعائیں کرنا ایسے ہی ہے جیسے خود کو خود ہی آگ میں دھکیلنا۔
ہمیں چاہئے کہ ہم دلیپ کمار اور ایدھی یا اِن جیسے دیگر لوگوں کے معاملات اللہ ورسول کے سپرد کر دیں۔ اُن کے جنازے پڑھنے، مغفرت کی دعائیں کرنے سے پہلے کسی مفتیٔ اسلام سے ضرور بالضرور پوچھیں۔
دنیا کے کسی جمھوری ملک کے آئین کو توڑنا جب جُرم کہلاتا ہے تو اسلامی آئین جو کہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بنایا ہوا اِلٰہی دستور ہوتا ہے اُسے توڑنا جرم کیوں نہیں کہلائے گا؟
جو اِس آئین کو توڑے گا ہم جیسے محافظ اُسکی نشاندہی ضرور کریں گے۔۔

سُن کر قلب کو صدمہ پہنچا

آج نارتھ کراچی کے قلب میں واقع ایک عظیم الشان دینی ادارے میں حاضری ہوئی۔ ادارے سے مُتّصِل ایک بڑی عالیشان مسجد بھی قائم ہے۔ ایسی مسجد کہ دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ ادارے میں سینکڑوں طلباء دینی تعلیم کی زیور سے خود کو آراستہ کرر ہے ہیں۔ یہاں اولٰی سے لے کر موقوف علیہ کی کلاسز ہیں۔
ہم ٹھہرے کتابی بندے۔۔۔۔ پڑھنے لکھنے، لائبریریز کی وزٹ کرنے میں ہمیں خاصی دلچسپی ہے۔ دورِ حاضر میں کھانے پینے کے لئے ہوسٹلز زیادہ اور لائبریریاں ویسے ہی کم ہیں جس کی وجہ سے اکثر لوگوں کے جسم موٹے اور عقلیں چھوٹی ہوتی جارہی ہیں۔
ادارے کے مُہتمم سے ہم نے عرض کیا حضور والا! لائبریری وزٹ کروائیے۔
بلا کسی خوف وجھجھک کے حضرت نے برملا فرمادیا "ادارہ ہٰذا میں لائبریری نہیں ہے"
حضرت نے تو بنا کسی افسوس کے ہمیں یہ خبر سنادی ایسے لگ رہا تھا جیسے ادارے میں لائبریری کا نہ ہونا باعث فخر بات ہے لیکن ہمیں افسوس ہوا اور دِلّی صدمہ بھی۔

عالیشان عمارات، بہترین طعام وقیام کی سہولیات قومیں نہیں بنتی۔قومیں تعلیم سے بنتی ہیں اور حصول تعلیم کا ایک بہترین ذریعہ کتاب بھی ہے۔علمی زندگی کو دوام بخشنے کے لئے نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبائے علم دین کے لئے لائبریری بھی بہت ضروری ہے۔

ایک طرف ہم کہتے ہیں دینی مدارس جامعات اسلام کا قلعہ ہیں دوسری طرف علم سے محبت کا یہ حال کہ کتاب سے کوئی دوستی ہی نہیں۔کیا دنیا میں کوئی ایسا بھی قلعہ ہوا ہے جس کے سپاہیوں کے پاس ہتھیار نہ ہوں؟

جن مدارس میں لائبریریاں نہیں ہیں وہاں کے فارغ التحصیل طلباء کو مطالعہ کی عادت کیسے ہوگی؟؟؟؟

آج کے طلباء کل کے اکابرین ہیں۔کل اِنہی طلباء نے دینی ذمہ داریاں سنبھال کر قوم کا رہنما بننا ہے جب کسی دینی رہنما کا مطالعہ محدود ہوگا تو وہ قوم کی رہنمائی کما حقّہ کیسے کر سکے گا؟

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسماعیل بدایونی صاحب کا قلم لکھتے لکھتے گِھس گیا ہے۔ڈاکٹر صاحب تو عوام کو بھی مطالعہ کی ترغیب دے رہے تاکہ اسلام کی نظریاتی سرحدوں کا دفاع ہو سکے اور یہاں خواص کا حال یہ ہے کتابیں ہی نہیں اُن کے پاس۔

اکیلی عورت

عنوان: میں بھی کہتی تھی شادی کی کیا ضرورت؟

27 جون رات 12 بجے ابوالحسن اصفہانی روڈ گلشن اقبال کراچی کے ایک فلیٹ نما مکان میں مَیں اپنی زندگی کی 52 ویں سالگرہ کا کیک کاٹ رہی تھی۔میرے آس پاس سناٹا تھا نہ رشتے دار تھے نہ دوست احباب۔زندگی کی آخری سانسیں تھیں اور میری تنہائی تھی۔

تنہائیوں کی وحشتوں کا بسیرا تھا اور میں کسمپرسی سے دوچار تھی۔دل بہلانے کے لئے کبھی کبھی لیاقت لائبریری جاتی تھی۔اُس دن لائبریرین کی پرمیشن سے ایک کتاب ساتھ لے آئی تھی۔

رات کا سناٹا تھا اور مجھے نیند بھی نہیں آرہی تھی ،روم کی لائیٹ آن کی اور کتاب پڑھنے بیٹھ گئ ۔بڑھاپے اور نظر کی کمزوری کے باعث کتاب پڑھنے میں مشکل پیش آرہی تھی لیکن اِس کے سوا میرے پاس سکون حاصل کرنے ،دل بہلانے کا کوئی اور ذریعہ بھی نہیں تھا۔کتاب کی ورق گردانی کرتے ہوئے اچانک میری نظر ایک پیراگراف پر ٹک گئ لکھا تھا!

"جس عورت کا شوہر نہیں ہے وہ مسیکن ہے"

اِس پیراگراف کے پڑھتے ہیں میں ماضی کے خیالات میں گم ہوگئ۔وہ وقت جب میں 19 سال کی تھی اور ایک این.جی او والی آنٹی کے کہنے پر میں نے خلع لی پھر اس کے بعد میں اُس این.جی او سے رلیٹڈ ہوگئ۔

ہماری این.جی او کا بنیادی مقصد عورتوں کو مِس گائیڈ کرنا، معاشرے میں گھریلو زندگی اور میاں بیوی کے رشتے کے متعلق غلط باتیں پھیلانا تھا۔

این.جی او والی آنٹی نے مجھے بھی یہی سمجھایا تھا کہ شادی عورت کے لئے قید خانہ ہے۔شادی شوہر کی غلامی اور عمر بھر اُس کے خاندان کی خدمت کرنے کا نام ہے۔شادی کے بعد عورت کی اپنی کچھ مرضی نہیں ہوتی بس نوکرانی بن کر شوہر کی غلامی کرتی رہے۔۔

این.جی او والی آنٹی نے مجھے یہ بھی سمجھایا کہ ہم عورتیں کسی بھی طرح مردوں سے کم نہیں ہیں ہم جاب کرکے خود مختار زندگی گزار سکتی ہیں۔آنٹی کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر میں نے اپنا گھر برباد کردیا تھا اور خلع لے کر این.جی او ورکر بن کر جاب کرنے لگی تھی۔

جب تک جوانی تھی این.جی او کے لئے کام کرتی رہی۔این.جی او میں جاب کے وقت ہمیں مختلف ورکشاپس کے ذریعے یہ ذہن دیا گیا کہ۔شوہر اور گھریلو زندگی عورت کی ترقی میں بنیادی رکاوٹ ہے۔عورت خود مختار ہے وہ کیا کھائے،کیا پیئے،کیا پہنے،کیا دیکھے یہ سب اُس کی مرضی پر ڈپینڈ کرتا ہے شوہر کون ہوتا ہے روک ٹوک کرنے والا؟گمراہ کن باتوں کے جھانسے میں آکر میری طرح کی اور بھی بہت سی عورتیں اِس گمراہی کے دلدل میں پھنس چکی تھیں۔ہم لوگ دن میں جاب کرتے اور راتوں میں

مختلف بڑے لوگوں، میڈیا پرسنس، سیاست دانوں، ججز، وکلاء، کالجز، یونیورسٹیوں کے اسٹوڈنٹس کے ساتھ راتیں گزارتے۔ہم جن بڑے لوگوں کے ساتھ راتیں گزارتے اُن کی بیگمات کہیں اور کسی کے ساتھ راتیں گزار رہی ہوتیں۔

جوانی کب رخصتی ہوئی پتا ہی نہیں چلا۔45سال کی ایج میں این جی اووالوں نے بھی جاب پر رکھنے سے معذرت کرلی۔

جوانی کی شوخیاں ختم ہوتے ہی سارے دوست بھی چھوڑ گئے۔زبدگی کی جمع پونجی بھی تیزی سے ختم ہوتی جارہی ہے اب اللہ جانے آگے کیا ہوگا۔

اِنہی سوچوں میں گم تھی کہ کتاب کی اُسی عبارت پر دوبارہ نظر گئی "جس عورت کا شوہر نہیں وہ مسکین ہے"

میں نے اپنے آپ سے پوچھا کہ عورت بغیر شوہر کے کیسے مسکین ہے؟

دل سے آواز آئی مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو وہ دوسروں کا محتاج رہے ایسے ہی وہ عورت جس کا شوہر نہیں وہ بھی مسکین ہے۔

میرے ضمیر نے مجھے جھنجھوڑ کر کہا! خود پر ہی غور کرلو بات سمجھ آئے گی کہ عورت بغیر شوہر کے کیسے مسکین ہے؟

میں خود پر غور کرنے لگی کہ میں کیسے کسی کا محتاج ہوں یا میں کیسے کسی کا محتاج تھی؟

فلر کی وادیوں میں سرگرداں تھی کہ آواز آئی عورت کی فطرت نازونخروں کی مٹی سے گوندھی گئی ہے۔شوہر والی عورت اپنے شوہر کو نخرے دکھاتی ہے، شوہر اُس کی ناز برداریاں اٹھاتا ہے جبکہ این ،جی ،اوز، شوبزنس، میڈیا سے تعلق رکھنے والی آنٹیاں کسی کو نخرے دکھانے سے محروم رہتی ہیں کیونکہ نخرے دکھائیں تو انہیں دوبارہ کوئی گھاس بھی نہیں ڈالے گا۔

شوہر والیاں جب شوہر کے ساتھ سسرال سے میکے جاتی ہیں تو اُن کی خوشی دیدنی ہوتی ہے جبکہ این جی اوز اور مغربی تہذیب سے متاثر ہوکر بغیر نکاح کے کسی کے ساتھ سونے والی آنٹیاں اِس نعمت اور خوشی

سے محروم رہتی ہیں یوں اس خوشی اور نعمت کے حوالے سے وہ محتاج ہیں، مسکین ہیں۔

عورت جب بناؤ سنگھار کرتی ہے تو شوہر اُس کی تعریفیں کرتا ہے۔ عورت شوہر کی زبانی اپنی تعریف سنکر ایک خاص خوشی فیل کرتی ہے جب کہ بغیر نکاح کے کسی کے لئے بناؤ سنگھار کرنے والی تعلیم یافتہ جاھلات اِس خوشی سے محروم رہتی ہیں، ایسی جاھلات عورتیں سڑی ہوئی اُس مردار گوشت کی طرح ہیں جنہیں مُردار خور چیلیں چونچیں مار کر چھوڑ دیتی ہیں۔

ابتداء حمل سے لے کر بچے، بچیوں کی شادی ہونے تک ہر لمحہ ہر گھڑی عورت اپنے شوہر سے بچے کے حوالے سے کوئی نہ کوئی بات منوار ہی ہوتی ہے جبکہ بغیر نکاح کے کسی کی پیادہ بننے والیاں اِس نعمت سے محروم رہتی ہیں یوں وہ محتاج ومسکین ہیں۔

عورت دکھ اور تکلیف میں اپنے شوہر کے کندھے پر سر رکھ اپنا غم ہلکا کرتی ہے جبکہ شوبزنس، میڈیا، این جی اوز کی جھانسے میں آکر بغیر نکاح کے بلی مروانے والیاں ہمدرد مخلص کندھے پر سر رکھنے سے محروم رہتی ہیں یوں وہ محتاج ومسکین ہیں۔

رب نے فرمایا "وانکحوا الایامٰی منکم" اپنے میں سے بے شوہر والیوں کی شادیاں کراؤ دنیا کی ہر شادی شدہ عورت اپنے ولی کی اجازت سے شادی کی اِس حکم پر عمل پیرا ہے جبکہ بغیر نکاح کے ٹیکسی پر بیٹھنے والیاں اس حکم پر عمل کرنے سے محروم ہیں یو وہ مسکین ہیں۔

میں آج سوچتی ہوں اے کاش میں این جی او والی آنٹی کے جھانسے میں آکر یہ نہ کہتی کہ شادی کرنے کی کیا ضرورت۔

کراچی میں شوہروں کی زندگی

شادی کی خواہش انسانی فطرت کا حصہ ہے۔۔

بے راہ روی اور آوارگی سے بچنے کے لئے نوجوانوں کو شادی کی ضرورت ایسے ہی ہے جیسے افطار کے

وقت افطار کرنے والے کو پانی کی ضرورت۔۔۔۔

بہترین ازدواجی زندگی انسان کے لئے ذہنی وقلبی سکون کا باعث بنتی ہے ۔بہت سے افراد ایسے ہوتے ہیں جن کی تخلیقی صلاحیتیں شادی کے بعد نکھر کر سامنے آتی ہے لیکن اگر آپ کراچی یا کسی دوسرے بڑے شہر کے برہنے والے تو شادی کے بعد لفظِ سکون کو خالی محسوس کرنا بھی بھول جائیے۔

کراچی میں رہتے ہوئے مجھے چار سال ہوگئے ہیں میں نے بغور مشاہدہ کیا ہے کہ شہرِ کراچی میں شوہروں کی زندگی بے سکونی کا گہوارہ ہے۔

کراچی میں رہنے والے وہ افراد جن کی شادیاں کراچی میں ہی کسی اردو اسپیکنگ، کشمیری، میمن، ہزارہ، یا پنجابی فیملی کی لڑکی سے ہوتی ہے اُن کی زندگی بری طرح متاثر ہوتی ہے یوں سمجھیں کہ وہ شادی سے پہلے ایک اچھی خاصی پر سکون زندگی گزار رہے ہوتے تھے اب شادی کے بعد گویا انہیں تنگ گڑھے میں قید کرکے روزانہ انتہائی گرم بھاپ کا دھواں دیا جاتا ہو۔

شہرِ کراچی میں رہنے وہ افراد جن کا تعلق کسی شریف، عزت دار فیملی سے ہو شادی کے بعد اُن پر کیا گزرتی ہے میں اپنے مشاہدات کو الفاظ کا روپ دے کر اُن شوہروں کی حالت بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

مشاہدہ نمبر 1

شادی کے بعد ہر ہفتے سسرال کے ہاں چکر لگانا ضروری ہے۔رخصتی کے بعد چند ہفتوں میں سسرال کو پوری ٹبر کے ساتھ اپنے خرچے پر سی سائیڈ لے جانا، شاہ یقیق اور ٹھٹھہ کے دیگر مقامات کی زیارت کے لئے لے جانا، کسی اچھے ہوٹل میں ڈنر پارٹی دینا بہت ضروری اور سسرالی لوازمات میں سے ہے اگر آپ نے یہ کام نہیں کئے تو آپ کامیاب شوہر اور کامیاب داماد بننے کی لسٹ سے خارج ہوجائیں گے۔

مشاہدہ نمبر 2

شادی کے ابتدائی مہینوں میں بیوی کی بہنوں، خالائیں، ماموؤں وغیرہ کے ہاں چکر لگانا اور اِن سب میں

سے ہر ہر سسرالی رشتے دار کے ہاں مٹھائی کا ڈبہ ساتھ لے جانا ضروری ہے بصورتِ دیگر آپ بے مُروّت انسان کہلانے کے لئے تیار رہیں۔

مشاہدہ نمبر 3

چونکہ کراچی کی لڑکیاں کھانا کم یا بالکل نہ کھانے جیسا کھاتی ہیں اِن کی خوراک آلو چپس، زنگر برگر اور اسٹین کی ڈرنک ہوتی ہے ۔ دودھ دہی اور دیسی غذاؤں سے کراچی کی لڑکیاں الرجک ہوتی ہیں لہذا اگر آپ جسمانی اعتبار سے فِٹ ہیں اور مشت زنی کر کے اپنی جوانی بھی آپ نے برباد نہیں کی اور شادی سے پہلے غلط چکروں سے بھی آپ دور رہے ہیں تو اِس صورت شادی کے پہلے تین مہینوں میں ہر ہفتے ڈاکٹرز کے ہاں محترمہ کا چیک اپ کروانا، اسے آئرن کے ڈرپس لگوانا بہت ضروری اور نہایت اہم ہے ورنہ آپ کی جان سوئے بستر اور پھر مزید طبیعت بگڑ جانے کی صورت میں سوئے قبرستان روانہ ہو سکتی ہے۔

مشاہدہ نمبر 4

شادی کے بعد الگ گھر لینا یا ہنڈیا الگ پکانا بھی لوازماتِ سسرال میں شامل ہے اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو پھر آپ چکی کے دو پاٹوں میں پسنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔

مشاہدہ نمبر 5

آپ شادی سے پہلے گھر میں ناشتہ کرتے تھے بہنیں یا امی ناشتہ بنا دیتیں تھیں اب شادی کے گھر میں ناشتہ کرنا بھول جائیں صبح صبح خود ہی اٹھیں باہر سے ناشتہ لائیں خود بھی کھائیں محترمہ کو بھی کھلائیں یہی ایک فرمانبردار شوہر ہونے کی علامت ہے۔

مشاہدہ نمبر 6

آپ دفتر میں یا جاب پر کتنے ہی مصروف کیوں نہ ہوں گھر کال کرنا بیوی کی طبیعت پوچھنا آپ فرض ہے اگر آپ نے اِس فرض کو ترک کیا تو آپ سخت ناراضی اور گھر میں چک چِکُچِک پِکُپِک سسنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔

مشاہدہ نمبر 7

اپنے لنچ کا انتظام خود ہی کریں چاہے آپ کی سیلری آپ کو باہر لنچ کرنے کی اجازت نہ دے۔۔

جاب یا کام سے تھک ہار کر ٹریفک جام ہونے کی پریشانی کا سامنا کرکے جب آپ بڑی مشکل سے گھر پہنچیں تو سانسیں بحال ہونے، کچھ دیر ستانے کی بجائے بیوی کو ٹائم دیں اگر آپ تھک کر لیٹ گئے اور آتے ہی ٹائم نہیں دیا تو پھر بیوی کی ناراضی کو رضا میں بدلنے کے لئے ڈنر کا انتظام باہر سے کرلیں بصورت دیگر آپ کو الفاظِ کریہہ سننے کو ملیں گے اگر ٹائم نہیں دے سکتے تھے تو شادی کیوں کی؟

مشاہدہ نمبر 8

جب آپ کے جان کی دشمن اپنے اماں کے گھر ہو تو روزانہ اُنہیں کال کرنا ضروری ہے۔

مشاہدہ نمبر 9

اپنے بہن بھائیوں، ماں باپ کو آپ ٹائیم دیں یا نہ دیں لیکن سسرالی رشتے داروں کو اور رات ایک بجے تک بیوی کو ٹائم دینا ضروری ہے چاہے آپ کے ڈیوٹی اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے نیند پوری ہو یا نہ ہو

مشاہدہ نمبر 10

اگر آپ اورنگی میں رہتے ہیں اور آپ کے سسرالی رشتے داروں میں سے چند لالوکھیت میں اور چند ملیر رہتے ہوں تو اتنی دور رہتے ہوئے بھی مہینے میں ایک آدھ بار اور کسی مسئلہ یا بیماری کی صورت میں دو تین بار چکر لگانا ضروری ہے چاہے ڈیوٹی، دور کا سفر، بائیک چلانے کی وجہ سے تھکاوٹ کی بنا پر آپ کا برا حال ہو رہا ہو۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔

اِن سب کے باوجود اگر آپ نے صبر سے کام نہیں لیا بیوی کی کسی چھوٹی بات کے ماننے سے بھی انکار کیا تو آپ سننے کے لئے تیار رہیں۔ مزید اگر آپ نے کچھ الفاظ منہ سے نکالے تو بیوی روٹھ کر میکے جا بیٹھے گی اگر مزید بدتمیز یا نیچ خاندان کی ہوئ تو روٹھنے کے ساتھ ساتھ معمولی سی بات پر پوری گلی میں آپ کا تماشہ بھی بنائے گی۔

نصابِ تعلیم میں تبدیلی

پنجاب ہیومن رائٹس اینڈ مائنارٹی افیئرز ڈیپارٹمنٹ نے پنجاب کریکولم ٹیکسٹ بورڈ کو ہدایت جاری کی ہے کہ اسلامیات کے علاوہ دیگر مضامین کی نصابی کتب میں حمد، نعت، سیرت النبی اور دیگر دینی موضوعات پر مواد کی اشاعت پر پابندی لگائی جائے اور پہلے سے شامل مضامین کو بھی نکال دیا جائے۔

تعلیم کی اہمیت

دنیا میں اقوامِ عالم کو اپنا محکوم بنا کر حکومت کو دوام بخشنے کا ذریعہ تعلیم ہے۔۔

فاتح قوم جب مفتوحہ اقوام پر بزورِ طاقت و ہتھیار غلبہ پاتی ہے تو مفتوحہ قوم کو طویل عرصہ تک اپنا غلام بنائے رکھنے کے لئے اپنے ہی ہاتھوں مخصوص مرتب کردہ تعلیم کی ترویج و اشاعت کا اہتمام کرتی ہے۔

انگریز نے ہمیں شکست دینے کے بعد اپنی جمہوریت کی نحوست کو تعلیم کے ذریعے ہی عام کیا جس کی وجہ ہم آج تک ذہنی طور انگریز کے ہی غلام ہیں۔

اسکول کی تعلیم کیا کیا گل کھلائے گی اِس بارے میں ہمارے اکابرین بہت پہلے بتا گئے ہیں۔آج اسکول کالج کی تعلیمی نحوست کا اثر ہے کہ ہمارے ہی لوگ اسلام بیزار بنتے جا رہے ہیں، مسلم نوجوان بے حیاء و بدتمیز بنتے جا رہے ہیں۔

علم دولت بھی ہے، علم طاقت بھی ہے، علم نور بھی ہے، علم حسن بھی ہے اور علم انسان کا زیور بھی ہے۔

علم ترقی و کامیابی کا پہلا زینہ ہے۔

افکار و نظریات، سوچوں کے زاویے علم ہی کی بدولت بدلے جاتے ہیں۔

علم سے نظریات کیسے بدلے جاتے ہیں اِس کے لئے سیرت طیبہ سے ایک مثال عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

اسلام سے پہلے عربیوں کے نظریات کیسے تھے یہ بات ہر ذی علم شخص جانتا ہے۔زمانہ جاہلیت کے کٹر نظریات کے حامل اشخاص کی اُن جاھلانہ نظریات کو بھی نصاب کی تبدیلی کے ذریعے بدلا گیا یعنی رسولِ

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآنِ مجید کے ذریعے نہ صرف جاھلیت کے نظریات کو شکست دی بلکہ وہاں کے باشندوں کو اسلامی نظریات اپنانے والا بھی بنا دیا۔

علم وہ ہتھیار (اسلحہ) ہے جس کے ذریعے مغلوب اقوام کو بغیر جنگ کے اپنا غلام بنایا جاتا ہے۔

پاکستان میں درست نظامِ تعلیم تو پہلے سے ہی برائے نام تھی اب اُس برائے نام تعلیم کو مزید خرابیوں اور فساد کا جڑ بنانے کیلئے اسلامیات کے علاوہ بقیہ مضامین سے اسلامی ادبی لٹریچر خارج کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو مُنفعل مزاج پیدا کیا۔۔چیزوں کی اچھائی اور برائی سے متاثر ہونا انسانی طبیعت کا خاصہ ہے اسی بنا پر سکولی طلباء نصاب میں شامل اسلامی مضامین پڑھ کر کچھ نہ کچھ اچھے ضرور بن جاتے تھے۔

اسلامیات کے علاوہ دیگر مضامین سے اسلامی لٹریچر ختم کا یہ فیصلہ ایک ایسے وقت میں کیا گیا ہے کہ جہاں ہمارا نعرہ ہے "مجھے دشمن کے بچوں کو پڑھانا ہے"

دشمن کے بچوں کو پڑھاتے پڑھاتے میں نے اپنے بچے دین دشمنوں کے حوالے کر دیئے ہیں۔

قوم کتابوں سے پہلے سے ہی دور تھی لیکن اسٹوڈنٹس نصاب میں شامل اسلامی مضامین پڑھ کر کچھ نہ کچھ اسلامی شخصیات تھوڑا بہت متاثر ہو جاتے تھے لیکن اب اسے بھی ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

کٹھن اور مشکل حالات میں علمائے کرام کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ وہ قوم کو کتابوں کے قریب کریں ۔صحت مند اسلامی ادبی لٹریچر پر مشتمل کتب ورسائل کو مزید عام کریں ۔مدارس سے وابستہ افراد کو نظریاتی بنائیں۔

دورِ حاضر کے علمائے کرام قوم کو کتابوں کے قریب کرنے کی بجائے ویڈیو کلپس سننے، دیکھنے کی جانب راغب کر رہے ہیں۔

پاکستان کے بڑے بڑے علمائے کرام، مفتیانِ اسلام کے سوشل میڈیا پیجز کا جب ہم وزٹ کرتے ہیں تو

ہمیں آٹے میں نمک برابر ایسے علماء ومفتیان کرام نظر آتے ہیں جو سوشل میڈیا پر تحریریں لکھتے ہوں۔
دورِ حاضر کے چوٹی کے علماء ہر چھوٹے سے لے کر بڑے مسئلے تک کے جواب کے لئے ویڈیو کلپس بناتے نظر آرہے ہیں اِن بھلے لوگوں سے جب عرض کیا جائے حضرت کچھ جوابات آڈیو سے تحریر میں بھی تبدیل فرمالیجئے۔

جواب ملے گا قوم ویڈیوز دیکھتی ہے اس لئے ہم ویڈیو ہی بنائیں گے۔۔۔۔۔۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے ایسے دینی رہنماؤں کی بھی جو عوام کو اسلامی مزاج پر چلانے، اُن کی حرکاتِ بد کو بدلنے کی بجائے اُنہی کی مزاج پر چلتے ہیں۔

دوسری طرف چھوٹے سے لے کر بڑے بڑے لبرلز تک کی سوشل میڈیا پیجز کا وزٹ کریں تو وہ ویڈیوز آڈیوز بنوانے کی بجائے تحریریں لکھ لکھ کر عوام الناس کو گمراہ کرتے نظر آئیں گے اگر قوم صرف ویڈیوز ہی دیکھتی ہے تو یہ لبرلز اتنے بڑے بڑے آرٹیکلز کیوں لکھ رہے ہیں یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے۔

مدارسِ اسلامیہ جوامت کی رہنمائی کے لئے رجال پرووائیڈ کرتے تھے۔ جہاں سے فضلِ حق خیر آبادی، عطاء محمد بندیالوی جیسے کہنہ مشق مدرس پیدا ہوتے تھے اب وہ بھی ویران ہیں۔ مدارسِ میں کثرتِ رؤوس تو ہے لیکن قلتِ علم بھی عروج بام پر ہے۔

مدارس میں کثرت رؤوس کی وجہ سے کوائنٹیٹی نے کوالٹی کو ایسے ختم کر دیا ہے جیسے رات کا اندھیرا سورج کی روشنی ختم کر دیتا ہے۔

مدارس میں پڑھانے والے مدرسین کا علمی لیول اب یہ رہ گیا ہے کہ وہ خود ایک بار بھی اوّل وآخر کسی بھی فن کی ابتدائی اور متوسط کتابوں کو نہیں پڑھتے لیکن پھر بھی وہی فن پڑھا رہے ہوتے ہیں۔

مدارس میں کثیر مدرسین ایسے ملیں گے جو کئی سالوں سے تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہوں گے لیکن اُن کا حال یہ ہوگا کہ قرآنِ کریم کی کسی بھی ایک تفسیر از اوّل تا آخر انہوں نے مطالعہ نہیں کیا ہوگا،

جنھوں نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر مشتمل کوئی ایک کتاب بھی مکمل نہیں پڑھی ہوگی تاریخ کی کتابوں میں سے کسی ایک کتاب کا بھی مطالعہ نہیں کیا ہوگا یہی حال فقہ اور حدیث کا بھی ہے لیکن پھر بھی ایسے لوگ دینی استاد ہیں۔

مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی جس نے قرآنِ کریم کی کچھ تفاسیر یا کے ایک تفسیر بھی مکمل نہیں پڑھی، سیرت کی کتابوں کو چھوا تک نہیں، فقھی کتاب میں سے کسی ایک کا از اول تا آخر مطالعہ نہیں کیا، احادیث کا مطالعہ نہیں کیا وہ شخص دینی استاد کیسے ہے؟

مدرسے میں پڑھانے والا مدرس ہو یا مسجد کا امام۔۔۔اگر اِن دونوں میں کوئی علمی کوالٹی نہیں ہوگی، اِن کی گفتگو میں علم وادب کی چاشنی نہیں ہوگی،

نورِ علم کی تجلیوں سے اِن کی زبان وقلب خالی ہوگی تو وہ عوامِ مسلمین اور طلبائے دین کے دل جیتنے میں کیسے کامیاب ہوں گے؟

عوامِ مسلمین اور طلبائے کرام کے دلوں اسلام کی عظمت وہیبت کیسے بٹھائیں گے؟

کیسے لوگوں کے دلوں کو مُسخر کر کے انہیں عاشِورسول بنائیں گے؟

مدارس اور مساجد پیٹ پالنے کے ذرائع نہیں ہیں یہ اسلام کا قلعہ ہیں لیکن افسوس فی زمانہ لوگوں نے اِن دونوں مقدس پیشوں کو عام جابز کی طرح پیٹ پالنے کا ذریعہ بنالیا ہے۔

مسندِ تدریس اور منبرِ پر بیٹھا شخص اسلام کی نمائندگی کر رہا ہوتا ہے مجھے بتائیے جس نے رب العزت کا کلام نہیں سمجھا، رسول علیہ السلام کی زندگی کو نہیں پڑھا وہ اسلام کی کیا ترجمانی کرے گا؟

دین کے نام پر بنائے گئے بعض اداروں نے اپنے ورکرز کے لئے ولایتِ ٹیسٹ کا سلسلہ رکھا ہے جو ولایت ٹیسٹ پاس ہوا اسے کسی نہ کسی دینی منصب پر ضرور فائز کرنا ہے۔ یہ ولایتِ ٹیسٹ کئ سارے علمی ہیجڑوں کو روزگار کا موقع فراہم کرنے میں تیزی سے کام کر رہی ہے اگر یہی پوزیشن رہی تو آنے والے وقتوں میں کئ سارے لوگ اِس حدیث کا مصداق بنیں گے "اِتّخذ النّاسُ رؤوسا جھّالا

فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا"
ہم انگریزی جمھوری گورنمنٹ کی مُرَتّب کردہ نصاب میں تبدیلی کیا خاک لائیں گے ہم نے اسلامی نصابِ تعلیم کا بھی ستیاناس کر دیا ہے۔
آپ پوچھیں گے وہ کیسے ؟
وہ ایسے کہ مدارس میں علم الکلام پڑھایا جاتا ہے وہ علم جو سب سے اشرف، سب اعلی ہے کہ اس میں رب کی ذات وصفات کو دلائل سے جانا جاتا ہے۔
جسے علمِ توحید کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔
وہ علم جسے پڑھ کر، جس میں رسوخ حاصل کر کے ایک مسلمان کے ایمان کی مضبوطی علم الیقین سے عین الیقین پھر عین الیقین سے حق الیقین تک پہنچ کر مضبوط ہو جاتا ہے اُس علم کے پڑھانے والوں کا حال یہ ہے کہ انہوں نے خود اس علم کی صرف ایک کتاب اور وہ بھی نصاب کی حد تک پڑھی ہوتی ہے۔
جہاں علم الکلام کی صرف ایک نصابی کتاب پڑھ کر اُس کتاب کا مدرس بن جانا معمول ہو وہاں سے راسخ العلم والعقیدہ علماء پروڈکشن کی امید رکھنا ایسے ہی ہے جیسے کبوتر کے انڈوں سے عربی النسل گھوڑے پیدا ہونے کی آرزو کرنا۔
اے اربابِ مدارس! خدارا کچھ سوچیئے ڈھگے ڈھگے فارغ التحصیل لوگ فارغ کر کے معاشرے میں جہالتیں پھیلانے کی بجائے رجال پیدا کیجئے۔
درس نظامی کو چوں چوں کا مربہ مت بنائیے جو طلباء اہلیت رکھتے ہوں، جن کے اندر علم کا ذوق وشوق ہو جن کے حافظے اچھے ہوں اُنہیں درسِ نظامی کا طالبعلم ہونے کی شرف بخشیئے۔
نصابِ تعلیم میں منطق، فلسفہ جدید وقدیم، ریاضی، ھیئت، توقیت، اُقلیدس کا شامل کیجئے۔
دورانِ طالبعلمی ہی طلباء کو تحقیق وتخریج کا منہج سکھائیے۔ صحت مند مضامین کیسے لکھے جاتے ہیں اور صحت مند مضامین کی جانچ پرکھ کا کیا طریقہ ہے یہ بھی طلباء کو بھی بتائیے۔

دو دو گھنٹے کی درسِ نظامیاں ایجاد کر کے بدعات مت گھڑیئے۔ مختصر مختصر نصاب مکمل کروا کے سندِ فراغت تھما کر طلباء کو جھلِ مرکب مت بنائیے۔
مختصر درس نظامی کی جگہ فرض علوم کورس، اور سیرت کے اسباق رکھئے۔

بلھے شاہ، امر جلیل اور خدا

مشہور کالم نگار وسعت اللہ خان بی بی سی اردو سروس کے کالم نگاروں میں سے ہیں۔ آپ کبھی ان کی آواز میں اِن کا لکھا ہوا کالم سنیں اگر آپ اردو ادب سے واقفیت رکھتے ہیں تو آپ یقیناً اِن کو داد بغیر نہیں رہ پائیں گے۔
ایّامِ جاھلیت میں بی بی سی اردو سروس کا پروگرام سیربین میرے پسندیدہ پروگراموں میں سے ہوا کرتا تھا ایک وقت تھا کہ جب ہر پیر کو رات 8 بجے آواز سنائی دیتی تھی خبروں، تجزیوں، تبصروں اور حالاتِ حاضرہ پر مشتمل پروگرام سیربین کے ساتھ میں ہوں آپ کا میزبان شفیع نقی جامعی اور پھر اسی پیر والے پروگرام میں وسعت اللہ خان کی آواز میں کالم "بات سے بات" سنتا تو ایسا لگتا کہ ریڈیو کے سیلوں کا پورے ہفتے کا خرچہ وصول ہو گیا ہے۔
خیر جب سکول کا زمانہ ختم ہوا ہم کالجیئن بن گئے ابھی فرسٹ ائیر ہی میں تھے کہ کسی مسجد میں ایک کتاب رکھی دیکھی جلی حروف میں لکھا ہوا تھا "فیضانِ سُنّت"۔
اخبار جہاں پڑھنے کے شوقین چھوکرے نے زندگی میں پہلی بار کسی عالم دین کے کتاب کو چھوا۔۔۔۔۔۔نہ جانے کیا کشش تھی کہ فیضانِ سنت روز پڑھنے کا معمول بن گیا بس پھر کیا تھا ہم پڑھتے گئے اور دل بدلتا گیا۔
سُنی صحیح العقیدہ تو شروع سے ہی تھے الحمدللہ۔ ابا حضور پڑھے لکھے تو نہیں تھے البتہ کبھی کبھی اتنا ضرور بتاتے تھے کہ ہم لوٹا ہاتھ میں پکڑ کر بوریا بستر کندھوں پر رکھنے والے تبلیغی نہیں ہیں۔

ہمارے گاؤں میں مشہور تھا جواِن کے ساتھ چلّے پر جاتا ہے اُس کے ساتھ غبنِ فاحش کیا جاتا تھا۔ جس دن تبلیغیوں کی کسی جماعت کا گزر گاؤں ہوتا ہم بچے لوگ ڈر کے مارے گھر سے نہیں نکلتے۔۔۔۔

گائے بکریاں چرانے والے ہم بلوچی تو یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ یہ فیضانِ سنت لکھنے والی جماعت کون سی بلا ہیں لیکن کتاب پڑھ کر بہر حال ہمیں اپنے افعال وکردار میں مثبت تبدیلی محسوس ہوئی اور پھر ہم نے آکر عطرِ سُنت بانٹنے والے کی غلامی کا پٹا بھی گلے میں ڈال لیا۔

جب سے کسی کے غلام بنے سیر بین بھی چھوٹ گئ، اخبارِ جہاں بھی چھوٹ گیا، وسعت اللہ خان اور شفعی نقی جامعی مخلصینِ اسلام نہیں ہیں اس کی بھی تمیز آگئ الحمدللہ۔

دعا ہے اللہ کریم تادمِ آخر غلامانِ اعلیٰ حضرت کی صحبتِ فیضِ اثر سے فیضیاب رکھے آمین۔

لگتا ہے ماضی کے دریچے میں جھانکتے جھانکتے میں بہت دور نکل چکا ہوں قلم کی باگ کو واپس اصل مقصد کی طرف موڑتا ہوں لبرل کالم نگار وسعت اللہ خان نے وتایو فقیر، امر جلیل اور خدا،،،،،،کے عنوان سے اپنی کالم بات سے بات میں بے سند باتیں ذکر کرکے امر جلیل کے کالک کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرنے کی خوب کوشش کی ہے لیکن موصوف شاید بھول گئے تھے کہ کالے کوئلے سے ہاتھ صاف نہیں ہوتے،، مزید کالے ہوجاتے ہیں۔

بات کو مزید طول دینے کی بجائے مختصراًعرض کردوں کہ انسان دو چیزوں جسم وروح کا مُرکّب ہے۔

انسانی روح کوعقل اور نفس سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ تخلیقِ روح کے وقت خالقِ لَم یَزل نے انسانی روح میں تین چیزیں رکھیں (عقل کی طاقت) (غضب کی طاقت) (شہوت کی طاقت)۔۔۔

جب انسانی روح جسمانی کثافت سے آزاد تھی، عقل کی طاقت اُس پر غالب تھی تو خالقِ کائنات جلّ وعلانے عالَمِ ارواح میں تمام روحوں کو جمع فرماکر ارشاد فرمایا "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ"؟

کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟

سب نے جواب دیا "قالوا بَلٰی" کیوں نہیں یعنی بے شک آپ ہی ہمارے رب ہیں۔

عالَمِ اجساد میں جسمانی کثافتوں، شہوات کی جال یا پھر بُرے ماحول کی وجہ سے کوئی کافر ہو گیا تو کوئی سکھ، کوئی پارسی بن گیا تو کوئی لبرل، کوئی اثنا عشری بن گیا تو کوئی چلے کاٹنے والا گنجا۔۔۔

اللہ پاک نے انسانوں کی ہدایت اور عالَمِ ارواح میں اقرارِ ربّوبیت والی بات یاد دلانے کے لئے انسانوں کی طرف کم و بیش 124000 انبیائے کرام علیھم السلام بھیجے، آسمانی صحیفے نازل کئے، چار آسمانی کتابیں اتاریں۔ سب سے آخر میں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت ہی آخری ہدایت اور آپ پر نازل ہونے کتاب ہی راہِ نجات بتانے والی ہے۔

قرآنِ کریم ہداہت ہے۔ اس کتابِ ہدایت سے ہدایت پانے کے لئے دل و دماغ کا پاک ہونا ضروری ہے جو لوگ ظاہری یا باطنی ناپاکیوں کا شکار ہوتے ہیں وہ قرآن کے اسرار رموز کو کبھی نہیں جان سکتے کیونکہ خود قرآن میں اللہ پاک نے فرمایا ہے "لا یمسہ الا المطھرون"

انسانوں کا خیر القرن کے زمانہ سے بُعد (دوری) جیسے جیسے بڑھتا گیا اور بڑھتا جا رہا ہے ویسے ویسے لوگ اپنے مقصدِ حیات اور عالم ارواح میں کی جانے والی اقرار کو بھی بھولتے گئے اور بھول رہے ہیں۔۔

نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اب کوئی بھی نیا نبی نہیں آئے گا اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں۔

اب انسانوں کی ہدایت کے لئے عالم اولیائے کرام ہر صدی میں پیدا ہوتے رہیں گے جو خود پاک نفس ہوں گے اور انسانوں کی تربیت کر کے اُنہیں اُن کا وعدہ و اقرار یاد دلائیں گے۔

رب العزت جلّ جلالہ ارشاد فرماتا ہے "وما خلقتُ الجن والانسان الّا لیعبدون"

میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کے لئے پیدا کیا۔

عابد جس کی عبادت کرے گا کماحقہ اس کی ذات سے کچھ نہ کچھ واقفیت ہونا ضروری ہے کہ میں کس کی عبادت کر رہا ہوں؟

کیوں کررہاہوں؟

اس کے معبود کے لئے کیاواجب،اور کیا محال ہے؟

لہٰذاازروئے قرآن وسنت احکامُ اللہ،افعالُ اللہ،اسماءُ اللہ،صفاتُ اللہ،ذاتُ اللہ کی معرفت لازم ہوئی وگرنہ اِن سب کے بغیر عابد کی عبادت محض بے ذوق ہوکررہ جائے گی۔

احکامُ اللہ سے لے کر ذاتُ اللہ تک پہنچنے کے دو راستے ہیں جن میں ایک راستہ سلوکِ فرضی ہے اور دوسرا سلوکِ نفلی۔

عابد جب سلوک فرضی کے جملہ مدارج طے کر چکتا ہے تواُس کے دل میں اپنے معبودِ حقیقی کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

سلوک فرضی کے جملہ مدارج طے کر چکنے کے بعد عابد پھر جیسے جیسے سلوک نفلی پر چل رہا ہوتا ہے تواُس کی محبت میں مزید حدّت بڑھانے کے لئے درد پیدا ہوتا ہے پھر جیسے درد بڑھتا ہے ویسے ویسے عشق کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے پھر عشق کی تپش میں جل جل کر ایک مقام ایسا بھی آجاتا ہے کہ عابد کے گلے میں رسی ڈال کر تپتی ریت پر گھسیٹا جاتا ہے، سینے پر بھاری پتھر رکھ کر کوئلے کے گرم انگاروں پر ننگی پشت کے ساتھ لٹایا جاتا تب بھی وہ پکار پکار کر کہتا ہے "احد احد"

اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے۔

عشق کا یہ مقام ایسا ہے کہ عاشق جمالِ یار میں محو ہوکر سولی چڑھتے ہوئے بھی نہیں گھبراتا جیسے حضرت منصور حلاج کے ساتھ ہوا۔

وصال یار کے شوق میں نمازیں پڑھنا،اذانیں دینا،سجدے کرنااس کا مزہ ہی الگ ہے۔

دردِ دِل کے ساتھ لقاءِ حق کی ملاقات کا شوق رکھ کر مکّے میں اپنے عزیزوں، مال مویشی، تجارتی سامان اور گھر کے آنگن کو چھوڑ کر مدینے کی طرف رختِ سفر باندھنے کا ابھی اپنا ایک الگ مزہ ہے۔

جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں؟

محبت، شوق، درد، لذت عشقِ حقیقی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خواجہ میر درد نے بھی کہا تھا

"دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انساں کو

ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں"

سلوکِ فرضی طے کر چکنے کے بعد انسان کے دل میں جب حقیقی محبتِ الٰہی جنم لیتی ہے تو وہ بے باکی سے پاک ہو کر عاجزی کا پیکر بن جاتا ہے، وہ ہرزہ سرائیاں کرنے کی بجائے خوگرِ حمد بن جاتا ہے اُس کے خاشیہ خیال میں بھی کیوں کا لفظ نہیں آتا۔

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اِس حقیقت کی راز کو کھول کر بیان کیا اور قیامت تک پیدا ہونے امر جلیل جیسے پلیدوں کو بتا دیا کہ اے پلیدو! اہلِ محبت، دردِ دل بیان ضرور کرتے ہیں، رب قدوس کی شان میں بے ادبیاں نہیں کرتے۔

آپ فرماتے ہیں

"جس دل وِچ عشق نہ رچیا، کتے اوس توں چنگے

مالک دے گھر راکھی دیندے، صابر بھکھے ننگے

مالک دا در نہیں چھڈدے، پاویں مارے سوسو جتے

اٹھ بھلیا یار منالے، نئیں تے بازی لے گئے کتے۔

قرباں جاواں حضرت بابا بھلے شاہ نوں۔۔ کیسی پیاری حقیقت بیان کی کہ انسانِ حقیقی کہ جس کے روح کی عقلی طاقت غالب ہو وہ اپنے مالکِ حقیقی کی نافرمانی کبھی نہیں کرتا بلکہ ہر گھڑی، ہر لحظہ احکاماتِ خدا کی پیروی کرتا ہے چاہے اُس پر کیسی ہی آفت آن پڑے۔

وہ انسان حقیقی جس نے احکامُ اللہ کا علم پا کر اُن پر عمل پیرا بھی ہوا وہ اپنے مالک سے ہی لو لگائے رکھتا ہے چاہے اُس کا مالک اس پر کیسی ہی آزمائش کیوں نہ ڈال دے۔

ایک طرف اللہ کے حقیقی عاشق بندے اور دوسرے طرف امر جلیل جیسے بد اطوار جس کو نہ واجب کا پتا نہ

محال کا علم، نہ ذات کی معرفت، نہ صفات کی پہچان بس بیٹھے ہیں انتظار میں کہ کب موقع ملے اور ہم اپنی منہ سے غلاظت ہنگنا شروع کریں۔

میری کمینگی (میں نے خدا کو لاجواب کر دیا)

میں امر جلیل ہوں۔ لوگ کہتے ہیں میں ایک ادیب ہوں میری کمینگی، بے ادبی، دریدہ دہنی ملاحظہ کیجئے۔ پچھلے دنوں میری ایک ویڈیو وائرل ہوئی جسکا کل دورانیہ 20 منٹ ہے۔ 20 منٹ کی ویڈیو میں میں بیسیوں مرتبہ توہینِ خداوندِ قُدّوس کا مرتکب ہوا ہوں۔

میری پہلی گستاخی کی کہ میں نے کہا میرے سوال نے خدا کو لاجواب کر دیا۔

قارئینِ کرام! ذرا میری بے حیائی، ڈھیٹ پن، اندر کی گندگی، دل و دماغ کی غلاظت ملاحظہ کریں۔۔۔

جس خدا نے مجھے ایک بے جان نطفے سے پیدا کیا،،،،،، وہ نطفہ جس میں نہ خون تھا، نہ گوشت، نہ پوست تھا، نہ ہڈیاں تھیں۔

ایسا نطفہ جس میں عقل و شعور کچھ بھی نہیں تھی مجھے اُس عظیم قدرت والے رب نے ایسے نطفے سے پیدا کیا۔

میں کچھ بھی نہیں تھا اُس ذاتِ والا نے مجھے وجود بخشا، جب میں ماں کے پیٹ میں تھا اُس قادر کریم رب نے ماں کے پیٹ میں ہی میرے لئے خوراک کا انتظام فرمایا۔

جب میرا جنم ہوا تو میرے منہ میں دانت نہیں تھے جن سے میں کھانا چبا کر پیٹ کی آگ بجھاتا۔۔۔ میری آنتیں بھی نہایت کمزور تھیں جو سخت خوراک، تیز مرچ مصالحہ والے سالن کو ہضم کرنے کے قابل نہیں تھیں،،،، میں پانی بھی نہیں پی سکتا تھا اُس رزّاق رب نے میرے لئے ماں کی دودھ کی صورت میں خوراک کا انتظام فرمایا،،،، صرف خوراک کا انتظام نہیں کیا بلکہ میری ماں کے دل میں شفقت و ممتا بھی پیدا کی کہ وہ مجھے سینے سے لگائے اپنا خونِ جگر پلائے، میری گندگی صاف کرے۔۔۔

میں جیسے جیسے بڑا ہوتا گیا میری ہڈیاں، میرا جسم بھی اُس رب کے کرم سے مضبوط ہوتا گیا، میرے لئے خوراک کے انتظامات بھی ہوتے گئے جس رب نے مجھے عقل و شعور دیا، عقل و شعور کی میموری میں کتابیں محفوظ رکھ کر، پڑھ لکھ کر میں ایک ادیب بن گیا۔۔ آج میری دریدہ دہنی دیکھئے کہ میں کہتا ہوں میں نے سوال کرکے خدا کو لاجواب کردیا۔

میں کتنا کمینہ اور بیچ شخص ہوں کہ مجھے معلوم ہے خدا نے انسان کو عقل کی طاقت دی،،،، عقل کی روشنی میں آج کا انسان پوری کائنات کو مُسخّر کرتا جارہا ہے، عقل کے صرف ایک معمولی سے خُلیے کو استعمال میں لاکر آج کے انسان نے دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

نت نئی ایجادات و تسخیرِ کائنات یہ صرف عقل کے ایک معمولی سے خُلیے کا کرشمہ ہے وہ خلیہ اُس کریم رب کی مخلوق ہے لیکن میں کمینگی اختیار کرکے کہتا ہوں کہ میرے سوال نے خدا کو لاجواب کردیا ۔خدائے پاک اُس وقت لاجواب نہیں ہوا جب وہ ایک بے جان، بے شعور نطفے سے میری تخلیق کا ارادہ فرماچکا تھا، جب وہ مجھ جیسے کے لئے میری ماں کے دل میں پیار و ممتا کے جذبات پیدا کرنے کا ارادہ فرماچکا۔

اگر وہ رب چاہتا تو میری پیدائش کے بعد میری ماں مجھے کتوں کے آگے بھی پھینک سکتی تھی لیکن اُس نے میرے لئے خیر کا ارادہ فرمایا آج میں کتنا کمینہ بن چکا ہوں کہ کہتا ہوں خدا کو ماں کے ممتا کا علم بھی نہیں ہے ۔لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

لوگو! قدّوس رب کی شان میں دریدہ دہنی کرکے میں امر جلیل غلیظ ترین سوچ کا مالک بن گیا ہوں میں اور میری حمایت کرنے والے اخبث ترین لوگ، بیچ اور کمینہ ہیں۔

میری قوم اور بیری کے پتے۔

کل شام کراچی کے مختلف علاقوں احسن آباد، ڈاؤ ہاسپٹل ایریا، صفوراں گوٹھ، موسمیات، ملیر ہالٹ،

ائیر پورٹ، ماڈل کالونی، انڈس چورنگی، کورنگی نمبر 4 اور 5 کے طرف جانا ہوا۔ مختلف جگہوں پر لوگ بیری کے درختوں سے لا اسرافَ فی الخیر والا معاملہ کررہے تھے۔ جہاں کہیں بیری کا درخت دکھا وہاں کئی کئی لوگ گاڑیاں، موٹر سائیکلیں روک کر پتے توڑ رہے تھے تاکہ بیری کے پتے پانی میں ڈال کر نہائیں اور جادو سے محفوظ رہیں۔

سنا ہے کہ 15 شعبان المعظم کی رات جو شخص بیری کے پتوں والے پانی سے نہاتا ہے اللہ پاک کے کرم سے سارا سال جادو سے محفوظ رہتا ہے۔

دیکھا جائے تو گلی محلوں میں کئی ایسے لوگ ہوں گے جن کا گزر سفر بھی بڑی مشکل سے ہو رہا ہوتا ہے وہ بھی 15 شعبان کی رات بیری کے پتوں والے پانی سے نہانے کا اہتمام کرتے ہیں اُن غریبوں پر کون سا شخص کس بنا پر جادو کرے گا یا کروائے گا اِس لوجک تک پہنچنے میں،،،، میں اب تک محروم ہوں۔

بیر کے درختوں کے ساتھ لوگوں کا رویہ دیکھتا جارہا تھا،،، بائیک اپنے منزل کی جانب رواں دواں تھی کہ مجھے ایک خیال آیا،،،، اُس خیال کے آتے ہی سوچ و فکر کے گھوڑے بڑی تیزی کے ساتھ دوڑاتے ہوئے میں نے خود سے پوچھا کہ کیا میری قوم کو صرف جادو سے خطرہ ہے؟

جواب ملا تمھاری قوم میں توھم پرستی بہت زیادہ ہے اسی لئے اُن کو جادو کے سائیڈ افیکٹس ہی سمجھ آئے۔ قوم کے واعظین کی اکثریت اگر پختہ خیال راسخ العلم ہوتی تو باقی چیزوں کے سائیڈ افیکٹس بھی قوم کو نظر آتے۔

ٹی وی، انٹرنیٹ و دیگر ذرائع کے تَوسّط سے بے حیائی کا اژدھا منہ کھولے تمھاری قوم کو بڑی تیزی سے نگلتا جارہا ہے لیکن بے حس قوم جادو سے بچاؤ کے لئے بیری کے پتے توڑنے میں مصروف ہے۔ علم سے دور حرص و ہوس کے مارے انسان نُما شیطانوں کی وجہ سے بچے بچیوں کی عزتیں غیر محفوظ ہیں۔ بچے بچیوں کو درندگی سے بچانے کے لئے احتیاطی تدابیر نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن قوم کو خطرہ صرف جادو سے ہے اس لئے بیری کے درخت کی خیر نہیں۔

آئی، ایم، ایف سے لئے گئے قرضوں پر سود در سود رقمیں دے دے کر ہم بے جان ہو چکے ہیں ہنوز قرضے کم ہونے کی بجائے بڑھتے جا رہے۔ ہیں۔۔۔۔آئی ایم، ایف کے شرائط پر حکومت کو ٹیکسز دے کر ہمارے باپ داداؤں کی کمریں دوھری ہو چکیں ہیں لیکن مہنگائی کا طوفان ہے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا لیکن قوم کو خطرہ صرف جادو سے ہے اِس لئے توڑو بیری کے پتے۔

تعلیمی اداروں، جامعات، مدارس، مساجد میں لائیبریریاں نہ ہونے کے برابر ہیں، نئے دور کے مصنفین کی کتابوں میں صحت مند علمی لٹریچر ورق ورق کنگھالنے سے بھی دستیاب نہیں ہے، لائیبریوں کی کمی اور نئے دور کی کتابوں میں صحت مند علمی مواد خاطر خواہ نہ ہونے کی وجہ جہالت نسل در نسل پھیلتی جا رہی ہے لیکن ہمیں خطرہ صرف جادو سے ہے اِس لئے نہاؤ بیری کے پتوں سے۔

اکثر مدارس میں علم الکلام کے ماہرین ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہے، علمی ذوق رکھنے والے اساتذہ کمیاب ہوتے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے اکثر مدارس علماء پروڈیوس کرنے کی بجائے ڈھگے پروڈیوس کرتے جا رہے ہیں لیکن قوم کو خطرہ صرف جادو سے ہے اس لئے ڈھونڈو بَیرؔی کے پتے۔

اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھ کر قوم کی تقدیر کا فیصلہ کرنے والوں میں سے اکثریت کا تعلق مافیاز سے ہے لیکن قوم جادو سے بچاؤ کی تدبیر میں مصروف ہے۔

بیان کرنے کو تو بہت کچھ ہے لیکن فی الحال یہی قبول کر لیں۔

خوف ہے کہیں کوئی صاحب اپنی جہالت کی وجہ سے 15 شعبان المعظم کی رات بیری کے پتوں والے پانی سے نہانے کو معمولاتِ اہل سنت قرار دے کر مجھے سُنیت سے خارج نہ کرنے دے۔

سخاوتِ عثمانی اور آج کی مُسلِمُ دنیا۔

کسی سلطنت، ملک، تنظیم، کمیونٹی کی ترقی و استحکام کا مدار چاروں چیزوں پر ہے۔

نمبر 1۔

اپنے مذہبی نظریات پر پختگی کے ساتھ قائم ہوں۔

نمبر2۔

معاشی طور پر مُستحکم ہوں۔

نمبر3

اپنے دینی و دنیاوی معاملات، فیصلے خود ہی ہینڈل کرتے ہوں۔

نمبر4

آپس میں مُتحد ہوں۔

برّصغیر پر انگریزوں کے تسلّط اور سلطنتِ عثمانیہ کے زوال کے وقت سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ مسلمان سلطنت عثمانیہ کی مدد کیسے کریں اور مسلمان دوبارہ کیسے عروج پائیں ؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ شریف جلد 15 میں مسلمانوں کے دوبارہ عروج کے متعلق یہی چار شرائط اپنے خاص علمی اندازے میں بیان فرمائے جن کو میں نے اپنے مضمون میں آسان کر کے خلاصۃً اوپر بیان کر دیا ہے۔

18 ذوالحجۃ الحرام مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ، دامادِ رسول سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یومِ شہادت ہے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی یوں تو بے شمار خوبیاں ہیں لیکن ایک خاص وصف جو آپ رضی اللہ عنہ کو دوسرے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ممتاز کرتی ہے وہ ہے سخاوت۔۔

آپ رضی اللہ عنہ کی سخاوت کے تعلق سے آج کے اِس مضمون میں ہم مختصراً جانیں گے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مشکل وقت میں ریاستِ مدینہ کے قیام واستحکام کے لئے اپنے مال کی سخاوت کرنا۔

غزوہ تبوک کو جَیشُ العسرہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔اِس غزوہ کا پسِ منظر کچھ اِس طرح ہے کہ مدینہ شریف میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس خبر پہنچی کہ وقت کی سپر پاور سلطنت روم مدینہ شریف پر حملہ آور ہونے والا ہے۔خبر پاکر پیارے آقا صلی علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور فرمایا اِس سے پہلے کہ وہ لوگ حملہ کریں ہم پہلے ہی اُن کی پیشِ قدمی کرتے ہیں۔۔

سیرت نگار لکھتے ہیں کہ قحط سالی کا زمانہ تھا۔لوگوں کے پاس خوراک بھی واجبی سا تھا۔سخت گرمی کے دن تھے۔لُو ایسی چلتی تھی کہ جسم کی کھال کو جلا دیتی تھی۔پھر تبوک اور مدنیہ شریف کے درمیان فاصلہ بھی طویل تھا یعنی یہ لشکر اپنے مرکز سے دور تقریباً 700 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے دشمنی کی پیش قدمی کرنے جارہی تھی اور دشمن بھی کوئی عام نہیں بلکہ وقت کا سپر پاور جس نے سلطنت فارس کو بھی شکست دی تھی۔

غزوہ تبوک کے موقع سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اسلامی لشکر کی مدد کے حوالے سے حافظ ابن عبدالبر "الاستیعاب" میں روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے لشکر کے لئے 950 اونٹ 50 گھوڑے اور دس ہزار دینار پیش کئے۔سُبْحَانَ اللّٰہِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اتنے خوش ہوئے کہ ارشاد فرمایا "ما ضرّ عثمان ما عمل بہ بعد الیوم، اللھم ارض عثمان، فانی عنہ راض"۔

آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) کا کوئی کام اُنھیں نقصان نہیں پہنچائے گا، اے پروردگار! میں عثمان سے راضی ہوں، تو بھی عثمان سے راضی ہو جا!۔

مقامِ غور

اسلام ریاست قائم ہو چکی تھی۔ریاست کو استحکام و دوام بخشنے کے لئے مال کی ضرورت ہے۔قحط سالی کا زمانہ ہے۔سختی کے ایّام ہیں. ایسے موقع پر بھی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مال خرچ کرنے سے دریغ نہیں کررہے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترغیب پر آگے بڑھ چڑھ کر اپنا مال خرچ کررہے ہیں۔

آج دنیا کے کسی بھی خطے میں اسلامی سلطنت قائم نہیں ہے ہاں برائے نام مسلمان ممالک بہت سارے

ہیں۔اسلامی سلطنت کا قیام یا اسلامی سلطنت کے قیام کے لئے کوششیں کرنا نماز، روزہ کی طرح فرض ہے لیکن اِس اہم ترین فرض کے قیام سے امّت غافل ہے۔یہ ایک ایسا فرض ہے جس سے تمام فرائض دینیہ کا قیام وابستہ ہیں۔

خدا جانے اِس فرض کے قیام کے لئے کوشش کئے بغیر ہمارے نماز روزے، حج، زکوٰۃ، صدقات وغیرہ قبول بھی ہونگی یا نہیں۔

ممکنہ سوال

اسلامی سلطنت کا قیام یا اس کے لئے کوششیں کرنا نماز روزہ کی طرح فرض کیسے ہے ہم نے تو آج تک نہیں سنا کہ یہ بھی فرض ہے؟

جواب

آپ کا نہ سننا اِس فرض کو غیر فرض نہیں کردے گا۔

اِس فرض کی اہمیت کے حوالے سے ہم دو باتیں ذکر کریں گے۔

پہلی بات

حدیثِ پاک میں ہے "من مات بغیر امام مات میتۃ جاھلیۃ" یعنی طاقت وقدرت کے باوجود شرعی حکمران مقرر کرنے کے لئے جدوجہد کئے بغیر جو مرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

دوسری بات

اِس اہم ترین فرض کے قیام کی اہمیت اِس بات سے بھی ثابت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد اکابر صحابہ کرام علیھم الرضوان نے تجہیز وتکفین سے پہلے شرعی حاکم مقرر کرنے کا کام سب سے پہلے کیا۔

صحابہ کرام علیھم الرضوان جانتے تھے کہ اسلامی سلطنت کے قیام اور شرعی حکمران کے بغیر فرائضِ دینیہ کی پابندی اور تحفظ دین وایمان ممکن نہیں ہے اس لیے اُن مبارک نفوسِ قدسیہ نے بقائے دین

کے لئے سب سے پہلے شرعی حاکم چنا۔

اسلامی سلطنت کے قیام سے پہلوتہی کا انجام دیکھئے کہ آج کعبۃ اللہ الحرام زائرین سے خالی ہے۔ دنیا کی اکثر مساجد میں نماز ایس او پی کے تحت پڑھا جارہا ہے۔ برائے نام اسلامی ملکوں کی معیشت کی چکی سود کے سہارے چل رہی ہے۔ دنیا میں اسلام اور شعارِ اسلام کو نشانہ بنایا جارہا ہے لیکن ظالموں کو روکنے والا کوئی نہیں۔ یہ سب نحوستیں محض اِس وجہ سے ہیں کہ دنیا میں کسی بھی جگہ اسلامی سلطنت قائم نہیں ہے۔۔۔۔اور ہم نے اسلامی سلطنت کے قیام کے لئے کوششیں بھی ترک کردی ہیں جبکہ ہمارے اکابرین یعنی امام اھل سنت سے لے کر شاہ احمد نورانی صدیقی تک، فضل حق خیرآبادی سے لے کر رئیس القلم علامہ ارشد القادری تک ہر ایک نے اسلامی سلطنت کے لئے کوششیں کیں۔

جہاں تک بات ہے کہ آپ نے اِس اہم ترین فرض کے بارے میں نہیں سنا تو یہ اِس لئے کہ آپ اور آپ کے آس پاس کے اکثر مذھبی پیشوا جھلِ بسیط کا شکار ہیں۔

جھلِ بسیط کی وضاحت

"ھو عدم العلم عمّا من شانہ آن یکون عالما" کسی ایسی شئ کا نہ جاننا جس کا جاننا ضروری ہو۔

اسلامی سلطنت کے قیام کے لئے کوششیں وہی لوگ کرتے ہیں جو اسلامی فکر پر مضبوطی سے قائم ہوں ۔جو فکرِ اسلامی کو فکرِ مغرب سے جدا اور ممتاز سمجھتے ہوں۔۔

دنیا میں سخاوت کی مثالیں آج بھی قائم ہیں۔لوگ آج بھی سخاوت اور دریا دلی سے کام لیتے ہیں ۔تقریبًا دنیا بھر میں مساجد، مدارس کا کام نیز فلاحی کام چیریٹی یعنی عوامی فنڈ پر چلتے ہیں۔

مدارسِ اسلامیہ کو لوگ ہر سال لاکھوں روپے فنڈ دیتے ہیں اور دینا بھی چاہئے کہ یہی مساجد، مدارس تو ہیں جو ہماری دین وایمان کے تحفّظ کا سامان کرتے ہیں۔

اگر اہلِ مدارس صدقِ دل چاہیں تو اسلامی سلطنت کا دوبارہ قیام ممکن ہے۔اسلامی سلطنت کے

قیام کے لئے اہلِ اسلام کا اپنے نظریات پر پختگی کے ساتھ قائم ہونا اور دین کے ساتھ وفاداری لازمی امر ہے۔

اسلامی نظریات پر پختگی کے ساتھ قائم ہونے کے لئے اسلامی معاشرے کے افراد کا علمِ دین سے واقف ہونا ضروری ہے۔علم کے بغیر نظریات پر پختگی حاصل ہونا ناممکن ہے۔

لوگوں کو علم دین سکھانا، فکرِ اسلامی کی آبیاری کرنا مدارس سے فارغ التحصیل علماء کا کام ہے لیکن افسوس آجکل مدارسِ کے ڈگری یافتہ کثیر لوگوں کو عالمِ دین کہنا خود دین کی توہین ہے الّا ماشاء اللہ۔

فکرِ اسلامی کی آبیاری، اسلامی سلطنت کے قیام کے لئے مدارسِ اسلامیہ کا مفیدِ مقصد نہ ہونے کی بہت ساری وجوہات میں سے ایک وجہ مہتمین کا نصابِ تعلیم کے ساتھ ناروا سلوک بھی ہے۔

اہلیانِ مدارس عوامی فنڈ سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے قدیم نصاب کو بہترین طریقے سے پڑھانے کا اہتمام کر کے جدید منہجِ تعلیم کے اہداف کو پاسکتے ہیں لیکن وہ ایسا نہیں کر رہے ہیں۔

ماضی قریب میں مدارسِ اسلامیہ کے نصاب میں ریاضی، توقیت، ھیئت وغیرہ علوم بھی شامل تھے لیکن اب ریاضی، ھیئت اور اِن جیسی دیگر علوم کو خیر آباد کہہ دیا گیا ہے اور علمِ توقیت کو بعض جگہ تخصص میں شامل کیا گیا ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ اہلِ مدارس ایک شخص کے ہاتھ ڈگری تھما کر کہتے آپ عالم بن گئے ہیں اور اُن صاحب کا حال یہ ہوتا ہے کہ اُسے اوقاتِ صلٰوۃ کا بھی علم نہیں ہوتا۔۔

نصابِ تعلیم کے ساتھ ناروا سلوک کی چند جھلکیاں۔

نمبر1

مسندِ تدریس نااہل لوگوں کے حوالے کرنا۔۔اِس کی اتنی مثالیں ہیں کہ بیان سے باہر ہے۔

نمبر2

باربار نصابی کتب چینج کرنا۔ بعض جگہ تو یہ بھی دیکھا گیا کہ ایک کتاب ڈھائی دو ماہ سے پڑھائی جارہی تھی

پھر مہتمم صاحب نوٹیفکیشن جاری کرتا ہے یہ کتاب نہیں اِس کی جگہ دوسری کتاب پڑھانا ہے پھر چند ہفتے وہ کتاب پڑھائی گئی پھر ایک اور نوٹیفکیشن آجاتا ہے وہی پہلے والی کتاب کو شامل نصاب کیا گیا لہذا اب وہی پڑھائیں۔

باربار نصابِی چینج کرنا اور درمیانِ سال نصابِی کتاب چینج کرنے کے لئے ٹانگ اڑانا خطرناک ثابت ہوتا ہے کئی طلباء کا دل تعلیم سے اچاٹ ہوجاتا ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ تعلیم ہے یا مذاق کبھی یہ کتاب پھر چند ہفتے بعد وہ کتاب۔

نمبر4

نصابِ مرتّب کرتے وقت تنخواہ دار ملازمین کو بٹھانا جنھیں صرف اپنی سیلری سے مطلب ہے۔دین ومذھب کی اُنہیں کوئی فکر نہیں ہوتی چنانچہ وہ نصاب اِس طرح مرتّب کرتے ہیں کہ فلاں کتاب کے 121 صفحات 30 دن میں پڑھانے ہیں نیز پڑھاتے وقت اِس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ طلباء کو سبق آسان انداز میں سمجھ آئے اور وہ مُتصلّب سنی بنیں طُرفہ یہ کہ وہ بچے ہوتے بھی پہلی کلاس کے ہیں جو اپنے گھروں سے ابھی اٹھ کر آئے ہوتے ہیں جنھیں مدرسہ میں پڑھنے کا کوئی تجربہ بھی نہیں ہوتا۔اب تیس دنوں میں 121 صفحات پڑھنا اور پھر متصلب سنی مسلمان بنانا کمال درکمال ہے۔سب کہیئے سُبحَانَ اللّٰہِ

ماضی قریب میں مدرسہ سے فارغ التحصیل طلباء علمِ فقہ، علم الکلام، علم منطق، علم توقیت سے کسی نہ کسی حد تک واقفیت رکھتے تھے۔لسان وقلم کے ذریعے اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی صلاحیت بھی اُن میں کسی نہ کسی حد تک ہوتی تھی پر افسوس آجکل جو حال ہے وہ بے حال ہے۔

آجکل دینی مدارس میں ایک نئی اصطلاح بھی داخل ہوچکی ہے سوفٹ اسکیل کورس یعنی موٹیویشنل اسپیکر سے رہنمائی لینا۔اب موٹیویشنل اسپیکر طلبائے کرام اور علمائے کرام کو موٹیویٹ کررہا ہوتا ہے کہ انگلش کا ایک مقولہ ہے حالانکہ عربی زبان کی اہمیت وافادیت کو موٹیویشنل اسپیکروں کے ابا یعنی

مستشرقین بھی مان چکے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔فن گفتگو کا یہ طریقہ ہے۔فلاں ماہر نفسیات نے یہ کہا ہے وغیرہ وغیرہ۔

مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ قرآن کریم، احادیث رسول، سیرت کے مطالعہ نگار اور تاریخی اسلام پڑھنے والوں میں موٹیویشنل اسپیکرز کو گھسیڑنا کس لئے اور کس مقصد کے تحت ہے۔بھلا الوصایا للامام الاعظم، تعلیم المتعلم وطریق التعلم، تاریخ دولتین، مردانِ عرب جیسی کتابوں کو پڑھنے والوں کے سامنے موٹیویشنل اسپیکر کو کھڑا کرنا اور کہنا کہ آپ اُن کی تربیت کریں بے انصافی نہیں تو درست بھی نہیں ہے۔
دعائے اللہ پاک ہمارے مدارس کو مفیدِ مقصد بنائے اور عوامی فنڈ کو خالص اصل تعلیمات دین کو ترقی وعروج دینے میں استعمال کی بخشے۔آمین۔

کرونا ویکسین اور مذہبی جماعتوں کا کردار

پارہ 19 سورۃ الفرقان آیت نمبر 73۔

اللہ پاک کا پاک کلام قرآن کریم (رحمٰن کے بندے کون سے ہیں اور اُنکی نشانیاں کون سی ہیں) کے متعلق ارشاد فرماتا ہے.

"وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا"

اور وہ کہ جب اُنہیں اُن کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو اُن پر بہرے، اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

قارئینِ کرام! غور فرمائیے "آیات رب کی ہیں اور وہ آیتیں رب کے بندوں کو یاد دلائی جارہی ہیں"۔۔۔۔قرآن کریم اُن بندوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ رحمٰن کے وہ خاص بندے رب کی آیتوں پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے بلکہ سوچتے ہیں، سمجھتے ہیں اُن آیات کی معانیوں میں غور وفکر کرتے ہیں۔

غوروفکر اور تَدَبُّر یہ مومنِ حق کی نشانیوں میں سے ہے ۔جب مومن قرآنِ کریم کی آیتوں پر بلاسوچے سمجھے ، اندھے بہرے ہوکر نہیں گرتے ہیں تو موجودہ زمانہ میں کرونا وائرس اور کرونا وائرس ویکسین کے متعلق اندھے بہرے ہوکر لوگ کیوں گرے جارہے ہیں۔

مذھبی دنیا میں بھی ایک سے ایک رنگ روٹ قوم کو چ بنانے کے لئے موجود ہیں۔کرونا وائرس کو آئے ہوئے دوسال مکمل ہوگئے ہیں۔اِن دوسالوں میں کیا کیا واقعات ہوئے اور مذھبی لیڈروں کا کردار کیسا رہا حکمرانوں اور میڈیا نے قوم کو کیسے چ بنایا اور مذھبی لیڈر کیسے خاموش تماشائی بنے رہے آئیے صرف چند ایک واقعات کی نشاندہی کرکے اصل حقیقت جانتے ہیں۔دل تھام کر پڑھئے۔

نمبر1

آج سے چار مہینے پہلے جب کرونا وائرس کی دوسری لہر کی تیزی کا شوشہ چھوڑا گیا تو اسرائیل میں عین اُسی وقت تمام یہودی اجتماعی طور پر بغیر ماسک ، اور بغیر سماجی فاصلہ کے دیوار گریہ کے پاس جمع ہوکر اپنے مذھبی رسومات ادا کررہے تھے جبکہ یہاں پاکستان میں مذھبی رہنما مل جل کر قوم کو کرونا وائرس سے محفوظ رہنے کے لئے احتیاطی تدابیر بتارہے رہے تھے۔

نوٹ۔۔یہودیوں کا اجتماعی طور پر دیوارِ گریہ کے پاس جمع ہوکر اپنے مذہبی رسومات ادا کرنے کی ویڈیو فلم میرے پاس محفوظ ہے۔

نمبر2

پچھلے دوسال سے اجتماعی طور پر حج پر پابندی ہے لیکن اِن دوسالوں میں اجتماعی طور پر سعودیہ میں حج ،نماز اور مشاعرِ مُقَدّسہ کے مقامات ہر جمع ہونے کے علاوہ لوگ کہاں کہاں جمع ہوئے ملاحظہ فرمائیے۔

حرم خالی، حج تقریباً معطل، مشاعر مقدسہ جانے پر 10 ہزار ریال جرمانہ، عمرہ بھی بند اور مساجد میں سماجی فاصلہ۔لیکن سینما ہالز فل، فلم فیسٹیول شروع۔7 جولائی تک جاری رہے گا۔کورونا کے دوران 20 نئے سینما کھل گئے۔اگلے 12 ماہ میں 137 نئے سینما کھل جائیں گے۔2024 کے اختتام تک تعداد 600

ہوجائے گی۔ جس پر 2۔ 3 ارب ریال کی لاگت آئے گی۔ META Cinema کے مطابق صرف 40 ہفتوں کے دوران 73 ملین ڈالر کے سینما ٹکٹس فروخت ہونے کا ریکارڈ قائم۔ 2020 میں پوری دنیا کی فلمی صنعت زبوں حالی شکار رہی۔ لیکن سرزمینِ وحی میں اسے عروج حاصل رہا۔ 120 ملین ڈالرز تک پہنچ گئی۔ (حوالہ: سعودی اخبار 24)

یہ سب باتیں پاکستانی مذہبی رہنماؤں کو بھی معلوم ہیں ۔کچھ بولنے، اہم اقدامات کرنے، مذہبی ذمہ داریاں نبھانے کے علاوہ یہاں کے مذہبی رہنما بھی اجتماعی پر کروناوائرس بھگانے میں مصروف ہیں۔

نمبر 3

اِس وقت حج کا سیزن ہے کروناوائرس کے شوشے سے پہلے حج کے سیزن میں حرمِ پاک زائرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہوتا تھا پر آہ اب خالی ہے. جبکہ اسی مہینے 2021/07/11 کے دن یورپ میں جرمنی اور اٹلی کے درمیان فٹبال کا میچ ۔۔۔اسٹیڈیم تماشائیوں سے کھچاکھچ بھرا ہوا ہے۔ آہ کہ پاکستانی مفتی بھی اِس پر چپ ہیں۔

کروناوائرس کو بہانہ بناکر دین اور شعارِ دین کے دین کے ساتھ حکمرانوں کا کھلواڑ کرنا اور مذہبی نمائندوں کا خاموش تماشائی بننا یقیناً درست نہیں ہے۔

کروناوائرس کی آڑ لے کر حکمرانوں کا شعارِ دین کو نشانہ بنانا اگر کسی مذہبی لیڈر کو پھر بھی نظر نہ آئے تو ہم اُس مذہبی سے صرف اتنا کہیں گے۔

"زمانہ اپنے حواث چھپا نہیں سکتا"
"تیرا حجاب ہے قلب ونظر کی ناپاکی "

حوادثِ زمانہ، حالات وواقعات کو مدِّ نظر رکھنے اور اُن میں غوروفکر کی دعوت اللہ پاک نے قرآن کریم میں بھی دی ہے ۔ غوروفکر اور تَدَبُّر کے طرف دعوت دینے والی چند آیات کو ہم حصولِ برکت کے لئے اپنے کالم میں ذکر کرتے ہیں تاکہ ایمان والے پڑھیں، ہوش کریں اور تَقْلِیدِ مُخْطِیْ کا شکار ہوکر

اپنی آنکھیں کسی پر بند کرنے کی بجائے کھلی رکھیں۔

رب فرماتا ہے "فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ "

سورۃ الاعراف آیت نمبر 176

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔

سورۃ النحل آیت نمبر 11

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔

سورۃ الحشر آیت نمبر 21

جب ایک مومن بندہ اللہ کا پاک کلام بھی پڑھے اور مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں بھی پڑھے اور یہ دونوں مُقدّس کلام جب اُسے غور فکر اور تدبّر پر ابھار رہے ہوں تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک مومن بغیر غور و فکر کے تقلیدِ محظی کا شکار ہو کر کائنات کی چیزوں کے متعلق غور و فکر اور تدبّر کو چھوڑ دے؟

کرونا وائرس، اور اِس زمانہ میں حکمرانوں کا دینِ اور شعارِ دین کے ساتھ سلوک بھی حوادثاتِ زمانہ میں سے ہے۔ مذہبی نمائندوں کو غور کرنا چاہئے کہ ہم جن حکمرانوں کو اپنی وفاداریوں کی یقین دہانیاں کرا رہے ہیں خود اُن حکمرانوں کا طرزِ عمل دینِ اور شعارِ کے ساتھ کیسا ہے؟

کہاں گیا "اَلْحَبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ فِيْ اللّٰهِ " کا فلسفہ۔ آج دین دشمن حکمرانوں کی طرف سے جونہی کوئی نوٹیفکیشن جاری ہوتا ہے اِدھر سے کثیر مذہبی لیڈران اُس نوٹیفکیشن کے نکلتے ہیں لیٹ جاتے ہیں کہ صاحب جو کچھ کرنا ہے کرلو ہم نہیں دیکھ رہے۔

کرونا وائرس ویکسین کا جیسے ہی نوٹیفکیشن نکلا بہت سارے مذہبی لیڈروں نے اپنے اپنے متعلقین پر لازم کر دیا کہ ویکسین لگوائیں۔۔

بعض درباروں کے پیروں اور مدارس کے مہتمین نے تو حکومتی ٹیمیں بلا کر اپنے مریدوں اور شاگردوں

کو ٹیکے لگوائے۔جن جن لوگوں نے ویکسین لگوایا ہے اُنہیں بتاتا چلوں کہ آپ کو قربانی کا بکرا بنا کر ویکسین کا تجربہ کیا گیا اور آپ کی بَلی چڑھا کر حکمرانوں نے ڈالرز وصول کئے۔جیسا کہ جیو نیوز کی اِس رپورٹ سے ظاہر ہے۔

ظلمِ عظیم تو دیکھئے کرونا وائرس کی آڑ میں شعارِ دین کے موقوف ہو جانے پر مذھبی لیڈران چپ رہے لیکن کرونا وائرس سے بچنے کی تدابیر اور ویکسین لگانے کے فضائل بتا کر قوم کی بَلی چڑھاتے رہے۔سچ کہا تھا کسی شاعر نے

"یہی شیخِ حرم ہے جو چُرا کر بیچ کھاتا ہے"
"گلیم بوذر! و دلقِ اُویس وچادرِ زہرا

"ممکنہ سوال

ہو سکتا ہے کسی مفتی، کسی عالم، کسی پیر کے جوتے سیدھا کرنے والا کم علم شخص عقیدت کے پسینے سے شرابور ہو کر کہہ اٹھے۔۔۔۔حضرت !آپ نے جن آیات کو کوڈ کیا ہے وہ تو رب کی آیتوں، پچھلے قوموں کے حالات اور زمین وآسمان کی تخلیق میں پوشیدہ حکمتوں کے متعلق غور وفکر کی دعوت پر مشتمل ہیں اور آپ اپنے کالم میں جس چیز کے متعلق غور وفکر کی دعوت دے رہے ہیں اِس میں اور اُن میں کوئی ربط نہیں ہے۔

جواب

حضرت احمد بن عبدالرحیم المعروف شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی اپنی تصنیف الفوزالکبیر میں لکھتے ہیں کہ جن حالات وواقعات کی طرف غور وفکر کرنے کی قرآن نے دعوت دی ہے اُن حکایات کی کوئی خصوصیت نہیں ہے کہ صرف اُن پر غور کیا جائے بلکہ ماضی کے اُن حالات کو پیش نظر رکھ کر موجودہ زمانہ کے حوادثات وواقعات پر غور کیا جائے گا اور عبرت کے مضامین اخذ کئے جائیں۔۔

ایک اور سوال

ہوسکتا ہے کالم پڑھنے کے بعد کوئی مذھبی لیڈر اپنے پیروکاروں کو چپ کرانے کے لئے کہہ دے کہ کیا ہم اب روڈ بلاک کریں، احتجاج کریں اور حکومت سے لڑ بھڑ کر پوچھیں کہ حج پر کیوں پابندی ہے، مشاعرِ مقدّسہ کی زیارات پر جانے کے لئے کیوں جرمانہ رکھا گیا، کیا ہم حکومت سے لڑکر فتنہ فساد کریں؟

جواب

ہم اپنے کالم کے ذریعے مذھبی لیڈروں کو ہڑتال، احتجاج، فتنہ وفساد کی ہرگز دعوت نہیں دے رہے ہمارا مدعا صرف اتنا ہے کہ مذھبی لیڈران اپنے فرائضِ منصبی نبھائیں۔ منکراتِ شرعیہ کے خلاف حکمرانوں کو زبانی اور قلمی طور پر نصیحت کریں۔ اُنہیں بولیں کہ جناب تم لوگوں کا دینِ اور شعارِ دین کے ساتھ یہ رویہ رکھنا کسی بھی طرح سے درست نہیں ہے۔ جس طرح سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے اپنے قلم کے ذریعے دین وشعارِ دین کا تحفظ کیا آج کے مذہبی لیڈران بھی چپ کا روزہ توڑ کر شعارِ دینیہ کی تحفظ کیں ۔ دینِ محمدی کے علماء حکمرانوں کو لسانی وقلمی ذرائع سے نھی عن المنکر کیا کرتے تھے اور علمائے دین کا منصب بھی یہی ہے کہ وہ لسانی وقلمی ذرائع سے نھی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں جبکہ حکمرانوں کا دُم چھلا بننا، دین دشمن حکمرانوں کا ساتھ دے کر اُنہیں تقویت پہنچانا یہ علمائے یہود کا طریقہ رہا ہے۔

کالم کا اختتام سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اِس شعر کے ساتھ

"فَهَلْ افسد الدين الا الملوك
واحبار سوء و رُهبانها "

لوگوں کا دین اُن کے برے بادشاہوں، برے علماء اور جعلی درویشوں نے خراب کیا۔

عورت کا مسئلہ

آخری زمانہ ہے۔ قیامت قریب ہے۔

لوگ فتنہ وفساد کا شکار ہیں۔ دین سے دوری ہے ہر ایک شخص نے ماحول وحالات کے اعتبار اپنے دل

ودماغ میں مختلف قسم کی جھالتیں خوبصورت بونگی نما دلائل سے مُزَیّن کرکے اپنے پاس سجا رکھی ہیں وہ شخص پوری زندگی اِنہی جھالتوں وبدعت کاریوں میں پڑکر عُمرِ عزیز کے قیمتی اَیّام ضائع کرکے اپنی دنیا وآخرت کو برباد کررہاہے۔اللہ سمجھ نصیب فرمائے آمین۔۔۔

آج کے مضمون کا عنوان ہے "عورت کا مسئلہ"

مضمون لکھنے کا ذھن رات ایک پوسٹ دیکھ کر بنا ہوا۔

رات کے تقریبًا10 بج رہے تھے کہ میری نظر ایک پوسٹ پر پڑی۔ایک پاکستانی خاتون نے کسی گروپ میں اشتہار دیا کہ مجھے میرے شوہر کے لئے دوسری بیوی کی تلاش ہے ہم نارمل، خوش اخلاق، خوش پوشاک، خوش خوراک فیملی سے ہیں۔اپنے شوہر کے لئے صوم وصلٰوۃ کی پابند ایک اور بیوی کی تلاش ہے جو بھی خاتونِ خانہ میری سوتن سہیلی بن کر رہنا چاہے رابطہ کرے۔

ہر اچھے کام میں روڑے اٹکانے، کیڑے نکالنے، باتیں بنانے کی عادت کو برقرار رکھتے ہوئے پاکستانی قوم کے مردوزن نے اُس نیک خاتون کو کمنٹس میں خوب لتاڑا، کسی نے بغیر تحقیق کے تہمت دھردی کہ یہ ایک لڑکا ہے، کسی نے کہا لالچی ہے، کسی نے کہا اپنی زندگی سے بیزار ہے، کسی نے کہا لڑکیاں پھنسانے کا کام کرتی ہے الغرض جتنے جھالت بھرے منہ اُتنی ہی باتیں۔۔۔۔۔

اللہ کے بندو! کیا کسی خاتون کا اپنی شوہر کی دوسری شادی کروانا گناہ ہے؟ حرام ہے؟ بدعت ہے؟ کیا ہے کہ آخر ہم لوگ دوسری شادی کو اِتنا برا سمجھ رہے ہیں؟؟

ہم مسلمان ہیں، قرآنِ کریم ہمارا رہنما ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے امام ہیں آئیے قرآن سے رہنمائی لیتے ہیں وہ کیا ارشاد فرماتا ہے۔

سورۃ النور آیت نمبر32

"وَانۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور نکاح کردو اپنوں میں اُن کا جو بے نکاح ہوں ۔۔۔۔سبحان اللہ! قرآنِ کریم مسلمانوں کو حکم ارشاد فرمارہاہے کہ بے شادی والیوں یعنی بیواؤں، طلاق

یافتہ عورتوں، زیادہ عمر والی عورتوں میں سے جو جو بے شادی والی ہوں اُن سب کی شادیاں کروادو ----------

----------۔مسلمانوں نے قرآن کا یہ حکم تو نہیں مانا البتہ بے شادی والی بیواؤں، طلاق یافتہ عورتوں، زیادہ عمر والی عورتوں کو ذلیل کرنے، در در کی ٹھوکریں کھانے پر اُنہیں مجبور کرنے کے لئے، بھیک مانگنے، عزت بیچنے، دفتروں میں ہوس کے مارے بھوکے بھیڑیوں کے ہاتھ درندگی کا نشانہ بننے پر مجبور ہونے کے لئے عورت کو ضرور چھوڑا۔

خدا سمجھ نصیب فرمائے۔

کچھ عقل مند کہتے ہیں کہ مہنگائی ہے دو دو تین تین بیویاں رکھ کر ایک بندہ کیسے گزارا کرے گا؟

آئیے قرآنِ کریم سے پوچھتے ہیں۔

سورۃ النور آیت 32 کا ہی جز ہے فرمایا "اِنۡ یَّکُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ یُغۡنِہِمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہ "اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ اُنہیں غنی کر دے گا اپنے فضل سے....۔

اللہ پاک کی پاک ذات عالم الغیب والشھادۃ ہے یعنی ہر غائب وحاضر کو جاننے والا--------۔جو کچھ ہوا، جو ہو رہا ہے، جو آگے ہو گا سب اللہ کے علم میں ہے۔

"اِنَّہٗ یَعۡلَمُ السِّرَّ وَاَخۡفٰی "وہ پاک ذات ہر ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے نیز فرمایا "اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ "وہ ذات تو سینوں کے رازوں کو بھی جانتا ہے----۔

اِن آیاتِ مُقدّسہ کو پڑھکر ایمان تازہ کرنے کے بعد ایک اور آیت پڑھئے

"فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النساء مثنٰی وثلٰثَ ورُبٰعَ فان خفتم ان لاتعدلوا فواحدۃ "عدل وانصاف کے تقاضوں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے شادیاں کرو دو دو، تین تین، اور چار چار--------۔

بتائیے صاحب جب اللہ پاک عدل وانصاف کی شرط کے ساتھ ایک بندے کو چار چار کی اجازت دے رہا ہے تو اِس کا مطلب ہے عورتوں کی تعداد ہر زمانہ میں زیادہ ہوگی یہ بات اللہ کو معلوم ہے جبھی تک چار

تک کی اجازت دی۔

اب جب ہر بندہ صرف ایک ہی شادی کرے گا دوسری کا سوچے بھی نہیں ۔۔۔۔۔۔ تو بتائیے عورتوں کی تعداد زیادہ ہونے کی صورت میں بقیہ عورتیں کدھر جائیں ؟۔

عورتیں چاہتی ہیں کہ مُنّا ہمارا ہی فیڈر چوسے ..... ارے عقلمند عورت ! منّا فیڈر چوس چوس کر بور ہو جائے گا، اُسے اور کھانے بھی دیں جو حلال ہوں۔

بدنصیبی کی بات یہ ہے کہ مغربی کلچر نے، ڈراموں، فلموں، این جی اوز، والی آنٹیوں نے مسلم عورتوں کا ذہن خراب کر دیا ہے۔ آج عورت فلم ڈرامہ دیکھ کر سَوا گز کی زبان کھول کر کہتی ہے کہ کیا اسلام نے صرف مردوں کے حقوق بیان کئے ؟۔

آج عورت مغربی کلچر، مغربی تعلیم سے متاثر ہو کر کسی لفنگے کے ساتھ ڈیٹ مارنے کو، آئیس کریم پارلر میں کسی کے ساتھ بدکاری کرنے کو، پارک میں بیٹھ کر کسی حرام خور کے ساتھ کِس کرنے کو، موبائل پر کسی کے ساتھ اپنی گندی پکس شیئر کرنے کو تو برا خیال نہیں کر رہی ۔۔۔۔۔۔۔ وجہ یہ ہے کہ مغرب نے، اسلام دشمن عناصر نے میڈیا، تعلیم اور، این جی اوز کے ذریعے اِن ساری حرام خوریوں کو اچھا کر کے دکھایا۔۔۔۔۔۔۔۔

صد حیف مسلمان مردوں پر جنھوں نے اپنی بہو، بیٹیوں، بیویوں، ماؤوں کو قرآن و اسلامی تعلیمات سے روشناس نہیں کرایا جسکی وجہ آج دوسری شادی کو، اسلامی تعلیمات کو، سادگی کو عیب سمجھا رہا ہے ۔۔۔۔

صاحبو! ذرا ہوش میں آیئے ہمارا رخ گنبد خضریٰ کی طرف ہونا چاہئے نا کہ مغربی این جی اوز کے آنٹیز کی صرف ۔۔۔۔۔

ایک اہم گزارش ۔۔۔۔

اگر آپ خود دینی حوالے سے کچھ علم رکھتے ہیں نماز وغیرہ کی پابندی کرتے ہیں، عورتوں کے حقوق بھی آپ کو معلوم ہیں اور آپ کی بیوی بھی صابرہ ہے، عقلمند ہے نماز روزہ کی پابند ہے تو آپ دوسری شادی کا

سوچیئے اور اگر آپ کی محترمہ فل فیشن ایبل ہے اور آپ بھی صرف نام کے مسلمان ہیں تو بہتر یہ ہے کہ دوسری شادی مت کیجئے۔

گندا گلاس

بعض دفعہ کسی مذھبی مرد یا عورت کی عملی زندگی دوغلائپ و منافقانہ کردار کا عکس ہوتی ہے۔

ایسے لوگ زبان سے کچھ کہتے ہیں اور عمل کچھ کرتے ہیں مثال کے طور پر مذھبی عورت کسی مذھبی محفل میں عوام کو درس دیتے ہوئے کہتی ہے فیشن جائز نہیں جبکہ وہ خود فیشن کررہی ہوتی ہے،،،،،،

یا وہ کہتی ہے نماز ہر حال میں فرض ہے لیکن خود نمازِ فجر یا دیگر نمازوں میں سستی کررہی ہوتی ہے،،،،،،

دنیا والوں کو کہتی ہے فلم دیکھنا جائز نہیں جبکہ خود سنی لیون کے ویڈیوز دیکھ رہی ہوتی ہے-------------

ایسے ہی کوئی مذھبی آدمی بظاہر بڑی دینی باتیں کررہا ہوتا ہے لیکن اُس کی پریکٹیکل لائف اُس کی وعظ و نصیحت کا منہ چڑا رہی ہوتی ہے۔

ایسے لوگوں کی پریکٹیکل لائف دیکھ کر بہت سے ناسمجھ لوگ دین و دینی لوگوں سے بدظن ہو جاتے ہیں اور ہر ہر دینی شخص کے بارے میں نیگیٹو تھنکنگ رکھنے والے بن جاتے ہیں۔۔۔۔

میرے بھائیو! کسی بدعمل مذھبی مرد و عورت کی پریکٹیکل لائف دیکھ کر ہر ہر دینی شخص کے بارے میں نیگیٹو سوچ لینا کسی بھی طرح سے درست نہیں ہے۔

نارمل رہا کریں دین کو مِن حیثُ الدّین سمجھیں۔

حق کو لوگوں کے ذریعے تلاش کرنے کی کوشش مت کریں بلکہ حق کو حق سے اور لائل سے جاننے کی کوشش کریں۔

اگر کسی مذھبی ایجوکیٹڈ شخص کی زندگی میں یَک رنگی کے بجائے دو رنگی دیکھیں تو سمجھ جائیں کہ اِس

بے چار کا گلاس گندا ہے۔۔

علم تو دودھ کی طرح مفید، پاک، صاف، شفاف ہے لیکن اِس شخص نے اپنے دل و دماغ کے گندے گلاس میں دودھ (علم) کو اسٹور کیا اب اسی گندے گلاس میں سیو کئے ہوئے علم کو زبان کے ذریعے باہر لاکر لوگوں کو نصیحت کر رہا ہے اسی وجہ سے اُس کی نصیحت بے اثر اور زندگی عملی منافقت و بداعمالیوں سے بھرپور ہے۔

ایسے ہی دنیاوی طور پر ایجوکیٹڈ لوگ جو افسر بن کر رشوتیں لیتے ہیں، ڈاکٹر بن کر غلط رپورٹس وغلط میڈیسن لکھ کر پیسے بٹورتے ہیں،،،

پروفیسرز بن کر طالبات کی عزتیں خراب کرتے ہیں،

بینک افسر بن کر اپنے کولیگز کو جنسی طور ہراساں کرتے ہیں،

اینکر بن کر سیاست دانوں کی پھینکی ہوئی ہڈیوں پر رال ٹپکاتے ہیں،

جج بن کر غلط فیصلے کرتے ہیں،

وکیل بن کر حرام کو حلال ثابت کرنے کرنے کے لئے دلائل دیتے ہیں،

شادیاں کرکے اپنے پارٹنر کی امانت میں خیانت کرتے ہیں،

سیاست دان بن کر مغرب کی غلامی کرکے اپنے ملک کے باشندوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے ہیں تو سمجھ جائیئے کہ ایسے تمام لوگوں کا گلاس گندا ہے جس کی وجہ علم کی پاکیزگی اُنھیں نصیب نہیں ہوئی اور درندہ صفت بن کر معاشرے کو لوٹتے رہے۔۔۔

قرآنِ کریم نے سب سے پہلے دل کے گلاس کو پاک رکھنے پھر اُس میں علم کی پاکیزہ شربت ڈالنے کا حکم ارشاد فرمایا۔۔۔۔

قرآنِ کریم میں ہے "ویزکّھیم ویُعلّمُھم الکتاب"

لیکن ہم نے اِس کا الٹ کیا دل کے گلاس کو گندا ہی رہنے دیا اور علم کی پاکیزہ شرب گندے گلاس میں ڈالکر

شربت کو ہی ناپاک بنادیا۔

دل کی گندگیاں۔

حسد، تکبر، ریاکاری، گناہوں کی محبت، فخر و غرور، دنیا کی محبت وغیرہ وغیرہ

اللہ کریم ہمیں حقیقی معنوں میں نیک بنائے۔

دانشور

دانشور اور مسلمان کے درمیان مکالمہ۔

دانشور مسلمان سے۔۔۔۔۔۔۔مجھے سمجھ نہیں آتی کہ مسلمان اپنے پیر فقیروں کے لئے جھوٹی باتیں پتا نہیں کیوں گھڑتے ہیں جیسا کہ مسلمانوں کا یہ جھوٹ کہ غوث پاک (رحمۃ اللہ علیہ) ایک رات میں ایک ہزار رکعات نوافل پڑھتے تھے۔۔۔

مسلمان۔۔۔۔۔۔یہ بات جھوٹ کس طرح ہے؟

دانشور،،،،، دیکھئے مسلمان صاحب اگر رات آٹھ گھنٹے کی بھی ہو تب بھی کل ملا کر 480 منٹ بنتے ہیں ہر ایک منٹ میں ایک رکعت کا حساب لگائیں تب بھی ایک رات میں ہزار رکعتیں پڑھنا ممکن نہیں ہے لہذا معلوم ہوا ہے کہ یہ خالص جھوٹ ہے۔

مسلمان۔۔۔۔دانشور صاحب آپ کا سوال سن کر میرا ذہن میں دو باتیں آرہی ہیں۔۔۔یا تو آپ مُلْحِدْ ہیں یا وجودِ خدا کو ماننے والوں میں سے ہیں۔۔۔

اگر آپ مُلْحِدْ ہیں تو ایک ہزار رکعت ایک ہی رات میں پڑھنے پر آپ کو دلائل دینا ہی فضول ہے سب سے پہلے تو ہمیں دلائل دے کر آپ کو منوانا پڑے گا کہ خدا کا وجود ہے کائنات کو چلانے والا کوئی ہے اِس کے بعد ایک ہزار رکعت ایک ہی رات میں پڑھنے پر بات ہوگی۔

دانشور۔۔۔۔۔۔مسلمان صاحب میں مُلحِدْ نہیں ہوں بلکہ وُجودِ خدا کا قائل ہوں، قرآن کو اللہ کی کتاب

مانتا ہوں۔۔۔۔

مسلمان۔۔۔۔ سبحان اللہ! پھر تو آپ کو قائل کرنا آسان ہے۔۔۔

تو دانشور صاحب ذرا توجہ فرمائیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عام روٹین سے ہٹ کر کوئی کام اگر کسی نبی سے ظاہر ہو تو وہ معجزہ ہے۔ اگر کسی ولی سے ظاہر تو کرامت ہے اور اگر کسی فاسق، فاجر، بدکار سے ظاہر ہو تو اِستِدرَاج ہے۔۔۔۔ مثال کے طور پر پانی کی سطح پر چلنا۔۔

عام روٹین میں پانی کی سطح پر چلنا ممکن نہیں ہے لیکن اگر کوئی بندہ چل کر دکھائے اور وہ ولی مشہور ہو تو شریعت کہتی ہے یہ کرامت ہے اگر کوئی بدکار شخص سطحِ آب پر چل کر دکھائے تو شریعت کہتی ہے یہ اِستِدرَاج ہے۔۔۔

نبی کی مثال ہم نے جان بوجھ کر بیان نہیں کی اِس لئے کہ اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں۔

ایک ہزار رکعت ایک ہی رات میں ادا کرنا یہ تو حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے عام روٹین میں سے تھا

دانشور......وہ کیسے؟

مسلمان۔۔۔۔۔ دعا کے ذریعے وقت میں برکت کے ذریعے۔۔۔۔

حدیثِ قدسی ہے جس کو بخاری و مسلم دونوں نے روایت کیا اُس حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں جب میرا کوئی پیارا شخص مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اُس کی دعا قبول کرتا ہوں مجھ سے مانگتا ہے تو فوراَ دے دیتا ہوں۔ اگر وہ کسی چیز پر قسم اٹھالے تو میں اُس کی قسم پوری کرتا ہوں"

ممکن ہے اللہ پاک نے سیدی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا قبول کر کے اُن کے وقت میں برکت دے دی ہو کہ ایک ہزار رکعت پڑھنا اُن کے لئے آسان ہو گیا ہو۔۔۔۔

اور اگر ایک ہزار رکعات پڑھنے کو عام روٹین کی عبادت میں شامل کرنے کی بجائے کرامات میں شمار کریں تب بھی یہ بات ممکن ہے اور سچ ہے وہ کیسے؟؟؟

ہم پہلے ہی آپ کو بتا چکے کہ عام روٹین سے ہٹ کر کوئی بات کسی نبی سے ظاہر ہو تو وہ معجزہ۔۔۔۔ولی سے ظاہر ہو تو کرامت۔۔۔

قرآن کہتا ہے "سُبۡحَانَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا" پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی۔۔۔۔۔

مسلمان۔۔۔۔دانشور سے۔۔۔۔۔۔دانشور صاحب اُس زمانہ میں اونٹوں کے ذریعے لوگ سفر کرتے تھے مکہ مسجد الحرام سے مسجدِ اقصیٰ بیت المقدس تک کا فاصلہ (ڈسٹینس) ایک مہینے تک کا تھا اللہ پاک نے اپنے پاک پیغمبر کو اسی راستے سے رات کے مختصر حصہ میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک کا سیر کرایا کافروں کو اللہ کی قدرت پر شک ہونے لگا کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کوئی شخص راتوں رات مکہ سے بیت المقدس جائے اور پھر واپس آجائے۔

کافر کہنے لگے ہمیں تو اِس سفر کو مکمل کرنے میں ایک مہینہ لگ جاتا ہے تو یہ یعنی (نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) راتوں رات کیسے گئے اور کس طرح واپس آئے۔

دانشور صاحب! اللہ کی قدرت اور طاقت پر کِس مسلمان کو شک ہو سکتا ہے؟

میں تو کہوں گا کہ آپ اور مکہ کا سردار ابوجہل نفسِ شک میں برابر ہیں فرق صرف اعتباری ہے۔۔۔۔

ابوجہل کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ سے دشمنی تھی تو وہ واقعہ معراج نیز مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کا رات کے مختصر عرصہ میں طے ہونے کو بعید جان کر اللہ کی قدرت کا انکار کر بیٹھا اور تم اللہ کے پیاروں کی دشمنوں میں آکر رب کی قدرت پر شک کر رہے ہو کہ اللہ پاک نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ایک رات میں ایک ہزار رکعت پڑھنے کے لئے وقت کو کیسے گنجائش دی؟

بدبختی ابوجہل کی بھی عروج پر تھی اور تمھاری بدبختی بھی عروج ہے۔

دانشور صاحب آپ کو اور آپ کے حامیوں کو یہ وسوسہ آرہا ہو گا کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

کے لئے واقعہ معراج کی مثال دے کر غلطی کر رہا ہوں اگر ایسا ہے تو آپ اور آپ کے حامی دنیا کے سب سے جاہل ترین مخلوق ہیں۔۔۔۔

وہ اس لئے کہ آپ لوگوں کو ابھی تک یہ بھی نہیں پتا کہ قرآنِ کریم کی آیات مَوْرِدْ کے اعتبار سے خاص ہیں حکم کے اعتبار سے عام ہیں،،، آسانی کے طور پر یوں سمجھیں کہ قرآنِ کریم کی آیات تو مکہ مکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں نازل ہوئیں لیکن اُن آیات سے ثابت ہونے والا حکم قیامت تک عام ہے۔۔۔۔

آپ کو شک ہوا کہ رات کے مختصر وقت میں 1000 رکعت کیسے پڑھے جاسکتے ہیں جیسا کہ ابوجہل اینڈ کمپنی کو شک ہوا کہ رات کے مختصر عرصہ میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصٰی تک کیسے جانا آنا ہوسکتا ہے ۔۔۔

پندھوریں پارے کی آیت "سبحان الذی اسرٰی بعبدہ لیلا من المسجدالحرام الی المسجد الاقصی "سے ثابت ہوتا ہے کہ رب عزوجل مختصر وقت میں کسی سے کوئی بھی کام لے سکتا(جس کام کا بظاہر جلدی مکمل ہونا ممکن نہیں ہو)۔۔۔۔

ابوجہل والی شک باز آجائیے ورنہ جیسا ابوجہل ذلیل ہوا تھا تم بھی ہوسکتے ہو۔

عورت کا حقیقی محافظ کون؟

بے حیائی روز بروز ترقی پر ہے۔ گھر گھر، خاندان خاندان عورتوں اور نوجوانوں میں آجکل بے حیائی کی ایک بات زبانِ زدِّ عام ہے کہ فلاں صاحب فلانی سے پیار کرتے ہیں۔

لڑکا اور لڑکی میں دوستی کے نام پر ساتھ آنا جانا، سیر و تفریح، گفٹس کی لین دین کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

نوجوان عورتوں کے ذہن میں میڈیا کے ذریعے یہ بات بٹھائی جارہی ہے کہ زندگی جینے کے لئے بوائے فرینڈ ضروری ہے گویا وہ بوائے فرینڈ نہ ہوا آکسیجن ہوا کہ اُس کے بغیر زندگی زندگی نہیں۔۔۔۔۔

پھر یہی بوائے فرینڈز اپنی گرل فرینڈز کو یوز کر کے انہیں حاملہ کرتے ہیں یا یوز کر کے ٹشو پیپر کی طرح

کچرے میں پھینک دیتے ہیں تو پھر انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیمیں اپنے ورکروں کے ساتھ روڈوں پر آکر ریلیاں نکالتی ہیں۔

شوہر کو بیوی سے جدا کرنے، مسلمان عورتوں کو شادی کے مُقدّس بندھن سے بدگمان کرنے کے لئے لبرلز کہتے ہیں کہ مرد ریپیسٹ ہے، مرد قاتل ہے وغیرہ وغیرہ۔۔

آئیے جانتے ہیں عورت کا حقیقی مُحافظ کون ہے؟

رات کے 3:47 پر اچانک میری آنکھ کھل گئی۔۔۔ میری مسجد کے قریب ایک گھر ہے۔

اِس گھر کے آس پاس دیگر گھر وغیر نہیں ہیں لیکن تھوڑا فاصلے پر دیگر گھر وغیرہ ہیں۔

اُس گھر کا فرد جاگ رہا ہے اس کے گھر سے بچے کی رونے کی آواز بھی آرہی ہے۔۔

گھر کا منظر دیکھ کر مجھے محسوس ہوا کوئی معاملہ ضرور ہے لیکن فی الوقت رات کے 3.47 پر منٹ میرا اُن کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹانا مناسب نہیں ہے صبح معلوم کرلوں گا یہ کہہ میں دوبار سو گیا۔۔

اگلے دن شام کے وقت اُس گھر کے سربراہ سے ملاقات ہوئی۔

نوجوان،، خوبصورت پیاری سی اُس کی بھنوئیں، مسکراتا چہرہ، پیشانی پر سجدوں کا نور، دل میں علم کے انوار۔۔۔۔۔۔۔۔

اللہ اللہ غرض میں اُس نوجوان کے بارے میں کیا کیا بتاؤں۔

گزشتہ رات کے احوال پوچھنے پر معلوم ہوا کہ رات 9 بجے اُن کی مُحترمہ کی طبیعت اچانک بگڑ گئی تھی۔

نوجوان، اُس کی بیوی اور چھوٹا بچہ جس کو پیدا ہوئے ابھی اٹھارہ دن ہوئے۔۔۔ گھر میں کل یہ تین زندگیاں ہیں۔۔۔۔

بیوی کی طبیعت بحال ہوجائے اِس کے لئے رات 9 سے ایک بجے تک نوجوان نے مختلف قسم کے گھریلو ٹوٹکے آزمائے لیکن فائدہ نِدَارَدْ،،،، یوں سمجھ لیں مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔۔۔۔

نوجوان صبح 8 سے رات 8 تک بلا وقفہ ڈیوٹی پر رہا جب گھر پہنچا تو بیوی اور بچے دونوں کو سنبھالنا پڑا۔۔

پریشانی، تھکاوٹ آنکھوں میں نیند۔۔۔۔۔اگلے دن کی پھر ڈیوٹی ورنہ گھر کا چولھا بند ہو سکتا ہے۔
اللہ کے اس بندے نے رات کے تقریباً 12:30 بجے ہاسپٹل کا رخ کیا opd. میں چیک اپ کرایا۔
ڈاکٹر نے کہا مریضہ کی حالت بہت خراب تین ڈرپیں چڑھانا ضروری ہے۔
پوری رات آنکھوں کے ذریعے کاٹ کر وہ نوجوان اپنا چھوٹا سا بچہ گود میں لے کر ڈرپس کے ختم ہونے کا انتظار کرتا رہا۔۔

اُن کی بیوی کی طبیعت آہستہ آہستہ سنبھلتی رہی اللہ کے کرم سے رات کے تقریباً 3:40 منٹ پر مریضہ کی طبیعت مکمل بحال ہو گئی اور یوں وہ نوجوان رات کے تقریباً 4 بجے فیملی سمیت گھر واپس آیا۔۔۔۔۔۔

نوجوان کی زبانی یہ بات سن کر مجھے 14 فبروری ویلینٹائن ڈے اور بوائے فرینڈ گرل فرینڈ کے حوالہ سے این۔جی۔اوز اور میڈیا کی پھیلائی گئی خباثتوں کا خیال آیا۔

بوائے فرینڈ کلچر کی خباثت تو دیکھئے جو عورت سے حیاء کی چادر چھین کر، عورت کو تعلیم و تربیت سے دور کر کے اُسے پارکوں، آئیس کریم پارلروں میں بے عزت کرتی پھرتی ہے۔

نوجوان جو اپنی بیوی کا محافظ بن کر، اسے گھر کی ملکہ بنا کر، اُس کے لئے قربانی دی کیا ایک بوائے فرینڈ اپنی بے حیاء محبوبہ (رکھیل) کے لئے یہ قربانی دے سکتا ہے؟؟؟؟
نہیں کبھی نہیں بوائے اپنی رکھیل کے لئے یہ قربانی کبھی نہیں دے سکتا۔

دو ٹکے کے بے حیاء لبرلز پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ عورت اب آزاد ہے، مرد کی محتاج نہیں ہے۔۔۔۔۔ شوہر، باپ، بھائی، بیٹا وغیرہ کسی جائز چھت کا سہارا عورت کے لئے ضروری نہیں ایسے لوگ دراصل عورت سے اُس کا تقدّس چھین کر اُسے ایک بازارو رکھیل بنانا چاہتے ہیں۔

عورت جب مادر پدر آزاد ہو کر لبرلز کے شیشے میں اترتی ہے تو پھر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہر جنسی کتا ٹانگ اوپر کر کے اُس پر پیشاب تو کرتا ہے لیکن اسے عزت کا مقام دینے کو کوئی بھی لبرل تیار نہیں ہوتا۔

میڈیا کی داشتاؤں اور شوبزنس سے وابستہ کسی بھی اداکارہ سے پوچھیئے اگر اُس کا ضمیر زندہ ہوا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے گی اور بتائے گی اے عورت تو! ہماری شہرت، ہماری مسکراہٹ، ہماری ٹھاٹ باٹ کر دیکر دھوکا مت کھاؤ، غلاظت کے جس ڈھیر سے ہم روز گزرتی ہیں تمھیں اگر اُس کا خیال بھی آجائے تو تمھاری روح کانپ جائے۔

لبرلز دراصل بوائے فرینڈ کلچر کو پروموٹ کر کے عورت کو برباد کرنا چاہتے ہیں

اے امّتِ مسلمہ کی عورت تو! ذرا سوچیے۔۔۔۔۔

سوچی سمجھی سازش کے تحت ہمارے معاشرتی اقدار کو تباہ و برباد کر کے عورت کو اکیلے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے کی طرف لے جایا جا رہا ہے اِس بھیانک کھیل کا انتھ تباہی و بربادی کے سوائے کچھ بھی نہیں ہے تعلیم، ترقی، اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے مقدس نعروں کے پیچھے برباد ہونے والی عورتوں کی سسکیاں اگر تمھیں سنائی دیں تم کہہ اٹھو گی میرا اسلام ہی میرا محافظ ہے، مجھے دوسری، تیسری بیوی بننا تو قبول ہے لیکن اِس گندے کلچر میں پڑ کر خود کو برباد کرنا قبول نہیں۔۔۔۔۔

آج کے مضمون سے اندازہ لگائیں اگر ہم لبرل آنٹیز کے وَرّ چڑھ گئے تو وہ عورت جس کی طبیعت رات کے وقت اچانک بگڑ گئی شدت درد سے جس کے لئے خود سے چلنا محال ہو گیا تھا۔۔۔ اگر اس کے پاس مرد ذات کا سہارا شوہر کی صورت میں نہیں ہوتا تو وہ عورت اس ناگہانی کنڈیشن کا کیسے مقابلہ کرتی ؟۔۔۔

صبح سے شام تک جاب کرنا پھر گھر سنبھالنا یہ عورت پر ایک طرح سے ظلم ہے۔

عورت نازک مزاج و نازک بدن ہے اسلام چاہتا ہے عورت ملکہ بن کر گھر میں راج کرے لبرلز چاہتے ہیں عورت ہر غلیظ کی رکھیل بنے، اُس کی عزت تار تار ہو، عورت گدھے کی طرح دن بھر کمائے اور رات کو اپنے بوائے کا ظلم برداشت کرے۔۔۔

فیصلہ خود کریں کہ آپ کی عزت کا محافظ اسلام ہے یا مغرب ؟۔

لبرل آنٹیاں کہتی ہیں کہ مرد ریپسٹ ہے، قاتل ہے وغیرہ وغیرہ لیکن میں نے رات والے واقعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مرد عورت کا ہمدرد ہے، مرد عورت کا غمگسار ہے، مرد عورت کا سہارا ہے، مرد غم کے وقت عورت کا آنسو پونچھنے والا ہے اُس کے غم کو دور کرنے والا ہے۔۔

حقیقت یہ ہے مرد و عورت دونوں ایک دوسرے کے لئے سہارا ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعاون کے محتاج ہیں۔۔۔۔۔

ضروت اِس بات کی ہے کہ ہم لنڈے کی لبرل آنٹیوں سے بچ کر اسلامی، مشرقی معاشرے کی اقدار پر عمل پیرا ہو کر اپنے معاشرے کو پرامن بنائیں۔۔۔۔

ماں، بیوی، بیٹی، بہن کی صورت میں عورتوں کے جو حقوق ہم پر ہیں خوش اخلاقی کے ساتھ ان کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔۔۔۔

اس فیملی کے رات والے واقعہ کا میں خود عینی گواہ ہوں۔۔۔۔

تلاوت کر رہا تھا کہ سورۃ الحج

معمول کے مطابق قرآنِ کریم کی تلاوت کر رہا تھا کہ سورۃ الحج آیت نمبر 11 پڑھتے ہی ایک بات یاد آگئ اور میں رک گیا۔

وہ کونسی بات تھی آیئے جانتے ہیں۔

"اللہ پاک فرماتا ہے

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُاللّٰهَ عَلٰى حرف، فَاِنْ اَصَابَهُ خَيْرُ اطْمأَنّ بِه، وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِه، خَسِرَالدّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ، ذٰلِكَ هُوَالْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ"

کچھ لوگ اللہ کی بندگی ایک طرف ہو کر کرتے ہیں، پھر اگر انہیں کوئی بھلائی پہنچ

گئی جب تو آرام سے ہوتے ہیں اور جب اُنہیں کوئی تکلیف، آزمائش پڑی تو منہ کے بل پلٹ گئے، دنیا اور آخرت دونوں کا نقصان، یہی ہے کھلم کھلا نقصان۔

قارئین محترم! ہم میں سے بھی بہت لوگ ایسے ہیں کہ اپنے مقصد کے لئے نماز، عبادت، دعا وغیرہ کی کثرت کرتے ہیں اگر حالات معمول کے مطابق رہیں تو عبادت جاری رکھتے ہیں اور اگر مقصد حاصل نہ ہو تو عبادت سے ہی منہ موڑ لیتے ہیں، دعا مانگنا بھی چھوڑ دیتے ہیں اور پھر مزید گناہوں پر دلیر ہو کر شکوہ شکایت کرتے ہیں کہ اللہ نے ہماری دعا نہیں سنی اس لئے ہم نے بھی عبادت چھوڑ دی۔۔۔

اِس کا مطلب ہے کہ اللہ کی عبادت ہم ایک کنارہ رہ کر اپنے مقصد کے لئے کر رہے تھے۔ دل میں رب کی محبت نہیں تھی اگر رب کی محبت میں عبادت کرتے تو مقصد بھی حاصل ہو جاتا اور عبادت بھی کنٹینیور رہتی۔۔۔

خود پر ظلم

گناہوں میں مبتلا ہونا خود پر ظلم کرنا ہے قرآنِ کریم میں گناہوں کو ظلم سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔

نفسانی محبت میں مبتلا ہو کر گناہوں کا راستہ اختیار کرنا یہ بھی ظلم ہے۔۔۔۔۔اِس کنڈیشن میں فریقین ایک دوسرے کے طالبِ دیدار ہوتے ہیں، ملاقات کا شوق رکھتے ہیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں..... "جو دل ظالموں کی ملاقات کے لئے بیتاب رہتا ہے اُس میں نورِ ایمان کا گزر ہی نہیں ہوتا۔

غور کیجیئے میرے اور آپ کے دل میں ناجائز کنجری نما محبوبہ، فلمی ایکٹرز، فاسق وفاجر کرکٹرز، ظالم ڈی ایس پی و دیگر افسران، عوام کا خون چوسنے والے حکمرانوں سے ملاقات کا شوق تو نہیں ہے؟؟؟ اگر نہیں ہے تو مبارک ہو ایمان کی طاقت ابھی باقی ہے اور اگر صورتحال الٹ ہے تو ایمان کمزور ہے اللہ پاک سے ہدایت کی دعا مانگیئے۔

مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟

دورِ ظُلمت، جمھوریت کا غلبہ اور مسلمانوں کی کمزوری کے وقت میں قرآن کا پیغام مسلمانوں کے نام۔ابھی دورانِ تلاوت اِن آیات پر غور کیا تو میرے ذہن میں موجودہ نظامِ ظلم جمھوریت کا غلبہ اور اسلامی تسلّط کی کمزوری کا نقشہ کھنچ گیا۔

موجودہ کفریہ نظام کے غلبہ کے وقت مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے ؟.....آیئے ! قرآنِ کی اُن آیاتِ کریمہ سے پوچھتے ہیں۔

وَاِنَّ فِرۡعَوۡنَ لَعَالٍ فِی الۡاَرۡضِ،

اور بیشک فرعون زمین پر سر اٹھانے والا ہے۔

(سرکش ونافرمان ہے)

وَاِنَّهٗ لَمِنَ الۡمُسۡرِفِیۡنَ۔

اور بے شک وہ حد سے گزر گیا

(یعنی خدائی کا دعویٰ کرنے لگا)

وَقَالَ مُوۡسٰی یٰقَوۡمِ اِنۡ کُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ فَعَلَیۡهِ تَوَکَّلُوۡۤا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّسۡلِمِیۡنَ۔

اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے تو اُسی پر بھروسہ کرو اگر تم اسلام رکھتے ہو۔

(یعنی ایمان لانے کی بنا پر، اسلام سے محبت کی بنا پر لوگ تم پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑ دیں تم ثابت قدم رہنا اللہ پر توکل رکھنا)

فَقَالُوۡا عَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلۡنَا،

بولے ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا۔

(یعنی ہم اسلام پر ثابت قدم رہیں گے)

رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ۔

الٰہی ہم کو ظالموں کے لئے آزمائش نہ بنا۔

(یعنی اُنہیں ہم پر غلبہ نہ دے)

وَنَجِّنَا بِرَحۡمَتِكَ مِنَ الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ۔

اور اپنی رحمت فرما کر ہمیں کافروں سے نجات دے۔

(یعنی اُنہیں ہلاک کردے ہم اُن کا ظلم نہ دیکھیں)

واوۡحَيۡنَا اِلٰى مُوۡسٰى واخيه اَنۡ تَبَوَّا لِقومكما بمصر بيوتًا وَّاجۡعَلُوۡا بيوتكم قبلة،

اور ہم نے موسیٰ اور اُس کے بھائی کو وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے مکانات بناؤ اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ کرو۔

(یعنی گھروں میں کوئی جگہ نماز کے لئے خاص کرو)

وَّاقيموا الصّلٰوة،

اور نماز قائم رکھو۔

(یعنی مشکل وقت میں جب دشمن تم غالب ہو اور تمھیں اپنی جان وایمان کا خوف ہو تو گھروں میں چھپ کر نماز پڑھو، دینی تعلیم واسلامی احکامات سیکھو)

وبشّر المؤمنين۔

اور مسلمانوں کو خوشخبری سناؤ۔

(یعنی بوقتِ مصیبت اپنی قوم کا ڈھارس بندھاؤ اُن کے حوصلے پست نا ہونے دو)

وقال موسٰی ربّنآ اِنّکَ اٰتیتَ فرعونَ وملَاَہ زِیْنَۃً وَّ اَمْوَالًا فی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا،

اور موسیٰ نے عرض کی اے رب ہمارے تونے فرعون اور اُس کے سرداروں کو آرائش اور مال دنیاکی زندگی میں دیئے۔

(رَبَّنَا لِیُضِلّوْا عَنْ سَبِیْلِكَ،

اے رب ہمارے اسلئے کہ وہ مال کے ذریعے تیری راہ سے بہکادیں۔

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی اَمْوَالِھِمْ وَاُشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ۔

اے رب ہمارے اُن کے مال برباد کردے اور اُن کے دل سخت کردے کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔

اِن آیات کو بار بار پڑھیئے فرعون کا بنی اسرائیل کے ساتھ رویہ یاد کیجئے اور موسٰی علیہ السلام کس طرح اپنی قوم کی رہنمائی کی جو اِن آیات میں بتایا گیا ہے اِن سب کو بار پڑھیئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر آج کے مسلمانوں کے حالات اقوامِ متحدہ اور امریکہ کا کردار، مسلمانوں کا معاشی استحصال کرنے والے imf کا مکروہ چہرہ سامنے لائیے اور پھر ان ظالموں کے ساتھ وہی کیجئے جیسا اِن آیات میں حکم ارشاد فرمایا نیز ہر حال میں اپنے دین وایمان کے ساتھ مخلص رہیئے۔

آدمیوں کی بستی میں انسانیت کی تلاش۔

سیدنا عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مبارک فرمان ہے "تَفَقَّھُوْا قَبْلَ اَنْ تُسَوَّدُوْا" سردار (ذمہ دار،،،،رکن) بنائے جانے سے قبل فقیہ بنو(یعنی دینی و دنیاوی اعتبار سے بقدرِ ضرورت علم سیکھ کر سمجھ بوجھ حاصل کرلو)۔

فارقِ اعظم رضی اللہ عنہ عظیم صحابی رسول ہیں۔
شیخِ مُحَقّق نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ صحابی کے قول فعل وعمل پر بھی حدیث کا اطلاق آتا ہے۔
حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "عَلَیْکُمْ بِسُنّتِیْ وَسُنّۃِ الْخلفاء الراشدین المھدیین"
تم پر میری اور میرے ہدایت والے خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔
سنت کے دو اطلاقات ہیں۔
نمبر 1۔
سُنّت قولی۔
نمبر 2
سُنّتِ فعلی
فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مبارک فرمان "تفقّھُوْا قبلَ انْ تُسوّدُوْا" کو سُنتِ قولی قرار دیں اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ مبارک
"علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین" کی مدد سے جنابِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کو لازم قرار دیں تو نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر قسم کی ذمہ داری پر فائز ہونے سے پہلے مذکورہ ڈیپارٹمنٹ کی لوازمات سیکھنا ضروری ہے۔
برا ہو جھالت و جمھوریت کی نحوست کا جس نے ملکی سیاست کے شعبوں میں نااہلوں کو ہم پر مُسلّط کر کے دینی شعبوں میں بدعتی وفساد کار افراد کو کھل کر اپنی من مانیاں کرنے کا موقع دیا ہے۔۔
بدعت وفساد بند کروانا، دین کے نام پر جھالت کی وجہ سے برپا کئے جانے والے ظلم وفساد کو مٹانا اسلامی حکومت کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔
دین کے نام پر ظلم وفساد وفتنے کیسے برپا کئے جاتے ہیں مشتے نمونہ از خروارے صرف چند مثالیں ذکر کرتا

ہوں۔

سوشل میڈیا کے میڈیا کے توسط سے آپ سب نے پچھلے مہینے ہری مسجد ضلع اٹک کے امام صاحب کے شہید ہو جانے کا واقعہ پڑھا یا سُنا ہو گا نہیں سنا تو مجھ سے سنئے۔

حافظ صاحب پر ہری مسجد کی انتظامیہ نے لازم کر دیا تھا کہ آپ بعدِ فجر مائیک پر قرآنِ کریم کی تلاوت کریں گے۔

مسجد کے قریبی گھر والے نے منع کیا تھا کہ بعدِ فجر مائیک پر تلاوت مت کریں ورنہ انجام اچھا نہیں ہو گا۔

اب اُن امام صاحب کے پاس دو آپشن تھے کہ بعدِ فجر مائیک پر تلاوت نہیں کرتے تو امامت سے فارغ کیونکہ انتظامیہ کی بات کو ٹالنا گویا خود کو خود ہی جاب سے فارغ کر دینا۔۔۔اگر تلاوت کرتے ہیں تو جانِ سے فارغ۔

بلآخر اُن بے چارے کو ظلماً شہید کیا گیا۔

سوال یہ ہے کہ بعدِ فجر مائیک پر تلاوت کرنے کا کیا تُک بنتا ہے؟

کیا کسی نے مسجد انتظامیہ سے پوچھ گچھ کی کہ بھئی امام صاحب پر یہ کام آپ حضرات نے کیوں لازم کر دیا تھا؟

امام کے قتل کا سبب وہ مسجد انتظامیہ ہے اگر وہ یہ کام (بعدِ فجر تلاوت) امام پر لازم نہیں کرتے تو امام صاحب کا بھری جوانی میں قتل نہیں ہوتا۔

"لولا ینھٰھم الربّٰنیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السّحت" کیا یہ آیتِ کریمہ علمائے وقت و مفتیانِ اسلام سے یہ تقاضا نہیں کر رہی کہ وہ اِس قسم کے واقعات کی روک تھام کے لئے اپنا کردار نبھائیں۔

دوسرا واقعہ۔

کراچی کے ایک امام صاحب جو عالمِ دین ہیں اور پچھلے 10 سال سے امامت کے فرائض سرانجام دے

رہے ہیں اُن کی عزت وشہرت بعض لوگوں کو ہضم نہیں ہوئی۔
جن کو امام صاحب کی عزت ہضم نہیں ہوئی وہ بھی پکے حاجی، سنت کے مطابق داڑھیوں والے۔
قصہ مختصر! انہوں نے امام صاحب کو اُس مسجد سے ہٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن کامیاب نہیں ہوئے۔
اپنے دل کی بھڑاس اور حسد کی آگ بجھانے کے لئے انہوں نے شہرِ کراچی کے ایک بڑے مذہبی شخص کو انوالو کیا۔
اُن مذہبی شخص نے مذکورہ داڑھی والوں کو کہا آپ لوگ امام صاحب کو بلوائیں۔
اب ذرا اُن داڑھی والے پکے پکے خالص مذہبیوں کے اندر کی فرعونیت و نمرودیت ملاحظہ فرمائیے! امام صاحب اپنی محترمہ کی ڈلیوری کے سلسلے میں ہاسپٹل میں تھے کال آئی حضرت آپ آجائیے فلاں جگہ۔۔۔۔کراچی کے فلاں بڑے شخص نے ہمیں ٹائم دیا ہے بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔
امام صاحب نے اُن سے کہا میں اِس وقت ہاسپیٹل میں ہوں محترمہ کی ڈلیوری کے سلسلے میں۔۔۔۔۔فیملی ممبرز پنجاب میں ہیں اِس وقت بوڑھی ماں اور ڈیڑھ سال کی چھوٹی بچی میرے ساتھ ہیں میں اِن سب کو ہاسپٹل میں کس کے سہارے چھوڑ کر آؤں؟
قارئینِ محترم! آپ حیرت کریں گے اُن انسان نُما جانوروں نے یہ عذر بھی قبول نہیں کیا چار ر وناچار امام صاحب کو مطلوبہ جگہ جانا پڑا۔
شہر کراچی کے ایک اور صاحبِ مطالعہ عالم دین امامِ مسجد کے ساتھ بھی اصلاح کی آڑ میں فساد پھیلانے والوں نے بعینہ یہی رویہ اپنایا جسکی ریکاڈنگ بصورتِ کال اُن امام صاحب کے پاس موجود ہے اگر آپ حضرات وہ کال ریکاڈنگ سنیں گے تو آپ لوگوں کو نہیں لگے گا کہ شخصِ مذکور کسی مذہبی جماعت کا اہم رکن ہے بلکہ آپ حضرات اُس کی باڈی لینگویج اور اندازِ گفتگو سے یہ محسوس کریں گے کہ وہ ایک نمبر کا اجھل ترین، بداخلاق اور مذہبی لباس کی اوٹ میں چھپا ہوا ایک بدمعاش ہے۔

جب ایسے اشخاص کی شکایت اُن کے مافَوق لوگوں سے کی جاتی ہے تو مافوق اپنے ماتحتوں کے بارے میں کسی بھی طرح کی ایکشن لینے کو روانہیں سمجھتے ہیں الّا ماشاء اللہ۔

مافوق لوگوں کا یہ طرزِ عمل کسی بھی طرح سے اسلامی نہیں ہے کیونکہ تبلیغ وہی اسلامی تبلیغ جو شریعت کی روشنی میں ہو۔

شریعت نے کسی جاھل، فاسق وناہل شخص کو کسی بھی طرح کے عزت والے دینی منصب پر فائز کرنے کو جائز قرار نہیں دیا۔

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے "اِنّ اللّٰہَ یامرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الی اھلھا"

اللہ پاک نے امانتیں (مناصب) اہل لوگوں کے حوالہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا جبکہ دینی مناصب پر آجکل دھڑا دھڑ نااہلوں، فُسّاق و بے علموں کو فائز کیا جارہا ہے یہ کھلم کھلا رب کے حکم کی نافرمانی ہے۔

کھلم کھلا رب کی نافرمانیاں دیکھنے، جاننے کے باوجود اہل علم کا کسی بھی مصلحت، عقیدت یا پیٹ کی آڑ میں چپ رہنا درست نہیں ہے۔

فرمانِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے "من رایٰ منکم منکرا فلیغیر بیدہٖ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذٰلك اضعف الایمان"

کفر کے بعد سب سے بڑی مصیبت جہالت ہے اور جاھلوں کو مناصبِ دینیہ پر فائز کرنے کے متعلق سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا "کان یُفْسِدُہٗ اکثر مما یُصْلحہ"

مفھوم۔۔۔ایسے لوگوں کا فساد اُن کی اصلاح سے زیادہ ہوتا ہے۔

حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے "کلکم مسئول عن رعیتہ"

ہر مافوق سے اُس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

مافوقوں نے ماتحتوں پر کس طرح کے جُھّال، فُسّاق مُسلّط کئے یقیناً یہ بھی پوچھا جائے گا۔

الحاد ومادہ پرستی کے دور میں مذھبی اشخاص کو کسی سطح پر باعلم وباعمل اچھے سلجھے ہوئے کارکنان کو منتخب

کر کے ذمہ داریوں پر فائز کرنا چاہئے لیکن افسوس ایسا ہو تو رہا ہے لیکن بہت کم۔
لفظِ انسان کا مادہ اشتقاق ایک قول کے مطابق ا، ن، س ہے اس کا مطلب ہے اُنسیت لیکن آج کل اُنسیت والی صفات آدمیوں میں مفقود ہیں اس لئے معاشرے میں انسان کم آدمی زیادہ ہیں۔
دعا ہے اللہ کریم ہمیں حقیقی معنوں میں مسلمان بنائے۔

یہ ظلم آخر کب تک؟

قرآنِ کریم کی تفاسیر، احادیثِ طیبہ، سیرت و تواریخ کی کتب میں جب مَیں نے اللہ پاک کے معصوم و گناہوں سے پاک انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں پڑھا تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں نمرود نے لوگوں کی کاروبارِ معیشت پر قبضہ کرر کھا تھا جو شخص اُسے سجدہ کرتا، اُسے اپنا رب مانتا وہ اُسے گھر کا راشن دیتا اور جو شخص اُس کو رب نہ مانتا، سجدہ نہ کرتا وہ اُسے بھوکا مرنے پر مجبور کر دیتا۔

جب میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کے فرعون کے بارے میں پڑھا تو مجھے معلوم ہوا وہ بھی بنی اسرائیلیوں کو اپنا غلام بنا کر رکھتا تھا، بنی اسرائیلیوں کی معیشت پر فرعون اور قبطی قابض تھا۔
بنی اسرائیلی معاش اور زندگی کے متعلق فرعون کے محتاج تھے۔
جب میں نے سرورِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی کے بارے میں پڑھا تو مجھے معلوم ہوا کہ حق کی طرف دعوت دینے کے جُرم میں کفارِ مکہ نے آپ صلی علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں اور قریبی رشتہ داروں کو تین سال تک شعب ابی طالب کی گھاٹی میں محصور رکھا۔
اِن تین سالوں میں کفّارِ مکہ نے حق کے داعی کا سوشل بائیکاٹ کیا۔
کفّارِ مکہ نے بیرونِ مکہ تاجروں پر بھی یہ پابندی لگادی تھی کہ اِن کے ساتھ کسی بھی قسم کی خریداری مت کرنا ورنہ مکہ میں تمھارا آنا بند کر دیں گے۔

کفار مکہ کی طرف سے تین سالوں پر مُحیط ظالمانہ سوشل بائیکاٹ کے متعلق صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ بھوک مٹانے کے لئے ہم درختوں کے پتے کھاتے تھے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شعب ابی طالب کی گھاٹی میں بھوک کی وجہ سے ہماری یہ حالت ہوگئی تھی کہ اگر رات کے وقت ہمیں کوئی چیز زمین پر پڑی ہوئی ملتی تو ہم اسے دھوکر کھاتے اور اپنی بھوک مٹاتے تھے۔

کرنٹ سیچوئیشن۔

جب میں نے یہ حدیث پڑھی "اَلْعَلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ" علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

میں نے اِس حدیث میں غور کیا تو مجھ پر یہ عُقْدَہ کھلا کہ بابِ نبوت بند ہوجانے کے بعد اب لوگ انبیاء کرام کے وارثین یعنی علمائے دین کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہیں جو سلوک نمرود و فرعون وابو جہل نے انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ کیا تھا۔

فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے زمانہ کے لوگ کافر و اعتقاداً منافق بن کر انبیائے کرام علیہم السلام اور دینِ حق کے ساتھ دشمنی رکھتے تھے۔ اب لوگ کلمہ گو، نمازی، حاجی، سخی، ٹرسٹی ،جعلی پیروں کے مرید ،ومذھبی اصلاحی جماعتوں کے نمائندگان بن کر علمائے حق کا دشمن بنتے ہیں۔

جھلستان کے ماحول میں تبلیغِ دین کو محدود عبادات وفضائل میں منحصر کرکے جہل وظلم کو پروان چڑھایا گیا اور چڑھایا جارہا ہے۔فَاِلی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی

آج کوئی بھی عالمِ حقیقی منبرِ رسول پر بیٹھ کر ظلم کے خلاف بیان کرتے ہوئے موجودہ ظالم حکمرانوں کے بارے میں عوام کو یہ کہنے سے پہلے ہزار بار سوچتا ہے کہ اِن ظالموں کا ساتھ مت دو کیونکہ قرآنِ کریم نے ظلم وزیادتی کے کاموں میں تعاون کرنے سے منع فرمایا ہے " ارشادِ باری تعالیٰ ہے " وَلا تعاونوا علی الاثْمِ والْعُدْوانِ "

قتل وغارت گری لوٹ مار کے خلاف جمعہ کے واعظ میں کوئی بھی مفتی کوئی بھی عالم ترمذی شریف کی صحیح

حدیث بیان کرتے ہوئے یہ نہیں کہہ سکتا کہ قتل وغارت کے جرم میں حکمرانوں کے ساتھ ہم بھی برابر کے شریک ہیں کیونکہ ہم نے ووٹ انہی ظالموں کو دیا تھا۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اگر ساری دنیا کسی ایک انسان کے قتلِ ناحق میں شریک ہوجائے تو اللہ اُن سب کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا"

قارئینِ کرام غور فرمائیے! قتلِ ناحق پر قاتل کو پکڑنا اور عدالتوں سے جرم کی سزا دلوانا سیکورٹی اداروں کی ذمہ داری،،،،، سیکورٹی اداروں کو چوکنا رکھنا وفاقی وصوبائی حکومتوں کی ذمہ داری ہے ــــــ

اگر سیکورٹی ادارے اپنا فرض نہیں نبھاتے اور حکومتیں بھی اُنہیں ڈھیل دیتی ہیں تو دونوں مجرم۔

حکومتوں کو بذریعہ ووٹ منتخب کرنا عوام کی ذمہ داری ـــــ۔ حکومتیں اپنے فرائض درست طریقے سے انجام نہیں دے رہی ہیں اور عوام پھر بھی انہی حکومتوں اور جماعتوں کو سپورٹ کرے تو عوام بھی اِن جرائم میں برابر کی شریک۔

اداروں، حکومتوں اور عوام کو شرعی احکامات بتانے کی ذمہ داری علمائے کرام کی ـــــ۔

ظلم وزیادتیوں کو دیکھتے ہوئے پھر بھی تبلیغ کا حق ادا نہ کرنا تو گویا علمائے کرام بھی مجرم۔

سچ فرمایا سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے

فَهَلْ افْسَدَ الدّيْنَ الّا الملوكُ
واحبارُ سوءٍ ورُهُبَانَها

لوگوں کا دین اُن کے بادشاہوں (حکومتوں) برے علماء و پیٹ پرست پیرّوں نے بگاڑا۔

اگر کوئی عالم دین منبر و محراب کے ذریعے اپنے منصب کا حق ادا کرکے قرآن وحدیث کی تعلیمات اور دورِ حاضر میں لوگوں کا قرآنی تعلیمات سے روگردانی کو بیان کرتا ہے تو بعض لوگ اسے مسجد کی امامت سے ہی فارغ کرادیتے ہیں کیونکہ قرآن وحدیث آئینہ ہیں اور آئینے میں ہر ایک کو اُس کا چہرہ نظر

آتا ہے۔۔

ہمارے چہرے اتنے بھیانک ہو چکے ہیں کہ قرآن وحدیث کے آئینہ میں ہمیں اپنا چہرہ دیکھنا گوارہ ہی نہیں ہے۔

محدود تبلیغ نے قوم کو یہ پسند کروادیا کہ اُنہیں سنایا جائے سورۃ الملک عذابِ قبر سے بچاتی ہے لیکن قوم کو یہ پسند نہیں ہے کہ اِسی سورۃ الملک کی آیت " قالوا لَوْ کُنّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَاکُنّا فِیْ اَصْحٰبِ السّعیرِ "جہنمی کہیں گے کہ حالات واقعات اور احکامات الٰہیہ میں اگر ہم غور وفکر کرتے، عقل رکھتے تو ہم جہنم میں نہ ہوتے۔کی تفسیر جدید وقدیم تفاسیر کی روشنی میں حالاتِ حاضرہ کے مطابق اُنہیں بتایا جائے۔

تنبیہ۔

میں فضائل کا انکاری نہیں ہوں لیکن فضائل ہی فضائل میں رہنا اور مبادیاتِ اسلام سے ناواقف رہنا یہ یقیناً غلط ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا اسلام میں اصلی قانون کیا ہے فرمایا !قرآنِ کریم۔۔۔۔۔۔

مزید ارشاد فرمایا حدیث، اجماع، اور اقوالِ آئمہ سب اِس اصلی قانون یعنی قرآنِ کریم کی تشریحات ہیں۔

ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ حدیث، اجماع، اقوالِ آئمہ مِن وَجہٍ یعنی ایک اعتبار سے اصل ہیں اور من وجہٍ تابع۔۔۔۔۔اصل اس لئے ہیں کہ قرآنِ کریم نے انہیں اصل قرار دیا۔

جب اسلام میں اصلی قانون قرآن وحدیث ہوئے اور اِسی قرآن وحدیث نے عبادات، معاملات، معاش ومعیشت، طرزِ زندگی، گھریلو ومعاشرتی زندگی الغرض ہر ہر چیز کے اصول بیان کئے تو پھر منبر ومحراب کے ذریعے آدھی آدھی تبلیغیں کیوں کی جارہی ہیں؟

ہم خواب دیکھتے ہیں کہ کشمیر فتح کریں گے، اسرائیل کو نیست ونابود کردیں گے ،دہلی کے لال قلعہ ، حیدرآباد کے قطب مینار پر اسلامی جھنڈا لہرائیں گے، غزوہ ہند لڑیں گے ،ہند کے حکمرانوں کو بیڑیاں

پہنائیں گے ،فرانس و یورپ سے گستاخیوں کا بدلہ لیں گے اور ہماری اخلاقی جرأت اتنی بھی نہیں ہے کہ مسجد میں کسی بدبودار پسینہ والے گندے شخص کو منع کریں حالانکہ شریعت نے گندے بدبودار بو والے شخص کا مسجد میں داخلہ منع کر دیا ہے اور بدبودار شخص اگر مسجد انتظامیہ کا منبر ہو پھر تو مجال ہے کہ ہماری پیشانی پر اس خلافِ شرع عمل بَل بھی آئے۔

نعرے ہم لگاتے ہیں کہ گستاخِ نبی تیری اب خیر نہیں لیکن ہمت اتنی بھی نہیں ہے کہ اپنے نمازیوں کو اُن کی جھالتوں پر مطلع کر سکیں۔

قومیں تعلیم و شعور سے بنتی ہیں ہم نے تعلیم و شعور کی بجائے عقیدت کو پروان چڑھایا اب حالت یہ ہے کہ قوم مفتیانِ کرام واہلِ علم حضرات کی بجائے جاہل پیروں، گدی نشینوں و اجہل ترین واعظین کی باتوں کو ترجیح دے کر مساجد سے علماء و مفتیان کرام کی چھٹیاں کروا رہے ہیں۔

اِن سب واقعات، ظلم و جہل،، بدعات و خرافات کو دیکھ کر زبان پر بے ساختہ قرآنِ کریم کی آیت جاری ہو جاتی ہے

"وَقالَ الرّسُوْلُ یارَبّ اِنّ قَوْمِی اِتّخَذُوْا ھذا القرآنَ مھجورا"

اگر منبر و محراب کے ذریعے قرآن و حدیث کی تعلیمات لاشرقی لاغربی اسلامی فقط اسلامی تعلیمات عام ہوتیں تو معاشرہ بگاڑ کا شکار نہ ہوتا۔

اب اگر کوئی عالم دین منبر و محراب کے ذریعے اسلامی فقط اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے اقدامات کرتا ہے تو جھالت سے بھرے ہوئے لوگ اسے قبول ہی نہیں کرتے بلکہ الٹا اس سے امامت ہی چھین لیتے ہیں۔

مذہبی تبلیغی، اصلاحی جماعتوں کی اصل پہچان کرانے والی ایک تحریر۔

ضرور پڑھیئے۔ اسلامی تبلیغ اور مخصوص شرائط والی تبلیغ میں فرق

اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ کے فریضہ سے وابستہ ہر جماعت کا نظریہ ہے کہ ہماری تبلیغ 100٪ اسلامی تبلیغ ہے۔۔۔جماعتوں کا یہ دعویٰ کس حد تک درست ہے آیئے جائزہ لیتے ہیں۔

امر کی تعریف۔۔۔ھُوَقَوْلُ الْقَائِلِ لِغَیْرِہ "اِفْعَلْ" عَلٰی سَبِیْلِ الْاِسْتِعْلَاءِ۔

نھی کی تعریف۔۔۔ھُوَقَوْلُ الْقَائِلِ لِغَیْرِہ "لَاتَفْعَلْ" عَلٰی سَبِیْلِ الْاِسْتِعْلَاءِ۔

اسلامی اصول وقواعد کے مطابق امر اور نھی کی جو شرعی تعریف کی گئی ہے اُس تعریف کو جب ہم اِن جماعتوں کی کی گئی امر اور نھی پر مُنطبق کرتے ہیں تو نتیجہ نکلتا ہے کہ امر اور نھی کا رُخ مشرق کی جانب ہے اور جماعتوں کا رُخ مغرب کی جانب ہے۔

موجودہ مذھبی تبلیغی جماعتوں میں سے کسی ایک کو بھی سبیل الاستعلاء حاصل ہی نہیں ہے تو پھر اُن کا یہ کہنا کہ ہم امر بالمعروف ونھی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں کہنا بھی بالکلیہ تو درست نہیں ہے البتہ مِن وَجہٍ درست ہے۔

اِس فیلڈ سے وابستہ جماعتیں ترغیب وترہیب کا فریضہ ضرور انجام دے رہی ہیں البتہ امر بالمعروف ونھی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے کے لئے "ہنوز دلّی دور است"

اسلامی تبلیغ کے لئے نصاب قرآنِ کریم ہے۔

دلیل

قرآنِ کریم میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے "وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْآنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْ بَلَغَ" میری طرف اِس قرآن کو وحی کیا گیا تاکہ میں تمھیں اِس کے ذریعے ڈراؤں اور اُسے جس کو یہ پہنچے۔

معلوم ہوا اسلامی نصابِ تبلیغ قرآن کریم ہی ہے۔

اِس اسلامی نصابِ تبلیغ کی جملہ باتیں پہنچانے کی ذمہ داری بیان کرتے ہوئے اللہ پاک اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے "یاایھاالرسولُ بَلّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَبّكَ وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلّغْتَ رِسَالَتَہ"

اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پہنچادو جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا اور اگر ایسا نہیں کیا تو تو نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔

نبوت کا دروازہ بند ہے اب اِس نصابِ تعلیم یعنی پیغام حق پہنچانے کی ذمہ داری وارثانِ انبیاء علمائے کرام کی ہے۔

انّ دو آیات سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اسلامی نصابِ تبلیغ قرآنِ کریم ہی ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے انٹرویو بنام "اِظْھَارُ الْحَقّ الْجلی" میں یہی فرمایا کہ اصل قرآن کریم ہے..... حدیث، اجماع، اقوالِ آئمہ اس اصل کی تشریح ہیں۔

موجودہ تبلیغی جماعت کا نصابِ تبلیغ قرآنِ کریم کی بجائے "فضائلِ اعمال" ہے جو جماعت اصل نصابِ تبلیغ یعنی قرآن کریم کی بجائے کسی اور کتاب کو اپنی تبلیغ کا نصاب بنائے اُس جماعت کی تبلیغ اسلامی ہو سکتی ہے یا نہیں اِس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

ممکنہ سوال۔

کیا دعوتِ اسلامی کے منشور میں اصل نصابِ تبلیغ قرآنِ کریم ہے؟ یا کوئی اور کتاب؟

جواب۔

دعوتِ اسلامی کے منشور میں اصل نصابِ تبلیغ قرآنِ کریم ہی ہے دعوتِ اسلامی نے اِس مقصد کے لئے اپنے مرکزی جامعہ کے انتہائی قابل عالم دین، مفتیٔ اسلام کو تدریس و دیگر مصروفیات سے فراغت دے کر تفسیر لکھنے کے لئے مقرر کیا اور الحمد للہ وہ تفسیر پچھلے کئ سالوں سے نصابِ تبلیغ کا حصہ ہے۔اِس سے قبل بھی کنزالایمان مع خزائن العرفان کو اِس جماعت نے نصابِ تبلیغ میں شامل رکھ کر قرآنِ کریم کو ہی اولویت دے رکھی تھی۔الحمد للہ

اسلامی تبلیغ کے لئے مُبلغ کا عالم ہونا یا پھر فرائضِ علوم سے واقفیت رکھنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ علم روشنی ہے اور جہالت اندھیرا۔۔۔۔

تبلیغِ دین کے ذریعے بے علموں کو علمی کی روشنی دینے کے ذریعے اندھیریوں سے نکالا جاتا ہے جو مبلغ خود جھالت کے اندھیرے میں ہو یعنی عالم یا فرائض علوم سے واقف نا ہو وہ کسی اور کو کیا رہنمائی دے گا؟

مخصوص شرائط والی تبلیغ میں علم سے واقفیت یا عالم ہونا ضروری نہیں ہے بس چلہ یا 4 ماہ لگا کر کچھ باتیں رٹنا ضروری ہے۔ بتائیے! ایسی تبلیغ اسلامی ہو سکتی ہے جس میں تبلیغ کرنے والا خود علم سے کورا ہو؟

اسلامی تبلیغ مخصوص نمبرات میں لمیٹڈ نہیں ہے کہ صرف نماز، کلمہ سیدھے کرائے جائیں، حج، روزہ، زکوٰۃ کی ترغیب دی جائے بلکہ اسلامی تبلیغ ارکانِ اسلام کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ مذھب سے بھاگنے والوں کو مذھب سے قریب کرنے، شعائراللہ کی حفاظت کرنے، باغیوں کو صراطِ مستقیم کی طرف لانے، سیاسی بے لگاموں کو مذہبی لگانے دینے، معاشی قاتلوں کو خوفِ خدا دلانے الغرض مختلف مواقع وحالات کے اعتبار جدا جدا طور پر کی جانے والی تبلیغ کو شامل ہے اور اِس کا حکم بھی دیتا ہے۔

موجودہ تبلیغی جماعت یا جماعتوں کی تبلیغ مخصوص نمبرات میں ہی منحصر ہے جو کہ سراسر غیر اسلامی ہے۔

اسلامی تبلیغ کنوئیں سے بالٹیاں بعد میں بھر کر پھینکنے جبکہ مردار کو کنوئیں سے نکالنے کا حکم پہلے دیتا ہے جبکہ موجودہ تبلیغ مردار کنوئیں میں ڈالے رکھ کر بالٹیاں بھرنے کا نام ہے۔۔۔۔۔

اصل اسلامی تبلیغ اور تبلیغی جماعت کی تبلیغ میں یہ چند فروق تھے جو ہم نے آپ کے گوش گزار کئے۔

موسمی خطیب

ہوا کے رُخ پر قبلہ بدلنے والے موسمی خطیب (ریلیجیس اسپیکرز) بھی معاشرے کے ناسور واسلام کے نادان دوست ہیں۔

منبر و محراب پر براجمان یہ خطیب کیا کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں آئیے آپ کو بتاتے ہیں۔

موسمی خطیب رجب شریف میں حضرت حسن سنجری المعروف خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے

کرامات ،وفضائلِ اولیائے کرام ،،،،،،،فضائلِ امام جعفر صادق مع کونڈوں والی نیاز کا ثبوت ،،،،فضائلِ معراج شریف ،،،،،،، شعبان المعظم میں شب برات کے فضائل ،،،،، رمضان المبارک میں فضائلِ روزہ ،،،فضائلِ خیرات ،،،فضائلِ لیلتہ القدر ،،،،، ذوالحجتہ الحرام میں فضائلِ قربانی ،،،، فضائلِ سیدنا ابراہیم واسماعیل علیھما السلام ،،،،، ربیع الاول میں فضائلِ میلاد بیان کرتے ہیں ۔۔۔۔۔

موسمی خطیبوں کا سیزن اس وقت عروج پر ہوتا ہے جب مسلکی ابحاث بامِ عروج پر ہوں

موسمی خطیب مزاجِ اسلام ،،،،احوالُ النّاس ،،،فقہ شناسی ،، تاریخ اُمَمْ سے نابلد ہوتے ہیں ۔

موسمی خطیب کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سیرت ،،،،بعثتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت عرب شریف کے احوال اور اعلانِ نبوت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کی برکت سے عرب قوم کا اقوامِ عالم کی تاریخ کو بدلنا کبھی بھی بیان نہیں کریں گے یا اگر کبھی بیان کر بھی دیں تو اسے بابِ فضائلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شمار کرا کر دادو تحسین وصول کر کے چلتے بنیں گے ۔۔۔۔

کسمپرسی ،جھالت ،غربت ،سفاکیت کا شکار قوم کے لئے سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روشن پہلو اور آج کے دور میں اُن اصولوں کو اپنانے کی ضرورت کیا ہے ؟ کس حد تک ہے ؟ موسمی خطیب اس بات سے بھی ناواقف ہوتے ہیں ۔

موسمی خطیب فضائلِ اولیاء وکرامات اولیاء تو بڑے لچھے دار انداز میں بیان کر کے لفافہ وصول کریں گے لیکن اولیائے کرام کی روشن سیرت ،،،،، سراپا کردار زندگی کیسے اپنائی جائے یہ نہیں بتائیں گے ۔

قرآنِ کریم کی صفت "تبیان لکل شئ "یعنی قرآن ہر شئ کا بیان ہے ۔۔۔۔قوموں کے عروج زوال کی کہانی قرآن کی زبانی اور زوال سے نکلنے کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں کیا ہے موسمی خطیبوں کو اِس بات سے کوئی سروکار ہی نہیں ہے ۔

اسلامی نظامِ معیشت کی برکت اور آج کے دور کی ظالمانہ ٹیکسز کی نحوست میں کیا فرق ہے قوم کی بہتری

کس بات میں ہے موسمی خطیب یہ بات بیان کرنے سے بھی قاصر ہیں۔
ٹک ٹاک اور دیگر سوشل میڈیا سائیٹس کے سائیڈ افیکٹس اور ہماری ایمانی کیفیت میں یہ سائیٹس کیا کیا تبدیلیاں لے آئی ہیں موسمی خطیب اس بات سے بھی ناواقف ہیں۔
ایمانی غیرت کے تقاضے اور آج کے پاکستانی ڈرامے، میوزیکل پروگرامز،،، ٹاک شاز، مزاحیہ پروگرامز وغیرہ وغیرہ ٹاپکس پر بات کرنے کے لیئے موسمی خطیبوں کے پاس الفاظ بھی نہیں ہیں۔
سچ کہا تھا کسی شاعر نے

واعظِ قوم کی وہ پختگی خیالی نہ رہی
برقِ طبعی نہ رہی شعالی مقالی نہ رہی۔

پختہ خیال واعظ سے مراد راسخ العلم والعقیدہ عالم دین۔۔۔۔۔
آج کل پختہ خیالی خال خال علماء میں پائی جا رہی ہے اکثریت ہوا کے رخ پر قبلہ چینج کرنے والے ہی ہیں برقِ طبع۔۔۔۔۔وہ عالمِ دین جسکی تحریر وتقریر باطل قوتوں،،، اسلام دشمن عناصر پر برق یعنی بجلی بن کر گرے اور باطل کو تہس نہس کر دے ایسے علماء اب بہت کم رہ گئے ہیں۔
موسمی خطیب مسلکی اختلاف کے وقت چوکنا رہتے ہیں اور موقع ہاتھ سے گنوانے نہیں دیتے۔ایسے مواقع پر لچھے دار تقریریں کر کے اپنے لئے بڑے بڑے القابات چرا لیتے ہیں یوں کوئی شمشیرِ اسلام تو کوئی حجۃ الاسلام،،،، کوئی خطیبِ اہلِ سنت تو کوئی رضا کا شیر وغیرہ وغیرہ۔
منبر و محراب وہ طاقت ہے جس کے ذریعے قوم کی تقدیر بدلی جاسکتی ہے لیکن جب زاغوں کے تصرف میں عقابوں کا نشیمن آجائے تو ایسے ہی ہوتا ہے جیسے ہو رہا ہے۔
مہنگی کی چکی میں پستی ہوئی عوام کے لئے نیز ٹک ٹاکر لڑکیوں کو اپنی کرسیوں پر بٹھانے والے وزیر وزراء کے خلاف جب محراب و منبر نے کوئی ایکشن نہ لیا تو سمجھ لیں کہ اِن محرابوں پر براجمان حضرات اسلامی مبلغین نہیں بلکہ بت ہیں جنہیں آج کی فکر ہے نہ کل کی۔۔۔۔۔۔۔اسلام تو کہتا ہے "مَن رَاٰی منکم

مُنکرا فلیغیر بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان "لیکن منبر و محراب اس حدیث پر کس حد تک عمل پیرا ہیں یہ ہر ذی شعور سمجھ سکتا ہے۔

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے تیرا
اب کہاں سے آئے صدا لاالہ الا اللہ

لفظوں کی آڑ میں اسلامی اقدار پروار

ضیاع کے دور میں اندرونی اور بیرونی ایجنسیوں نے اپنی مشترکہ مفادات کی تحفظ کے لئے ایک شدّت پسند جماعت کو وجود میں لا کر کھلی چھوٹ دے دی تھی۔

ابتداءً اُس جماعت نے اہلِ سنت و جماعت کے عقائد و نظریات کو ہدف بنایا وہ تو بھلا ہو اشرف العلماء حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا جنھوں نے اُس شدّت پسند جماعت کے سب سے بڑے مناظر کو مناظرہ جھنگ میں تاریخی شکست دے کر ہمیشہ کے لئے چپ کروا دیا اور یوں ایک مصیبت اہلِ سنت و جماعت کے سر سے ٹل گئی۔

جملہ معترضہ اور ایک دلخراش وضاحتی نوٹ۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ وہی اشرف العلماء ہیں جو جب تک زندہ تھے کبھی کسی بدمذھب کو ہمت ہی نہیں پڑی کہ اہلِ سنت و جماعت کو میدانِ مناظرہ میں للکارے۔۔۔۔

قارئینِ کرام! آپ کو حیرت ہوگی کہ ایسے اِمَامُ العِلْم اکابر عالم دین کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ۔۔۔۔۔۔صرف ایک فروعی مسئلہ میں اختلاف کی بنا پر پنجاب کے مشہور خطیب عرفان مشھدی اور اُس کے ہمنواؤں نے اُس بزرگ عالم دین کو گالیاں دیں، اسے سٹھیا ہوا شخص کہا،،، اپنا جتھا لے کر سرگودھا میں اُس بزرگ عالم دین کے گھر کے باہر ہنگامہ کیا گیا،،،، پنجاب کے ہر جلسے میں اُس بزرگ عالمِ دین کا نام لے لے کر دل آزاریاں کی گئیں۔

اسی عرفان شاہ اور کچھ دیگر خطیبوں کے شر سے بچنے کیلئے بہت سارے سنجیدہ اہل علم حضرات نے آخری وقت میں حضرت اشرف العلماء رَحِمَہ اللہ علیہ کے جنازہ میں بھی شرکت نہیں کہ کہیں جنازہ میں شرکت کی وجہ عرفانی فتوے ہمارے عزت و پگ کو داغدار نہ کردیں۔

عرفانی حضرات کا جتھے بنا کر علمائے حقہ کو بدنام کرنا، گالیاں دینا کوئی آج کا کام نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کا پرانا مشغلہ ہے۔

حیرت تو سکھر کے ایک صاحب پر ہوتی ہے جو خود کو حضرت اشرف العلماء کا شاگرد بھی کہتا ہے اور اپنے استاد صاحب کے بدخواہوں سے جھپیاں، پپیاں بھی پاتا ہے۔

خیر آتے ہیں اصل مقصد کی طرف۔

ضیاع دور میں اہلِ سنت و جماعت سے مناظرہ میں شکست کھانے کے بعد اُس شدت پسند جماعت کی تیروں کا رخ شیعوں کی طرف ہوگیا اور یوں ایجنسیوں نے دونوں طرف کے لوگوں کو کھل کر ایک دوسرے سے لڑوایا کئ ایک لوگ ان دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کے قتل کئے حتیٰ کہ وہ شکست خوردہ مناظر بھی شیعوں کی گولی کا نشانہ بنا۔

اِس 30 سالہ لڑائی میں ایجنسیوں کا مقصد تھا مذھبِ اسلام اور علمائے دین کو بدنام کرانا ۔۔۔۔۔ مشرف حکومت میں ایجنسیوں نے اپنے اس مقصد کی تکمیل کے لئے ایک لفظ متعارف کروایا دہشت گرد ۔۔۔۔۔۔ حالانکہ آج سے 20 سال پہلے دہشت گرد کا لفظ ہمارے بڑے بوڑھوں نے نہیں سنا تھا سو یہ لفظِ دہشت گرد زبان زد عام و خاص ہوا اور اِس لفظ کی آڑ لے کر مذھب اور علمائے دین کو شدت پسند و دہشت گرد متعارف کرایا گیا۔۔۔۔

اِس زمانے میں یعنی عمرانی حکومت کے آتے ہی ایک اور لفظ متعارف کرایا گیا "ریاستِ مدینہ" ۔۔۔۔۔

یہ لفظ بڑا خوبصورت ہے لیکن اِس، خوبصورت لفظ اور خوبصورت مقصد کو کس طرح بدنام کیا جا رہا ہے

آئیے آپ کو بتاتا ہوں۔

ملکِ پاکستان میں کہیں بھی ظلم ہورہا ہو۔۔۔۔معاملات صحیح نہیں چل رہے ہیں۔۔۔۔۔گند کچرے کی ڈھیر کسی شہر میں لگ چکی ہو۔۔۔۔۔یا پولیس گردی کسی جگہ ہورہی ہو۔۔۔۔رشوت لیتے دیتے وقت کسی آفیسر کی ویڈیو لیک ہورہی ہو۔۔۔کوئ افسر کسی کنجری کے ساتھ سیٹینگ میں مصروف ہو۔۔۔تو سوشل میڈیا پر آپ کو لکھا ہوا ملتا ہے ریاست مدینہ میں یہ کیا ہورہا ہے؟ ریاستِ مدینہ کے افسروں کے کرتوت،،،،ریاستِ مدینہ کے افسر کنجری کے ساتھ وغیرہ وغیرہ۔

اس مُقَدّس لفظ کو اب سوشل میڈیا کے علاوہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے کچھ صحافی بھی بری نسبت کے ساتھ ذکر کررہے ہیں۔۔۔

قارئینِ کرام! غور فرمایئے ریاست مدینہ وہ مقدس ریاست ہے جس نے دنیا میں امن، پیار، علم وعمل، رواداری، انصاف، اخوت، محبت، بھائ چارہ، حقوق کی پاسداری، نرمی کو پھیلایا۔

ریاستِ مدینہ وہ ہے جس نے دنیا سے ظلم وفساد کا خاتمہ کرایا۔

ریاستِ مدینہ وہ ہے جس بندوں کو خدا سے ملایا۔

عمرانی حکومت میں یہ مُقَدّس لفظ اور مقدس مقصد جس طرح بدنام کیا جارہا ہے وہ ہم سبھی جانتے ہیں

۔۔۔۔۔۔۔

پنی ذمہ داری، عشق ووفا کا ثبوت دیتے ہوئے عمرانی حکومت سے کہئے یہ لفظ واپس لے ایسا نہ ہو جیسے لفظِ دہشت گردی کی آڑ میں علمائے اسلام و دینی طبقات کو بدنام کرکے دیوار سے لگایا گیا ایسے ہی ریاستِ مدینہ کو بدنام نہ کردیا جائے۔۔۔

اگر ہم نے اپنی زمہ داریوں کا ثبوت نہ دیا تو ہمارے بچے سوشل میڈیا، پرنٹ والیکٹرانک میڈیا پر ریاست مدینہ کے لفظ کے ساتھ بری چیزوں کی نسبت پڑھ یا سن کر جب سیرت و تاریخ کی کتابوں میں حقیقی ریاستِ مدینہ کے بارے میں پڑھیں تو صرف اسے افسانہ نہ خیال کریں۔

اس خوبصورت لفظ کی آڑ لے کر بہت برا گھناؤنا کھیل کھیلنے کی ابتداء کی گئ اللہ پاک شریروں کو ناکام ونامراد بنائے۔آمین

جن مذھبی لوگوں نے اس خوبصورت لفظ سے عقیدت کی بنا پر عمرانی حکومت کی تعریف کی انہیں چاہیے کہ سرعام ازالہ کریں۔وما عَلیَّ الّا البلٰغ۔

مُنکراتِ شرعیہ اورآج کے دارالافتاء

ہم ایک ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

سنا ہے کہ اِس ملک کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔جمھوریہ سے پہلے اسلامی کا لاحقہ بھی اِس کے ساتھ لگتا ہے۔

اِس ملک میں کئ ایک اصلاحی تحریکیں علمائے کرام کی قیادت میں لوگوں تک شرعی احکام پہنچا رہی ہیں،،، وعظ و تبلیغ کا کام کر رہی ہیں۔

قرآنِ کریم نے بھی مسلمانوں کو حکم دیا" وَقَاتِلُوْھُمْ حَتیّ لَا تَکُوْنَ فتنۃ ویَکُوْن الدّین کُلّہ لِلّٰہِ"

اور اُن سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کی عبادت ہو۔

دنیامیں جب تک فتنہ وفساد باقی ہے اُس وقت فتنہ گیروں سے لڑنے کا حکم ہے۔

باطل وطاغوت کے مقابلے میں لڑنا صرف تلوار وجنگ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ افراد وجماعتوں کے اعتبار سے اِس کے مختلف درجے ہیں۔

آسانی کے لئے ہم اس کو تین کیٹگریوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

نمبر1۔۔۔سلطان (حکومتِ وقت)

نمبر2۔علمائے کرام

نمبر3۔عوام

عوام کے لئے شرع کی طرف سے حکم یہ ہے وہ طاغوت کو دل سے برا جانیں اسی طرح برائیاں کرنے والوں کو بھی دل سے برا جانیں اُن سے اظہارِ نفرت کریں۔

اہلِ طاغوت کے ساتھ جہادِ شرعی کا فردِ اعلیٰ جہاد بالسیف ہے اسی طرح برائیاں کرنے والوں کے خلاف طاقت سے نپٹنا،،، اُن کی فتنہ انگیزی بزورِ قوّت روکنا، ختم کرنا یہ کام صرف کے صرف سلطانِ اسلام (حکومتِ وقت) ولشکرِ اسلام کا ہے۔

برائیوں کے خلاف لسانی جہاد (یعنی تقریری جہاد) یا جہاد بالقلم یعنی قلم کی طاقت سے برائیوں کے خلاف لکھنا، برے لوگوں کو احکاماتِ الٰہی یاد دلانا یہ کام علمائے کرام ومفتیانِ اسلام کا ہے۔

یونہی اگر سلطان یعنی حکومتِ وقت برائیوں کے سدّباب وفتنہ وفساد کو ختم کرنے میں پس وپیش سے کام لے تو انہیں اُن کی ذمہ داریاں یاد دلانا علمائے وقت ومفتیانِ اسلام کا کام ہے۔

سَیِّدِیْ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نوّرَ اللّٰہُ مرقدہ الشریف نے فتاوٰی رضویہ شریف جلد 14 صفحہ نمبر 150 پر لکھا ہے

شرعی احکام اہلِ اسلام (یعنی مسلمانوں) پر ظاہر فرمانا اور اُن کو "ذِیابٌ فی ثیابٍ" (یعنی کپڑوں میں چھپے ہوئے بچھوؤں،،، آستین کے سانپوں) کے شر سے بچاکر راہِ حق کی طرف بلانا، سُنی عالم کا جلیل فرضِ مذہبی وکارِ منصبی وبجاآوریٔ حکمِ خداونبی ہے، جلّ وعلیٰ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

امام کے مبارک الفاظوں کو پڑھیئے اور بار بار غور فرمائیے تاکہ دینی غیرت مزید جاگ اٹھے۔۔۔۔۔

فتاویٰ رضویہ شریف کے اسی جلد کے صفحہ نمبر 539 پر سیّدی امام اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں جس کا مفھوم ہے کہ منکراتِ کبریٰ (بڑے بڑے گناہوں) وواہیاتِ عظمٰی کا ازالہ سنی عالم پر فرضِ اعظم ہے

پھر آپ امام نے حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوڈ کی

اِذَا ظَهَرَتِ الْفِتَنُ اَوْ قَالَ اَلبِدَعُ فليظهرالعالم علمه ومن لم يفعل ذالك فعليه لعنة الله والملئكة والنّاس اجمعين،

لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا ۔۔

مخاطبین چونکہ علمائے کرام ہیں اس لئے ہم اس حدیثِ پاک کا ترجمہ کرنے کی ہمت نہیں پا رہے۔
غورِ کیجئے! ہمارے ملک میں امپورٹڈ شراب موجود ہیں وزاتِ خارجہ کی اجازت کے بغیر بیرون ملک کی کوئی چیز یہاں نہیں آسکتی آخر اتنی بڑی کمپنیاں یہ شراب کیسے لا رہی ہیں۔
کیا اہلِ علم نے اس بات کا کبھی نوٹس لیا؟

ہمارے ملک کے نیشنل چینلز کے ڈراموں، ایڈوٹائیزمنٹ، پروگراموں کیا کیا دکھایا جارہا ہے ،،،ٹک ٹاک اور دیگر گندے سائیٹس پر کیا نہیں ہورہا؟ قوم اِن ڈراموں پروگراموں اور سائیٹس کے دیکھنے سے کیسے مُخرّبِ اخلاق بنتی جارہی ہے اس کا سب کو معلوم ہے۔
کیا کبھی کسی دارالافتاء،، کسی سنی عالم و مفتی نے وزاتِ اطلاعات ونشریات،،، پیمرا کے افسران کی طرف لکھا کہ ایسے ڈرامے، ایپلی کیشنز بند ہونے چاہئیں ؟۔
تعلیم کے نام پر کالجوں، یونیورسٹیوں میں کیا کیا ہورہا ہے پروفیسر صاحبان وافسرانِ بالا فیمیل اسٹوڈنٹس کے ساتھ کیا کیا کررہے ہیں کیا کسی دارالافتاء نے وزارتِ تعلیم کی طرف خط لکھا انہیں اِن واہی تباہی کے ازالے کا کچھ کہا؟

غلط رپورٹس، جعلی دوائیں لکھ کر ڈاکٹرز اور میڈیکلز جس طرح لوگوں کو لوٹ رہے ہیں کیا کسی دارالافتاء نے وزارتِ صحت کو اُن کی ذمہ داریاں یاد دلائیں ؟

گناہوں کے اڈوں،،،، پوش ایریاز اور ہوٹلز میں رات کے وقت جس طرح سرّعام کھال کی بیوپاریں چلتی ہیں کیا کسی دارالافتاء نے محکمہ پولیس کو خبر ادار کیا کہ ڈی آئی جی صاحب فلاں ایریا میں ایسے ایسے ہورہا ہے اپنی ڈیوٹی صحیح نبھائیے ورنہ آخرت کا عذاب بڑا سخت ہے۔

بازاروں سے جس طرح اشیاء خوردونوش غائب کرواکے مہنگائی بڑھا دی جاتی ہے کیا کسی دارالافتاء نے وزارتِ داخلہ کو لکھا کہ ملک میں لوٹ کھسوٹ کے لئے ایسے ایسے ہورہا ہے آپ اپنی ذمہ داری

نبھائیے۔

ہو سکتا ہے کوئی صاحب پڑھ کر کہہ دے کہ دارالافتاء کیوں لکھیں لوگوں کو توجہ تو دلاتے رہتے ہیں دارالافتاؤں کو مذکورہ خرابیوں کی روک تھام کے لئے اُن سے متعلقہ محکموں، وزارتوں کی طرف قرآن وحدیث سے مزین احکاماتِ شرعیہ یاد دلانے والے خطوط بار بار لکھنے پڑیں گے کیونکہ حکمِ قرآن ہے

" لولا ينهٰهَمُ الربّٰنيون والاحبار عن قولهم الاثم واكلهم السحت "

کرونا وائرس فتنہ تھا بقولِ ہند کے مفتی اعظم کے۔۔۔

اُن کے قول کو پاکستان کے مفتیانِ کرام نے بھی قبول کیا اور قوم کو حکومتوں کے ساتھ تعاون کی اپیلیں کر دیں۔ احتیاطی تدابیر کی تحریکیں زور و شور سے چلیں۔

تجارت مراکز بند، دہاڑی دار مزدور پریشان، اسکول، جامعات، مدارس بند،،، کعبۃ اللہ المشرفہ جس کے بارے میں رب کے قرآن نے فرمایا "الّذی بارکنا حولہ" وہ بند۔۔۔۔۔

مدینہ شریف جس کو میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طابہ وطیبہ فرمایا، موذی امراض اور دجّال وہاں داخل نہیں ہو سکتا اسی شہر کی مسجد النبوی الشریف بند۔۔۔۔

حج جس کو رب نے قرآن میں شعائر اللہ کہا وہ بند۔

جمعہ کی نماز جو شعارِ اسلام ہے وہ بند۔۔۔۔۔۔۔۔

صرف اس لیے کہ کرونا ایک موذی فتنہ ہے، جانِ لیوا ہے جان بچانا فرض ہے اس لئے یہ سب چیزیں بند ٹھیک ہے ہم اِس پر کوئی قیل و قال نہیں کر رہے لیکن سوال یہ ہے کہ جس طرح کرونا وائرس فتنہ کی وجہ سے سب چیزیں بند ہو سکتی ہیں تو آخر ایمان بچانا بھی تو فرض ہے۔۔۔۔

اتنے سارے فتنے میرے ایمان عزت وآبرو

میرے چھوٹے بچوں کی عزت وآبرو ۔

بہو بیٹیوں کی عزت وآبرو کے درپے ہیں یہ چیزیں بند کیوں نہیں ہوسکتیں؟

اِن چیزوں کے خلاف آواز کیوں نہیں اٹھائی جاسکتی؟

جب مسئلہ افضلیتِ صحابہ کرام پر کانفرنسیں ہوسکتی ہیں تواِن برائیوں کے سدّباب کے لئے کانفرنسیں کیوں نہیں ہوسکتیں؟

جب کسی پیر کی عزت پر آنچ آئے تواُس کے خطیب حرکت میں آتے ہیں حکومتیں درست طور کام نہیں کررہیں لوگوں کے جان ومال عزت وآبروئیں محفوظ نہیں ہیں اِس پر خطیب کیوں چپ ہیں؟

اصلاحی تبلیغی جماعتیں عوام کو تو تبلیغ کرتی ہیں ہائے مسلمانوں کو کیا ہوگیا ہے دین سے دور ہیں تو حکومتوں کو کیوں نہیں کہتیں کہ یہ سب نحوستیں وظلم وفساد، بے برکتیاں، بے باکیاں تم لوگوں کی وجہ سے ہیں سدھر جاؤ تاکہ مسلمانوں پر رحمتوں وبرکتوں کا نزول ہو۔

مجھے امید ہے سنی دارالافتاؤں والے مذکورہ وزارتوں کی طرف لکھتے ہوں گے لیکن کچھ نظر نہیں آرہا اس لئے ہمیں اتنی ساری محنت کرکے پوسٹ لکھنی پڑگئ۔۔۔

نوٹ۔۔۔

حکومتوں وزارتوں کواُن کے ذمہ داریاں یاددلانے کے دوطریقے ہیں۔

طریقہ نمبر1

۔"اُدْعُ اِلٰی سبیلِ ربّك بالحكمة والموعظة الحسنة" اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے

نمبر2۔

لوگوں کو اکسا کر روڈ پر لے آنا، ہڑتالیں کرانا، سڑکیں بند کروانا، مشتعل لوگوں اور انتظامیہ کو لڑوا کر خون خرابہ کرانا اور پھر لوگوں کو کہنا ہم نے اتنے شیل کھائے طرہ یہ کہ اپنی بیوقوفی کو دینی غیرت کا نام دینا

یہ دوسرا والا طریقہ سراسر غلط اور خلافِ شرع ہے کیونکہ برائیاں دیکھ علماء کا کام صرف اتنا ہے کہ

حکومت وقت کو اُن کی ذمہ داریاں یاد دلوائیں۔

عوام کا کام ہے اُن بے حس حکومتوں سے دل سے بیزاری اختیار کریں، دل میں سخت براجانیں وغیرہ۔

سیدی اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے دین پر قائم رہنا بہت اچھی بات ہے لیکن دین پر زیادت کرنا یہ بہت بری بات وبدعت ہے۔

شرع نے جو چیز لازم نہیں کیا اُس کو اپنے اوپر لازم سمجھنا یہ دین میں زیادت ہے ولہذا اس سے احتراز فرض۔

اگر میری یہ آخری دو طریقوں والی باتوں میں سے دوسری بات کسی کو ہضم نہیں ہوئ اور اس نے مجھے گالی دی تو میں ایک اور پوسٹ بناؤں گا سیدی امام احمد رضا کی پوری عبارت نقل کر کے مذکورہ طریقہ نمبر دو والوں پر فٹ کروں گا۔

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں

کیسے خوار پھرتے ہیں آئیے جانتے ہیں؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک کے آخری نبی ہیں آپ کا دین کامل واکمل وجامع نظامِ حیات پر مشتمل ہے۔

ختمِ نبوت کا مفھوم سمجھانے کے ضمن میں ہمارے علمائے کرام قادیانیوں کو سمجھاتے ہوئے کہتے ہیں "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے بھی انبیائے کرام علیھم السلام آئے اُن کی شریعتیں واسوہ ہائے حسنہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط نہ تھے۔

ضرورت تھی ایک ایسے نبی کی جن کی شریعت اور عملی زندگی انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہو۔

لوگ ایسے کامل واکمل شریعت واسوہ حسنہ والے نبی کی پیروی کریں اور اُن کی مبارک زندگی سے ضیاء سے پاکر دنیاوآخرت کی برکتیں سمیٹیں۔

انبیائے سابقین کی شریعتوں میں سیاست اور اور عبادت کا الگ الگ نظام تھا جبکہ ہماری سیاست بھی (یعنی اسلامی سیاست ناکہ جمھوری سیاست) عبادت ہے۔

قرآن کریم نے مسلمانوں کی رہنمائی کرتے ہوئے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی کے متعلق فرمایا "لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسوۃ حسنۃ"

تمھارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

سرورِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔

میں اس لئے آیا ہوں کہ مکارم اخلاق کو پورا کردوں۔

خلق کہتے ہیں دل کی وہ پختہ کیفیت جسکی وجہ سے اعمال باآسانی صادر ہوں۔ اب خلق اچھی ہو تو اچھے اعمال صادر ہوں گے اگر خلق بری ہو تو برے اعمال صادر ہوں گے۔

مکارم اخلاق نام ہے رب کی فرمانبرداری کا اِس کا تعلق چاہے حقوق اللہ سے ہو یا حقوق العباد سے ۔۔۔ دونوں امور میں رب کی فرمانبرداری کرنے کا م اخلاقِ حسنہ ہے۔

بعض لوگ سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتے ہیں لیکن آدھی ادھوری۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سیرت کے اُس پہلو کی طرف یا تو اُن کی توجہ نہیں جاتی یا پھر جان بوجھ کر خود ہی اپنی۔ توجہ اُس جانب جانے نہیں دیتے ہیں۔

اخلاقِ نبوت کا تعلق صرف درست گفتار، عفوودرگزر، حلم وبرباری سے نہیں ہے۔

اگرچہ درست گفتار، عفوودرگزر، حلم وبربادی، راست بازی بھی اخلاقِ عالیہ ہیں لیکن بگڑے تگڑے لوگوں کو ٹھیک کرنا، فتنہ بازوں کو بزورِ طاقت روکنا، ظلم وزیادتی کا خاتمہ، امنِ عامہ برقرار رکھنے کے لئے نفسِ امّارہ کے اسیروں کو شرعی سزائیں دینا، اعلائے کلمۃُ الحق کی راہ میں رکاوٹ بننے والوں کو بدر واحد، خیبر وخندق میں سبق سکھانا بھی اخلاقِ نبوت میں شامل ہے۔

کتنے اچھے ہیں وہ لوگ جو سیرت کے جلسوں میں خُلق اور خِلق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتے ہوئے حسن وجمال مصطفیٰ بھی بیان کرتے ہیں،

اخلاقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کے ضمن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک گفتگو، عفوودرگزر حلم، ایثار، سخاوت بھی بیان کرتے ہیں،،،،،،،،،

لیکن اعلائے کلمۃ الحق کے لئے،

کفروشرک وبدعات کا خاتمہ کرنے کے لئے،

اللہ کی زمین پر اللہ کی کتاب قرآن کریم کا قانون نافذ کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو تکلیفیں اٹھائیں وہ ہرگز بیان نہیں کرتے۔۔۔۔۔

بالفرض اگر طائف کی وادی میں کفار کے ڈھائے گئے مظالم، مکی زندگی کے حالات بیان کر بھی دیں تب بھی درست اور مکمل بات بیان کرنے کی بجائے آدھی باتیں بیان کرتے ہیں۔

ہم پوچھتے ہیں اے سیرت کے جلسے منعقد کرکے کفارِ مکہ کے ڈھائے گئے ظلم وستم پر رونے والو ! کیا کفار مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیھم الرضوان کے ساتھ ناروا سلوک اس لئے اپناتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے کلمہ، نماز اور روزے سیدھے کراتے تھے ؟

کیا بعثتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد لوگوں کو صرف نمازی، حاجی، روزے دار بنانا تھا؟

کیا دین مصطفوی زمین پر اس لئے نافذ ہوئی کہ فلاحی کام زیادہ سے زیادہ کئے جائیں ؟

اگر دین اسلام کے یہی مقاصد تھے تو پھر یدین عیسویت یہ سارے کام تو بدرجہ اولیٰ پائے جاتے تھے، عیسائی لوگ تبلیغِ دین اور فلاحی کاموں میں سب سے زیادہ ایکسپرٹ، متحرّک وفعّال تھے۔

عیسائیوں کا تو مقصد ہی یہی تھا کہ حسن کردار، ونرم گفتار نیز فلاحِ انسانیت کے ذریعے پوری دنیا میں عیسائیت کو پھیلایا جائے۔

اگر دین اسلام کے بھی صرف یہی مقاصد ہوں تو دین عیسویت واسلام میں فرق ؟

بعثتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد بیان کرتے ہوئے قرآنِ کریم نے ارشاد فرمایا" ھوالذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہ علی الدّین کلہ ولوکرہ المشرکون"

یعنی مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد خدا کی زمین پر قرآن کے قانون کا نفاذ، دینِ اسلام کے قوانین کا دیگر تمام قوانین پر غلبہ۔

ہم مسلمانوں نے جب سے اپنے نبی کے طریقہ سیاست سے منہ موڑا، یار کے در سے پھرے ذلت ورسوائی ہماری مقدر بن گئی۔

آج سینٹ الیکشن میں کروڑوں کی بولیاں لگ رہی ہیں ممبرز خریدے اور بیچے جارہے ہیں،

جن کو کوئی چپراسی نہ رکھے ہم جھوریت کی نحوست کا طوق پہن کر انہیں ووٹ دے کر اراکینِ اسمبلی بنادیتے ہیں کیا ایسے مکروہ چہرہ والے سیاست دان ملک وملت کے ساتھ مخلص ہوں گے اسلام کی نیک نامی کا باعث بنیں گے ؟

اسلامی قوانین کے مطابق مجرموں کو سزائیں دے کر یا دلوا کر فتنہ وفساد کا خاتمہ کرانا یہ سربراہِ مملکت کی ذمہ ہے اخلاقِ بافتہ ٹی وی ڈرامے،

بے حیائی کے مناظر سے بھرپور ایڈوٹائیز منٹس،

اسمبلی ہال میں اراکینِ اسمبلی کے سرعام گالیاں،

ٹک ٹاک ودیگر سائیٹس کے ذریعے مسلمان لڑکے لڑکیوں کا پاوڑی گرل وکھسرا بن کر بالخصوص اپنے خاندان اور بالعموم تمام مسلمانوں کی عزتوں کا خاک میں ملا دینا،

پارکوں، آئیس کریم پارلرز میں ہونے والی بے حیائیاں،

تعلیم کے نام پر الحاد ولبرل ازم کا پرچار،

عدالتوں میں انصاف کا نہ ملنا،

لوگوں کی جان ومال وعزتوں کا غیر محفوظ ہونا کیا یہ سب فتنے وفساد اس بات کے متقاضی نہیں ہیں کہ

سربراہِ مملکت اِن فتنوں کا قلع قمع کرے؟

سربراہ مملکت اپنا کردار درست اس وقت کرے گا جب وارثانِ انبیاء درست معنوں میں اُنہیں احکاماتِ شرع یاد دلائیں گے کیونکہ وارثانِ انبیاء کی یہ ذمہ داری اللہ اور اللہ کے رسول نے لگائی ہے رب فرماتا ہے "لولا ینھٰھم الربّنیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ماکانوایفعلون" کیوں نہیں منع کرتے اُن کے عالم اور درویش گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے بے شک بہت ہی برے کام کررہے ہیں۔

خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت لکھا ہے "کہ لوگوں کو گناہوں اور برے کاموں سے منع نہیں کرتے۔

آگے لکھا مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ علماء پر نصیحت اور بدی سے روکنا واجب ہے اور جو شخص بری بات سے منع کرنے کو ترک کرے اور نہی سے باز رہے وہ بمنزلہ مرتکبِ کبیرہ ہے۔ (خزائن العرفان صفحہ 228)

بعض لوگ لوگوں کو تو منع کرتے ہیں لیکن سربراہانِ مملکت کو اُن کی ذمہ داری یاد دلانا، اُنہیں احکاماتِ شرع کی بجاآوری کا کہنا اُن کے مقاصد میں شامل نہیں ہے۔

حضور سرور عالمؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا " اذا ظهر الفتنُ اوِ الْبِدَعُ فليظهر العالم علمه فان لم يكن ذٰلك فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين "

روز کوئی نہ کوئی پاؤڑی گرل جیسا فتنہ ظاہر ہورہا ہے، مسلمان خاندانوں کی عزتیں برباد ہورہی ہیں، حریم شاہ وصندل خٹک جیسی عورتیں سربراہانِ مملکت کی کرسیوں پر بیٹھ کر فوٹوز بنوارہی ہیں لیکن وارثانِ انبیاء ہیں کہ اپنے آپ میں مصروف۔

مسجدوں کی بے حرمتی کرنے والے وزیر بھی مسلمان ملک کے سربراہ ہیں عجیب بات ہے۔

IMF جیسے اداروں سے سود در سود قرضے لے کر ملک کو کھوکھلا کیا جارہا ہے، سود کھانے کے ذریعے کھلم کھلا رب کی نافرمانیاں کی جارہی ہیں ملت کے جبہ ودستار والے صاحبان کی اس طرف توجہ ہی نہیں ہے

اللہ رحم کرے۔

ٹی وی کے ذریعے رمضان کے مقدّس مہینے کی تقدس کی پامالی جس طرح کی جاتی ہے وہ بھی کسی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

آج حکومتی وزراء، لبرلز، این جی اوز اور کچھ ٹی وی اینکرز مدارس اور علمائے کرام کے خلاف کیوں بولتے ہیں؟کیوں ایف ای ٹی ایف کی مان کر خلافِ شرع وقف ایکٹ بلز بناتے ہیں،

کیوں کہتے ہیں کہ مدارس کے نصاب میں تبدیلی لاؤ؟

صرف اس لئے کہ۔

" جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں

دربدر یونہی خوار پھرتے ہیں "

اے وارثانِ منبر و محراب جاگ جائیے وقت بہت قریب ہے۔

علم پڑھنے،عالم بننے کا مقصد بیان کرتے ہوئے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"یحمل ھذاالعلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین۔

(مشکوۃ کتاب العلم صفحہ نمبر 36 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ)

تیرے در یار پھرتے ہیں ایک تشریح مشہور و معروف ہے اور جو تشریح ہم نے بیان کی وہ نسیا میسیا ہے۔دعائے ہے اللہ کریم اسلام کو غلبہ دے کر جمھوریت کو نیست و نابود فرمائے۔

مزاجِ شریعت اور میرا کوکب

مولانا ڈاکٹر کوکب نورانی صاحب اہلِ سنت وجماعت کے اچھے خطیب ہیں۔

آپ دامت برکاتہم العالیہ خطیبِ پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے فَرزَندِ اَرجُمَند ہیں۔

حضرت مولانا محمد شفیع او کاڑوی رحمۃ اللہ علیہ بہت اچھے خطیب تھے، مُحرّمُ الحرام شریف میں واقعہ کربلا ایک خاص وجدانی وروحانی کیفیت میں بیان کرتے تھے جسے سن کر سامعین پر ایک پُرذوق کیفیت طاری ہوتی تھی۔

خطیبِ پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع او کاڑوی رحمۃ اللہ علیہ محسنِ دعوتِ اسلامی بھی ہیں۔

خطیبِ پاکستان کے فرزند مولانا ڈاکٹر کوکب نورانی او کاڑوی صاحب نے جس آنگن میں پرورش پائی وہاں بچوں کو لوریوں میں محبتِ اہلِ بیت سنائی جاتی تھی۔

ڈاکٹر کوکب نورانی صاحب اگر سوال کریں کہ مُحرّمُ الحرام شریف میں شادی کے مسئلہ کو میڈیا پر کیوں بیان کیا گیا؟ کیا وجہ اور مجبوری تھی کہ اِس مسئلہ کو چھیڑا گیا تو علمائے دین کا فرضِ منصبی ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کو اچھی طرح اطمینان بخش جواب دیں۔

سوال کرنا سائل کا حق ہے سائل سے اُس کا حق مت چھینئے۔

پروپیگنڈہ، دھونس، سوشل میڈیا پوسٹنگ کے ذریعے کسی صحیح العقیدہ سنی مسلمان کو بلاوجہِ شرعی بدنام کرنا، سوال کا جواب دینے کی بجائے اُسے چپ کرانا ظلمِ عظیم ہے۔

آتے ہیں مولانا ڈاکٹر کوکب نورانی او کاڑوی صاحب کے سوال کے جواب کی طرف۔

ڈاکٹر صاحب! محرم الحرام شریف میں شادی کا مسئلہ اس وجہ سے چھیڑا گیا کہ بعض لوگ محرم شریف میں شادی کرنے کو ناجائز و حرام سمجھتے ہیں۔ اس غلط فہمی میں اچھے خاصے اہلِ علم سمجھے جانے والے خطیب اور پیر حضرات بھی مبتلا ہیں۔

ڈاکٹر صاحب! کسی شئ کو حلال قطعی یا حرام قطعی قرار دینا یہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام ہے۔ فروعی مسائل میں کسی شئ کو مضبوط دلائل کی بنیاد پر حلال ظنی یا حرام ظنی قرار دینا یہ علمائے کرام و مجتہدین عظام کا کام ہے۔

محرم الحرام شریف میں شادی کو شرع شریف نے حلال و جائز قرار دیا ہے۔ جس شئ کو شرع شریف

جائز قرار دے اور لوگ اپنی من پسند ترجیحات کی بنیاد پر اگر اُس شئ کو ناجائز قرار دیں تو یہ اللہ ورسول پر تہمت ہے۔

ڈاکٹر صاحب! اب آپ خود بتائیے کیا آپ پسند کریں گے کہ لوگ لاعلمی میں اللہ ورسول پر تہمت باندھتے پھریں؟ یقیناً آپ یہ بات پسند نہیں کریں گے تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ علمائے شریعت اللہ ورسول پر تہمت کو پسند کریں اِسی مجبوری کی بنا پر محرم الحرام شریف شادی کا مسئلہ برسرِ منبر میڈیا پر بیان کیا گیا تاکہ لوگوں کی اصلاح ہو اور وہ اللہ ورسول پر تہمت باندھنے سے باز آجائیں۔

ڈاکٹر صاحب! غور فرمائیے اللہ پاک کو شریعتِ اسلام پر تہمت قطعًا پسند نہیں ہے میں اس بات کو ایک قرآنی واقعہ سے نقل کر کے آپ کی بارگاہ میں طالبعلم کی حیثیت سے پیش کروں گا تاکہ آپ میری تصحیح فرمائیں۔

ڈاکٹر صاحب! عرب کے معاشرہ میں لوگ اپنے مُتَبَنّٰی (منہ بولے بیٹوں) کو حقیقی بیٹا سمجھتے تھے۔
جس طرح بعدِ طلاق عدت مکمل ہونے یا بیٹے کے وفات پاجانے کی صورت میں حقیقی بہو سے سسر کا نکاح ناجائز ہے اسی طرح لوگ اپنے مُتَبَنّٰی بیٹے کی بیوی سے بعدِ عدت نکاح کو ناجائز سمجھتے تھے۔
مُتَبَنّٰی کو حقیقی بیٹا سمجھنا اور اُس کی بیوی سے بعدِ عدت نکاح کو ناجائز سمجھنا یہ شریعت اسلام پر تہمت تھا۔
اللہ پاک نے شریعتِ اسلام سے اس تہمت کو دور فرمانے کے لئے جس ہستی کا انتخاب فرمایا اُن کی شان وعظمت آپ بھی بہتر جانتے ہیں۔
معاشرے میں ایک جاھلانہ رسم ختم کرنے اور شریعت سے تہمت دور فرمانے کے لئے اللہ پاک نے اپنے معصوم، گناہوں سے پاک نبی، محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب فرمایا۔
اگر کوئی عالم دین محرم الحرام شریف میں شادی کو حرام وناجائز سمجھنے سے لوگوں کو بچانے، شریعت سے تہمت دور فرمانے کے لئے کہہ دیتا ہے کہ محرم شریف میں شادی جائز ہے تو اُس میں کیا برائی ہے؟
ڈاکٹر صاحب! غور کیجئے "فلما قضٰی زید منھا وطرا زوجنٰکھا" یہ محکم آیات میں سے ہے، اِس آیت کا حکم

منسوخ بھی نہیں ہے۔دو شرعی مسئلے اِس آیت کے ذریعے سمجھائے گئے ہیں کہ منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا مت کہیئے اور اُس کی بیوی سے پردہ وغیرہ رکھئے حقیقی بہو مت سمجھئے۔

قرآنِ کریم کی جملہ آیات کے بارے میں اہلِ اسلام کا نظریہ ہے کہ یہ آیات محض حکایات نہیں ہیں بلکہ اِن میں مسائل، احکامات، وعظ و نصیحت اور عبرتیں پوشیدہ ہیں۔

اگر علمائے کرام اجازت دیں تو میں یہاں ایک علمی نکتہ بیان کروں وہ نقطہ یہ ہے کہ سورہ احزاب کی اِس آیت میں اِن دو مسائلِ شرعیہ کے سمجھانے کے علاوہ بطورِ اشارۃ النص یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب معاشرے میں کوئی خراب رسم جڑ پکڑ جائے اور لوگ اپنی پسندیدہ ترجیحات کی بنا پر حلال کو حرام قرار دینے کی نحوست میں مبتلا ہو جائیں تو ایسے وقت میں حاملانِ شریعت پر فرض بنتا ہے کہ اپنا فرضِ منصبی ادا کرتے ہوئے شرعی مسئلہ کی وضاحت ڈنکے کی چوٹ پر کریں۔

ممکنہ سوال

آپ نے یہ نقطہ کہاں سے بیان کیا؟ اور قرآن میں اپنے رائے سے کچھ کہنا یہ تو تفسیر بالرائے ہے اور تفسیر بالرائے حرام ہے۔

جواب۔

تفسیر بالرائے کسے کہتے ہیں یہ ایک مکمل علمی بحث ہے اس کے اپنے دلائل ہیں میں نے جو نقطہ بیان کیا وہ تفسیر بالرائے ہرگز نہیں ہے کیونکہ اصول ہے "اَلْاِعْتِبَارُ لعموم الالفاظ لا لسبب خاص"

اسی اصول کے پیشِ نظر ہم نے یہ نکتہ بیان کیا۔

ڈاکٹر صاحب! فقیہ ابھی زندہ ہیں مقاصدِ شرع کو سمجھتے ہیں ہم نے بھی مفتیانِ کرام کی مشاورت اور کافی سوچ بچار کے بعد محرم الحرام شریف میں شادی کا مسئلہ برسرِ منبر بیان کیا ہے۔

علمِ دین پڑھنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ علمائے دین اِس دینِ متین کی تعلیمات کے اندر غالیوں کے غلو اور جاہلوں کی تاویلات کو جدا کر کے درست دینی مسائل کی وضاحت کریں۔

حدیثِ صحیح میں ارشاد ہوا" يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتاويل الجاهلين"
گزارش ہے کہ پیار و محبت سے ہمیں کام کرنے دیا جائے۔

سندھی رائیٹر امر جلیل کا سوال کا

امر جلیل لکھتا ہے ! میں مسلمان اس لئے کہلاتا ہوں کیونکہ میں مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا ہوں ۔اگر میں ہندو یا عیسائی کے گھر پیدا ہوتا تو میں ہندو یا عیسائی کہلاتا یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے کہ مسلمان گھرانے میں میری پیدائش پر اللہ کا مجھ پر احسان ہوا۔
اگر یہ اللہ کا احسان ہے تو اللہ نے یہ احسان کرشن چندر پر کیوں نہیں کیا؟؟؟
سوبھی گیان چندانی پر یہ احسان کیوں نہیں ہوا؟؟؟
انسانیت کیلیئے فائدہ مند کام کرنے والے انگریز سائنسدانوں پر یہ احسان کیوں نہیں ہوا؟ چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ سب بھی مسلمان گھرانے میں پیدا ہوتے ان پر بھی اللہ پاک احسان کرتا۔
نابیناؤں کے لئے کتاب لکھنے والے پر یہ احسان کیوں نہیں ہوا؟
کوئی مجھے اِن سوالوں کا جواب دے۔

جواب
جواب لکھنے سے پہلے بطورِ تمہید کچھ باتیں عرض کرتا ہوں۔

1
اللہ پاک عادل ہے۔اپنے بندوں سے بھی عدل کو پسند فرماتا ہے۔
نمبر2
افعال کا خالق اللہ پاک ہے انسان اپنے افعال کا کاسب ہے۔انسان جس قسم کے عمل کرے گا اس کی

جزا پائے گا۔

نمبر 3

انسان مجبور محض نہیں ہے بلکہ اسے ایک نوعِ اختیار دیا گیا ہے۔

نمبر 4

اختیار دینے کے ساتھ ساتھ انسان کو عقل کی نعمت بھی دی گئی تاکہ اچھے برے میں تمیز کر سکے۔

اب آتے ہیں اصل جواب کی طرف۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک حدیث کا جز ہے

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الفطرةِ۔۔۔۔

اللہ پاک نے کسی بھی کافر و مشرک کی عقل و حواس پر کفر کا پردہ اور گناہوں کی آلودگی کا زنگ بطورِ مہر لگا کر پیدا نہیں کیا۔۔

ہر انسان چاہے وہ اسلام کا راستہ اپنائے یا کفر کا یہ سب انسان کے اختیار میں ہے۔

اللہ پاک نے تمام انسانوں کو فطرتِ سلیمہ پر پیدا فرما کر اپنی ذات کی معرفت اور عبادت کے لئے، نیز حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے کے لئے عقل بھی دی اور ساتھ میں انہیں اختیار بھی دیا کہ جس راستے کو چاہیں اپنے لئے منتخب کریں۔

نیز اُس رحیم و کریم ذات نے انسان کو فطرت سلیمہ پر پیدا کرنے، عقلِ سلیم دینے، صاحب اختیار بنانے کے ساتھ انسان کی رہنمائی کے لئے، داخلی و خارجی شیاطین کے بداثرات سے آگاہی کے لئے، جنت کے انعامات دوزخ کے عذابات بتانے کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء و رسل بھی بھیجے۔

مقدّس آسمانی کتابوں کے ذریعے انسان کو اُس کی تخلیق (پیدائش) کا مقصد بھی بتا دیا۔

احسان و کرم نوازیوں کے باجود بھی انسان دیدہ و دانستہ کفر کا راستہ اپنائے تو یہ انسان کا اپنا قصور ہے اللہ نے اسے کفر کرنے پر مجبور نہیں کیا۔

مسلمان ہو یا کافر اللہ پاک نے ہر ایک پر یکساں احسانات کیئے۔

مسلمان نے رب کی عطا کی ہوئی امانت کا درست استعمال کیا اور اسلام کا راستہ چنا جبکہ کفار نے گناہوں اور نافرمانیوں میں پڑکر امانت کو ضائع کر دیا جس وجہ سے انہیں ایمان کی توفیق نہیں ملی۔

یونہی بعض مسلمان بھی جب گناہوں اور نافرمانیوں کی انتہاء کر دیتے اپنے گناہوں سے توبہ نہیں کرتے تو اُن سے بھی بعض اوقات توفیقِ ایمان چھین لی جاتی ہے اور وہ کفر کا راستہ اپناتے ہیں۔

تو یہ سوال کرنا کہ اللہ نے مجھے مسلمان گھرانے میں پیدا کر کے کون سا احسان کیا مبنی بر جھالت ہے۔کمالِ ڈھٹائی کی دلیل ہے۔

بلاتشبیہِ اس کو یوں سمجھیں جیسے دو مریض ایک ہی ڈاکٹر کے پاس اپنا علاج کروا رہے دونوں کو ایک ہی قسم کا مرض لاحق ہے میڈیسن بھی دونوں کا یکساں ہے۔

ڈاکٹر کی مہربانیاں بھی دونوں پر یکساں ہیں لیکن ایک مریض ٹھیک ہو جاتا ہے اور دوسرا بیمار رہتا ہے اب دوسرے مریض کہے کہ میں تو بیمار ہی ہوں ڈاکٹر نے میرا علاج کرنے کی کوشش کر کے کون سا مجھ پر احسان کیا؟

مریض کو یہی کہا جائے گا کہ ڈاکٹر نے آپ دونوں پر احسان کیا لیکن آپ نے خود ہی بے احتیاطی کی، کھا کھا کر اپنے معدے کا ستیاناس کر دیا تو اب میڈیسن کہاں اثر کرے؟ ۔۔۔۔ایسے ہی بلاتشبیہ یوں سمجھیں فطرتِ سلیمہ، صلاحیتِ عقل، وعظ و تبلیغ کا احسان مسلم و غیر مسلم یکساں ہوا ہے لیکن کافر نے اپنے فسق کے سبب کفر کو چنا اور احسانات سے فائدہ نہیں اٹھایا۔۔۔۔

اللہ پاک ہم سب کو دینی تعلیمات سمجھنے کی توفیق دے۔

ایمان والوں کو ایمان پر استقامت دے۔آمین

ہماری اردو کتابیں:

(1) بہار تحریر-عبد مصطفی آفیشل

علمی تحقیقی اور اصلاحی تحریروں پر مشتمل ایک گلدستہ جس کے اب تک چودہ حصے شائع ہو چکے ہیں۔ ہر حصے میں پچیس تحریریں ہیں جو مختلف موضوعات پر ہیں۔

(2) اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا جائز نہیں ہے۔

(3) اذان بلال اور سورج کا نکلنا-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک واقعے کی تحقیق پیش کی گئی ہے جس میں حضرت بلال کے اذان نہ دینے پر سورج نہ نکلنے کا ذکر ہے۔

(4) عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی احباب کے مضامین شامل کیے گئے ہیں جو عشق مجازی کے تعلق سے ہیں، عشق مجازی کے مختلف پہلوؤں پر یہ ایک حسین سنگم ہے۔

(5) گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!-عبد مصطفی آفیشل

اس مختصر سے رسالے میں گانے بجانے کی مذمت پر کلام کیا گیا ہے اور گانوں کے کفریہ اشعار بیان کئے گئے ہیں جسے پڑھ کر کئی لوگوں نے گانے بجانے سے توبہ کی ہے۔

(6) شب معراج غوث پاک-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک مشہور واقعے کی تحقیق بیان کی گئی ہے جس میں حضرت غوث اعظم کی شب معراج ہمارے نبی علیہ السلام سے ملنے کا ذکر ہے۔

(7) شب معراج نعلین عرش پر-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک واقعے کی تحقیق پیش کی گئی ہے جس میں معراج کی شب حضور نبی کریم علیہ السلام کا نعلین پہن کر عرش پر جانے کا ذکر ہے۔

(8) حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں حضرت اویس قرنی کے اپنے دندان شہید کر دینے والے واقعے کی تحقیق بیان کی گئی ہے اور ساتھ یہ بھی کہ اللہ کے آخری رسول علیہ السلام کے دندان شہید ہوئے تھے یا نہیں اور ہوئے تو اس کی کیفیت کیا تھی اور کئی تحقیقی نکات شامل بیان ہیں۔

(9) ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ مجموعہ ہے ان فتاوی کا جو حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری علیہ الرحمہ نے ڈاکٹر طاہر القادری کے لیے لکھے ہیں، یہ فتاوی ڈاکٹر طاہر القادری کی گمراہی ثابت کرتے ہیں۔

(10)مقرر کیسا ہو؟-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں آپ پڑھیں گے کہ تقریر کرنے کا اہل کون ہے، یہ کس کے لیے جائز ہے اور ایک مقرر کے اندر کون کون سی باتیں ہونی چاہییں۔

(11)غیر صحابہ میں ترضی-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ صحابہ کے علاوہ بھی ترضی (یعنی رضی اللہ تعالی عنہ) کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(12)اختلاف اختلاف اختلاف-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اہل سنت میں موجود فروعی اختلافات کے حوالے سے ہے، اس میں اس بات کا بیان ہے کہ جب کبھی علمائے اہل سنت کے مابین کوئی مسئلہ اختلافی ہو جائے تو اس میں کیسی روش اختیار کی جانی چاہیے۔

(13)چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ-عبد مصطفی آفیشل

واقعات کربلا کے حوالے سے اہل سنت میں بے شمار واقعات ایسے آ گئے ہیں جو شیعوں کی پیداوار ہیں، اس رسالے میں ہم نے چند واقعات کی تحقیق پیش کی ہے جو کہ اپنی نوعیت کا منفرد کام ہے، اس تحقیقی رسالے میں کئی علمی نکات مرقوم ہیں۔

(14)بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)-کنیز اختر

عورتوں کی زندگی میں پیدائش سے لے کر نکاح اور پھر بعدہ کے معاملات کی اصلاح کے لیے اس رسالے کو ایک الگ انداز میں لکھا گیا ہے۔

(15)سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)-عبد مصطفی آفیشل

اسلام میں جنسی تعلقات اور اس حوالے سے جدید مسائل پر یہ رسالہ بڑے ہی عام فہم انداز میں لکھا گیا ہے اور آسان ہونے کے ساتھ ساتھ یہ رسالہ دلائل سے بھی مزین ہے۔

(16)حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق-عبد مصطفی آفیشل

حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق مشہور واقعات کی تحقیق پر یہ رسالہ لکھا گیا ہے، کئی حوالوں سے اصل روایات اور ان کی کیفیت کو انبیا کی عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔

(17)عورت کا جنازہ-جناب غزل صاحبہ

عورت کے جنازے کو کون کون دیکھ سکتا ہے؟ کون کون کندھا دے سکتا ہے؟ کیا شوہر کندھا نہیں دے سکتا؟ اور ایسے کئی سوالات کے جوابات آپ کو اس رسالے میں ملیں گے۔

(18)ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی-عبد مصطفی آفیشل

ایک عاشق کی بڑی دل چسپ کہانی ہے جس میں مزاح ہے، تفریح ہے، سبق ہے اور عبرت ہے۔ اس واقعے کو علامہ ابن جوزی کی کتاب ذم الھوی سے لیا گیا ہے۔

(19)آئیے نماز سیکھیں-عبد مصطفی آفیشل

اس کتاب میں نماز پڑھنے اور اس سے متعلق زیادہ سے زیادہ مسائل کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اصطلاحات کو آسان انداز میں بیان کیا گیا ہے، اس کے اگلے حصوں پر بھی کام جاری ہے۔

(20) قیامت کے دن لوگوں کو کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا - عبد مصطفیٰ آفیشل

اس رسالے میں اس بات کی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا یا باپ کے نام سے

(21) محرم میں نکاح - عبد مصطفیٰ آفیشل

اس رسالے میں بیان کیا گیا ہے کہ ماہ محرم الحرام میں بھی نکاح جائز ہے اور اسے ناجائز کہنا بالکل غلط ہے، محرم میں غم منانا یہ کوئی اسلامی رسم نہیں اور چاہے گھر بنانا ہو یا مچھلی، انڈہ اور گوشت وغیرہ کھانا سب محرم میں جائز ہیں۔

(22) روایتوں کی تحقیق (پہلا حصہ) - عبد مصطفیٰ آفیشل

یہ رسالہ اہل سنت میں مشہور روایتوں کی تحقیق پر مشتمل ہے، اس میں روایتوں کی تحقیق بیان کی گئی ہے۔ صحیح روایتوں کی صحت پر اور باطل روایتوں کے موضوع و بے اصل ہونے پر دلائل پیش کیے گئے ہیں، اس کے اور بھی حصوں پر کام جاری ہے۔

(23) روایتوں کی تحقیق (دوسرا حصہ) - عبد مصطفیٰ آفیشل

یہ روایتوں کی تحقیق کا دوسرا حصہ ہے، اس کے اور بھی حصوں پر کام جاری ہے۔

(24) بریک اپ کے بعد کیا کریں؟ - عبد مصطفیٰ آفیشل

یہ رسالہ ان نوجوانوں کے لیے لکھا گیا ہے جو عشق مجازی میں دھوکا کھا کر اپنی زندگی کے سفر کو جاری رکھنے کے لیے راہ تلاش کر رہے ہیں۔

(25) ایک نکاح ایسا بھی - عبد مصطفیٰ آفیشل

یہ ایک سچی کہانی ہے، ایک نکاح کی کہانی، اس میں جہاں اسلامی طریقے سے نکاح کو بیان کیا گیا ہے وہیں اس پر عمل کی کوشش بھی کی گئی ہے، ہے تو یہ ایک کہانی پر اس میں آپ تحقیقی نکات بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔

(26) کافر سے سود - عبد مصطفیٰ آفیشل

اس رسالے میں آپ پڑھیں گے کہ ایک کافر اور مسلمان کے درمیان سود کی کیا صورتیں ہیں؟ اور ساتھ ہی لون، بینک اور ڈاک سے ملنے والے منافع پر علمائے اہل سنت کی تحقیق بھی شامل رسالہ ہے۔

(27) میں خان تو انصاری - عبد مصطفیٰ آفیشل

اسلام میں قوم، ذات اور برادری وغیرہ کی اصل پر یہ ایک تحقیقی کتاب ہے، اس مساوات کو قائم کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، کفو کے مسئلے پر تحقیقی مواد بھی شامل کتاب ہے۔

(28) روایتوں کی تحقیق (تیسرا حصہ) - عبد مصطفیٰ آفیشل

یہ روایتوں کی تحقیق کا تیسرا حصہ ہے، اس کے دو حصوں کا ذکر ہم کر آئے ہیں، اس کے چوتھے حصے پر کام جاری ہے۔

(29) جرمانہ - عبد مصطفیٰ آفیشل

یہ رسالہ مالی جرمانے کے متعلق لکھا گیا ہے۔ مالی جرمانہ فقہ حنفی میں جائز نہیں ہے اور اسے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

(30) لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ ؟-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اولیا کی ایک خاص حالت کے بیان میں ہے جسے "سکر" اور "شطحیات" وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس تعلق سے اہل سنت کے معتدل موقف کو دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ ان کے لیے دعوت فکر ہے جو افراط و تفریط کے شکار ہیں۔

(31) تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام-عرفان برکاتی

یہ اعلی حضرت، امام احمد رضا بریلوی کی کتاب شمول الاسلام پر تخریج ہے۔

(32) اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)-عرفان برکاتی

اس کتاب میں اصلاح معاشرہ کے لیے احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اصلاح معاشرہ کے حوالے سے یہ ایک اچھی کتاب ہے۔

(33) کلام عبید رضا-عبد مصطفی آفیشل

یہ الحاج اویس رضا قادری پاکستانی کے کلام کا مجموعہ ہے۔

(34) مسائل شریعت (جلد 1)-سید محمد سکندر وارثی

اس کتاب میں تقریباً سات سو سوال جواب ہیں۔ روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے مسائل کثرت سے موجود ہیں۔ فقہ حنفی کی روشنی میں مسائل کو بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

(35) اے گروہ علما کہ دو میں نہیں جانتا- مولانا حسن نوری گونڈوی

یہ مختصر سا رسالہ ایک اہم پیغام پر مشتمل ہے کہ علما و عوام سب کو چاہیے کہ لاعلمی کا اعتراف کرنے کی عادت ڈالیں اور جہاں علم نہ ہو وہاں تکلف کر کے جواب نہ دیتے ہوئے کہہ دیا جائے کہ میں نہیں جانتا۔

(36) سفر نامہ بلاد خمسہ-عبد مصطفی آفیشل

یہ ایک سفر نامہ ہے، ہندستان کے پانچ بلاد کے سفر کے احوال پر مشتمل ہے۔ اس کے مطالعے سے جہاں آپ پانچ بلاد کے متعلق معلومات حاصل کریں گے وہیں کئی علمی نکات بھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

(37) منصور حلاج۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ مختصر سا رسالہ حضرت منصور حلاج رحمہ اللہ کے حالات پر ہے جس میں علمائے اہل سنت کی تحقیق کو بیان کیا گیا ہے اور حضرت منصور حلاج کے بارے میں رکھے جانے والے نظریات کو پیش کر کے جائزہ لیا گیا ہے۔

(38) مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں

اس رسالے میں علامہ وقار رضا القادری المدنی سلمہ الباری نے امام احمد بن حنبل کے صحابہ کرام کے متعلق نظریات کو پیش کیا ہے اور حضرت امیر معاویہ کے حوالے سے بھی کلام کیا گیا ہے۔

(39) مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں۔ مولانا محمد ثقلین ترابی نوری، مولانا محمد سلیم رضوی

یہ کتاب شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتیٔ اعظم ہند کی سیرت اور کردار پر لکھا گیا ہے۔

(40)سفرنامہ عرب۔ مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی

یہ مفتی خالد ایوب مصباحی کا ملک عرب کے سفر کے دوران لکھا گیا سفرنامہ ہے۔

(41)تحریرات لقمان-علامہ قاری لقمان شاہد

مختلف موضوعات پر مشتمل یہ نہایت عمدہ کتاب ہے۔اس کتاب کو سیکڑوں کتابوں کا نچوڑ کہا جا سکتا ہے۔ یہ اصل میں علامہ لقمان شاہد صاحب کی فیس بک پر تقریباً 8 سال کی گئی پوسٹوں کا مجموعہ ہے۔

(42)من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق-زبیر جمالوی

یہ رسالہ مشہور روایت "من سب نبیا فاقتلوہ" کی تحقیق پر لکھا گیا ہے جس میں اس روایت کی سند پر تحقیقی کلام کیا گیا ہے۔

(43)ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت۔ مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی

اس رسالے میں ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔اس قدر کتابیں ڈاکٹر صاحب نے نہیں لکھی ہیں بلکہ دوسروں کی محنتوں کو اپنے نام کیا ہے۔

(44)فرضی قبریں۔ عبد مصطفی آفیشل

اس کتاب میں علمائے اہل سنت کے 20 سے زائد حوالوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فرضی قبریں، مزارات وغیرہ بنانا اور ان کے ساتھ اصل جیسے معاملات کرنا حرام ہے۔

(45)سنی کون؟ وہابی کون؟۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ بہت عام فہم زبان میں لکھا گیا ہے تاکہ سنی اور وہابی کے درمیان اصل اختلاف کی نوعیت ہر کوئی سمجھ سکے۔

(46)علم نور ہے۔ محمد شعیب جلالی عطاری

اس میں علم دین کے فضائل، علم کے حصول اور علم دین کے فروغ کے حوالے سے قرآن و سنت سے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔

(47)یہ بھی ضروری ہے۔ محمد حاشر عطاری

یہ رسالہ تبلیغ دین کی اہمیت پر لکھا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ "یہ (تبلیغ دین) بھی ضروری ہے"

(48)مومن ہو نہیں سکتا۔ فہیم جیلانی مصباحی

یہ رسالہ تین حدیثوں کی شرح پر مشتمل ہے جو ان الفاظ کے ساتھ روایت کی گئی ہیں کہ "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن ہو نہیں سکتا...الخ"

(49)جہان حکمت۔ محمد سلیم رضوی

یہ کتاب اولیائے کرام کے اقوال پر مشتمل ہے۔ کئی کتابوں میں سے منتخب اقوال کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ جذبے کو بیدار کرنے کے لیے اور کئی امور میں ان اقوال کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(50) ماہ صفر کی تحقیق۔ مولانا محمد نیاز عطاری

اس رسالے میں ماہ صفر کے حوالے سے جو غلط فہمیاں عام ہیں ان کی اصلاح کی گئی ہے۔

(51) فضائل و مناقب امام حسین۔ ڈاکٹر فیض احمد چشتی

اس کتاب میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کیے گئے ہیں اور ساتھ میں واقعۂ کربلا پر بھی بیان موجود ہے۔

(52) شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر۔ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

اردو ترجمہ، تشریح اور تخریج ابو حامد عمران رضا عطاری المدنی نے کی ہے۔

(53) تحریرات بلال۔ مولانا محمد بلال ناصر

یہ کتاب مولانا محمد بلال ناصر کی تحریروں کا مجموعہ ہے۔ مختلف موضوعات پر تحریریں آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

(54) معارف اعلی حضرت

اس کتاب میں کئی لکھاری حضرات کے مضامین کو شامل کیا گیا ہے۔ اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالی کی سیرت اور ان کے اوصاف پر یہ ایک بہترین کتاب ہے۔

(55) نگارشات ہاشمی۔ مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی

یہ کتاب مولانا محمد بلال شاہ ہاشمی کی تحریروں کا مجموعہ ہے۔ مختلف موضوعات پر تحریریں آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

(56) ماہنامہ التحقیقات۔ ربیع الاول 1444ھ کا شمارہ

یہ ایک ماہنامہ ہے جو دار التّحقیقات انٹرنیشنل کی خوب صورت کاوش ہے۔ مختلف موضوعات پر تحقیقی مضامین اس میں شامل کیے گئے ہیں۔

(57) حضرت امیر معاویہ پہلی تین صدیوں کے اسلاف کی نظر میں۔ مبشر تنویر نقشبندی

50 سے زیادہ باحوالہ اقوال و فرامین؛

کیا فرماتے ہیں پہلی تین صدیوں کے اسلاف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں؟ جانیں اس کتاب میں

(58) زر خانۂ اشرف۔ محمد منیر احمد اشرفی

یہ کتاب محمد منیر احمد اشرفی کی تحریروں کا مجموعہ ہے۔ 700 سے زیادہ علمی اور اصلاحی تحریروں کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ آخر میں ایک باب الگ سے بنایا گیا ہے جس میں مختصر تحریریں اور اقوال موجود ہیں۔

(59) حضرت خضر علیہ السلام۔ ایک تحقیقی جائزہ

حضرت خضر علیہ السلام کون ہیں؟ نبی ہیں؟ فرشتے ہیں؟ ولی ہیں؟ ان کا نام کیا ہے؟ وغیرہ پر ایک تحقیقی پیشکش

(60) ایمان افروز تحاریر۔ محمد ساجد مدنی

1200 سے زائد تحریروں کا مجموعہ؛ یہ سب مطالعے کے دوران نوٹ کیے گئے ہیں۔

(61)انبیا کا ذکر عبادت۔ایک حدیث کی تحقیق۔اسعد عطاری مدنی

یہ مختصر رسالہ ایک حدیث کی تحقیق پر مشتمل ہے۔انبیا کا ذکر عبادت ہے...الخ حدیث کی سند پر کلام کیا گیا ہے۔

(62)رشحات ابن حجر۔فرحان خان قادری(ابن حجر)

یہ کتاب سیکڑوں علمی اور تحقیقی تحریروں کا مجموعہ ہے۔

(63)تجلیات احسن(جلد1)۔محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی

یہ کتاب جناب محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی کے مضامین کا مجموعہ ہے۔موضوعات بہت ہی عمدہ ہیں۔حالات حاضرہ کے حساب سے ہر مضمون قابل تعریف ہے۔

(64)درس ادب۔غلام معین الدین قادری

اساتذہ،والدین،دینی کتب وغیرہ کا ادب واحترام سکھاتی ایک کتاب۔قرآن وسنت اور بزرگوں کے واقعات وارشادات سے سجائی گئی ایک مختصر تحریر

(65)تحریرات شعیب(الحنفی البریلوی)۔محمد شعیب عطاری جلالی

یہ جناب محمد شعیب عطاری جلالی کی علمی اور اصلاحی تحریروں کا مجموعہ ہے۔

(66)حق پرستی اور نفس پرستی۔علامہ طارق انور مصباحی

یہ ایک بہت علمی کتاب ہے۔افراط وتفریط کے شکار لوگوں کی سرکوبی کی گئی ہے اور بڑے اچھے انداز میں اعتدال کا پیغام دیا گیا ہے۔

(67)خوان حکمت۔محمد سلیم رضوی

یہ کتاب 850 سے زائد اقوال کا مجموعہ ہے۔پر حکمت اقوال باحوالہ نقل کیے گئے ہیں۔بازار میں ملنے والی غیر معتبر اقوال سے متعلقہ کتب سے اسے انفرادیت حاصل ہے۔

(68)صحابہ یا طلَقاء؟۔مبشر تنویر نقشبندی

صحابہ اور طلقاء کی اصطلاح اور اس کو بنیاد بنا کر حضرت امیر معاویہ اور ان کے والد گرامی رضی اللہ عنھما پر کیے جانے والے اعتراض کے جواب میں اپنی نوعیت کا منفرد رسالہ

(69)روشن تحریریں۔ابوحاتم محمد عظیم(یہ کتاب)

یہ کتاب جناب ابوحاتم محمد عظیم کے علمی اور اصلاحی مضامین کا مجموعہ ہے۔

TO DONATE :

Account Details :

Airtel Payments Bank

Account No.: 9102520764

(Sabir Ansari)

IFSC Code : AIRP0000001

SCAN HERE

PhonePe G Pay Paytm **9102520764**

OUR DEPARTMENTS:

TO CONNECT AHLE SUNNAT

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

(1) Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog. These articles are very useful and informative.

(2) Sabiya Virtual Publication

This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Topics of our books are something different and many of them are based on current affairs. Islamic scholars from different countries are sending their books to publish on our platform. We want to make this platform, the biggest virtual library for Ahle Sunnat Wa Jama'at.

(4)E Nikah Matrimonial Service

India's #1 Sunni Matrimonial Service

E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. It's especially for Sunni Muslims and here we don't allow any other sect. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.

(4) E Nikah Again Service

E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four womens at once, it's recommended to have more wives but nowadays it's rare because people started to dislike this beautiful Islamic culture. By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

(5) Roman Books

Roman Books is our very popular department. We are publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.Read more about us on our website,

visit : www.abdemustafa.in

AMO